عرض مؤلف

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

فہم دین کورس میں شامل کتاب ''فہم حدیث'' کے دوسرے حصہ یعنی فقہیات سے متعلق کام چونکہ خاصا ضخیم ہو گیا تھا اس لئے اس کو دو حصوں میں کر دیا گیا ہے۔ اس طرح سے فہم حدیث کا دوسرا حصہ عبادات پر مشتمل ہے جب کہ تیسرا حصہ معاملات اور دیگر امور پر مشتمل ہو گا۔

اصول حدیث سے متعلق مختلف ائمہ فقہ و حدیث کے جو ضابطے ہیں ہم نے ان سے انحراف نہیں کیا۔ ان میں سے کچھ ضابطے ہم نے اپنی کتاب اصول دین میں تحریر کئے ہیں۔ بہتر ہے کہ پیش نظر حصہ کے مطالعہ سے پہلے اصول دین میں متعلقہ مقام کا مطالعہ کر لیا جائے۔

ہم مرکزی جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مفتی محمد قاسم سلمہ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے پورے مسودہ کو حرفاً حرفاً دیکھا اور ضروری اصلاح کی۔

آخر میں ہم کمپوزر جناب شاہد خاں صاحب اور مجلس نشریات اسلام کے جناب فضل ربی صاحب ندوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو محض اپنے فضل سے قبول فرما کر نافع خلائق بنا دیں۔

عبدالواحد

جامعہ مدنیہ، لاہور

12 ربیع الاول 1425ھ

فہرست

باب:1	قضائے حاجت	8
باب:2	وضو کا بیان	14
	فضائل	14
	فرائض	15
	سنتیں	16
	مستحبات	19
	آداب	20
	متفرقات	22
باب:3	مسواک	24
باب:4	چمڑے کے موزوں پر مسح	27
باب:5	وضو کو توڑنے والی چیزیں	30
	جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا	33
باب:6	غسل کا بیان	36
	غسل کب فرض ہوتا ہے	36
	فرض غسل کا طریقہ	38
	چند مسنون و مستحب غسل	41
	غسل کے آداب	42
باب:7	تیمّم کا بیان	45
باب:8	پانی کے احکام	50

باب:9	حیض، نفاس اور استحاضہ	52
باب:10	نجاستوں کا بیان	55
باب:11	نماز کی دیگر شرائط	62
	نمازوں کے اوقات	62
	مکروہ اوقات	69
	ستر عورت	70
	استقبال قبلہ	71
باب:12	اذان	73
باب:13	نماز کا طریقہ	82
	قراءت کا بیان	86
	ہر انتقال پر تکبیر کہنا	98
	رکوع کرنے کا طریقہ	98
	سجدہ کا بیان	102
	جلسہ اور قعدہ کا بیان	105
	معذوری میں بیٹھنے کا طریقہ	108
	تشہد کا بیان	109
	درود کا بیان	113
	سلام کا بیان	115
	فرض نماز کے بعد دعا	116
باب:14	نماز میں کیا چیزیں مکروہ ہیں	120
	جو باتیں نماز میں مکروہ نہیں	126
باب:15	وہ امور جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے	129
	کن باتوں سے نماز نہیں ٹوٹتی	134
باب:16	نماز باجماعت	139
	جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت	140

	کسی عذر کی وجہ سے جماعت کا ترک	142
	تنہا عورتوں کی جماعت	143
	امامت کا حقدار	146
	محلّہ کی مسجد یا جامع مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے	151
باب: 17	صف بندی	153
باب: 18	امام اور مقتدیوں کی ذمہ داریاں	161
	امام کی ذمہ داریاں	161
	مقتدیوں کی ذمہ داریاں	162
باب: 19	سترہ کا بیان	166
باب: 20	مسافر کی نماز	169
باب: 21	بیمار کی نماز	175
باب: 22	فوت شدہ نمازوں کی قضا	178
باب: 23	سجدہ سہو	183
باب: 24	سجدہ تلاوت	187
باب: 25	نماز وتر	190
باب: 26	سنن مؤکدہ	197
باب: 27	غیر مؤکدہ سنتیں اور نوافل	201
	مخصوص نوافل	201
	نماز استخارہ	204
	صلاۃ التسبیح	206
	نفل نماز کے احکام	207
باب: 28	نماز تراویح	210
باب: 29	نماز خوف	215
باب: 30	نماز استسقاء	217
باب: 31	سورج گرہن کی نماز	219

باب:32	نماز جمعہ	223
	جمعہ کے دن کی فضیلت	223
	جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی	223
	جمعہ کا غسل مسنون ہے واجب نہیں	224
	جمعہ فرض ہے	225
	جمعہ صرف قصبہ یا شہر میں ہوتا ہے گاؤں میں نہیں	226
	جمعہ کی دو اذانیں اور پہلی اذان کا وقت	229
باب:33	نماز عیدین	236
	تکبیرات تشریق	242
باب:34	میت کے احکام	244
باب:35	نماز جنازہ	251
	بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہیے	257
	ہمارے لئے غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں	256
باب:36	جنازہ لے کر چلنا	261
باب:37	میت کی تدفین	266
باب:38	شہید کے احکام	272
باب:39	میت کے دیگر متفرق احکام	276
باب:40	زکوٰۃ کے احکام	281
	زکوٰۃ کی فرضیت	281
	زکوٰۃ نہ دینے پر وعید	281
باب:41	کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے اور کس حساب سے	288
	چاندی کا نصاب	288
	مال تجارت میں زکوۃ	288
	سونے کا نصاب	289
	جنگل میں چرنے والے جانوروں میں زکوٰۃ	289
	رکاز یعنی معدن اور کافروں کے دفینہ میں زکوٰۃ	293

	زرعی پیداوار میں زکوٰۃ	293
	شہد میں زکوٰۃ	294
	جس مال کے ملنے سے مایوسی ہو اس میں زکوٰۃ	295
باب: 42	زکوۃ کی وصولی	296
	اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ میں زکوۃ کی وصولی	301
باب: 43	کن لوگوں کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں	304
باب: 44	صدقہ فطر	306
باب: 45	روزے کا بیان	308
باب: 46	رویت ہلال	311
باب: 47	روزے کے احکام	315
باب: 48	روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا مدار	320
باب: 49	کن صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں ہیں	324
باب: 50	کن صورتوں میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں	326
باب: 51	نفلی روزے کے احکام	328
باب: 52	شب قدر	334
باب: 53	اعتکاف	336
باب: 54	حج کا بیان	341
	حج کے لئے شرط وجوب	342
	عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے	342
	مختلف اطراف کے لوگوں کے لئے میقات	342
	احرام کے مختلف احکام	343
	تلبیہ کے الفاظ	345
	حجر اسود کا استلام	347
	طواف کا طریقہ	349
	عمرہ اور حج میں طواف کے بعد سعی	350
	رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حج کونسا تھا	352

	منیٰ کی طرف روانگی اور وہاں قیام	355
	عرفات کی طرف روانگی اور وہاں کے مشاغل	355
	مزدلفہ سے روانگی اور جمرہ عقبہ پر آمد	359
	منیٰ واپس آنے پر حج کے احکام	361
	ایام تشریق میں رمی جمرات	366
	منیٰ سے مکہ مکرمہ کو واپسی	367
	طواف وداع	367
باب:55	حج سے متعلق عورتوں کے مسائل	369
باب:56	بچے کے حج کے مسائل	374
باب:57	حجر اسود	375
باب:58	احصار	376
باب:59	ممنوعات کا ارتکاب اور ان پر تاوان	379
باب:60	محرم کے لئے جانور کا شکار و قتل	382
باب:61	عمرہ	385
باب:62	قربانی	389
باب:63	عقیقہ کا بیان	394

باب: 1

قضائے حاجت

قضائے حاجت کے طریقے اور آداب کی تعلیم میں رسول اللہ ﷺ کی ضرورت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ أُعَلِّمُكُمْ إِذَا أَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَأَمَرَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَنَهٰی عَنِ الرَّوْثِ وَالرُّمَّةِ وَنَهٰی أَنْ یَسْتَطِیْبَ الرَّجُلُ بِیَمِیْنِهٖ (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا باپ اپنی اولاد کے لئے ہوتا ہے (جس طرح اولاد کی خیر خواہی کرنا اور ان کو زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت میرا کام ہے اسی لئے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور نہ اس کی طرف پشت کر کے (بیٹھو بلکہ اس طرح بیٹھو کہ قبلہ کی جانب نہ تمہارا منہ ہو نہ تمہاری پیٹھ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اور آپ نے (عام حالت کے اعتبار سے) استنجے میں تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا (اس لئے کہ عام طور سے تین ڈھیلوں سے کم میں پوری صفائی نہیں ہوتی اور اصل مقصد صفائی ہے خواہ وہ تین سے کم میں حاصل ہو جائے یا تین سے بھی زیادہ کی ضرورت پڑے) اور (استنجے میں) لید اور ہڈی استعمال کرنے سے منع کیا (لید سے اس وجہ سے کہ وہ تو خود نجاست ہے اور ہڈی سے اس وجہ سے کہ ایک اور حدیث میں ہے اس سے جن اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں) اور اس سے بھی منع کیا کہ کوئی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کے وقت کی دعا

عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَإِذَا أَتٰی أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْیَقُلْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (ابو داؤد)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قضائے حاجت کی ان جگہوں میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں۔ پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو (پہلے) یہ دعا کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ کہ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے۔

بیت الخلاء میں جاتے ہوئے ایسی چیز کو اتار دینا چاہئے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ظاہر ہو

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے (اور باہر رکھ جاتے کیونکہ اس انگوٹھی پر "محمد رسول الله" کے الفاظ نقش تھے)۔

بیت الخلاء اگرچہ تعمیر شدہ ہوں ان میں قبلہ کی طرف نہ رخ ہو نہ پشت ہو

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (مسلم)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف رخ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو خواہ پیشاب کرنا ہو خواہ پاخانہ کرنا ہو بلکہ (اے مدینہ منورہ اور اس کی سمت میں رہنے والو) تم مشرق یا مغرب کی طرف رخ کیا کرو (یعنی کمال درجہ حاصل کرنے کے لئے قبلہ سے پورے نوے درجے پر بیٹھو)۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم شام کے ملک میں آئے تو ہم نے وہاں بیت الخلاء قبلہ کے رخ پر بنے ہوئے پائے (کہ مسلمانوں کے شام فتح کرنے سے پہلے کافروں نے ان کو ایسے ہی بنایا تھا تو جب ہم ان کو استعمال کرتے) تو قبلہ سے کچھ ہٹ کر بیٹھتے (لیکن چونکہ پورے نوے درجہ پر نہ بیٹھ سکتے تھے اس لئے (اس پر) ہم اللہ سے استغفار بھی کرتے۔

ستر کا خیال

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو اپنے کپڑے نہ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ زمین کے قریب ہو جاتے۔

پیشاب بیٹھ کر کرنا چاہئے

عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا بُلْتُ قَائِمًا مُنْذُ أَسْلَمْتُ (بزار)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ إِلَّا جَالِسًا (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جو کوئی تم سے بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ (عام حالت میں) ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔

مجبوری میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا. (ابو داؤد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ قوم کے کوڑے کی جگہ پر آئے اور (کمر میں درد کی وجہ سے) کھڑے ہو کر پیشاب کیا (ایسا صرف ایک مرتبہ ہوا)۔

تنبیہ: کافروں اور فاسقوں کی دیکھا دیکھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ان کے ساتھ تشبہ کی وجہ سے بھی سخت منع ہے۔

قضائے حاجت کے دوران آپس میں بات کرنا منع ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَخْرُجِ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ.(ابو داؤد).

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایسا نہ ہو کہ دو آدمی قضائے حاجت کرتے ہوں اس حال میں کہ وہ اپنی شرمگاہیں کھولے آپس میں باتیں کر رہے ہوں (یعنی قضائے حاجت کے وقت بات کرنا منع ہے) کیونکہ اللہ عزوجل اس پر غصہ کرتے ہیں۔

دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ...... نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّسْتَطِيْبَ الرَّجُلُ بِيَمِيْنِهٖ (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... أَنْ نَسْتَنْجِیَ بِالْيَمِيْنِ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِیَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِیَ بِرَجِيْعٍ أَوْ بِعَظْمٍ (مسلم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع کیا اس سے کہ ہم داہنے ہاتھ سے استنجا کریں یا ہم تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کریں یا ہم لید یا ہڈی سے استنجا کریں۔

ہڈی اور لید سے استنجا کرنے کی ممانعت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَإِنَّهُ زَادُ إِخْوَانِكُمْ الْجِنِّ (ترمذی و نسائی).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نہ لید سے استنجا کرو (کیونکہ وہ تو خود نجاست ہے) اور نہ ہڈیوں سے (استنجا کرو) کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے۔

فائدہ: ہڈیوں میں جنوں کی خوراک ہونے کی ممکنہ صورت یہ ہے کہ جن ہڈیوں میں موجود فاسفورس کو نکال کر کھا لیتے ہوں جو خود ایک آتشی چیز ہے اور یہ بات ان کے آتشی اصل ہونے سے مطابقت بھی رکھتی ہے۔

ایک حدیث میں یوں ہے رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے ایک وفد سے فرمایا لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِيْ أَيْدِيْكُمْ أَوْفَرَمَا يَكُوْنُ لَحْمًا (مسلم وفی الترمذی لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ) تمہارے لئے ہر ہڈی (خواہ) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (یا نہ لیا گیا ہو) تمہارے ہاتھوں میں آئے گی تو اس پر پورا پورا گوشت ہوگا۔

اگر جنوں کی خاطر ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا جاتا ہو تو یہ بھی ممکنات میں سے ہے۔ جن چونکہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں تو ان کی غذا کا اوجھل ہونا قابل فہم ہے۔ اور اگر گوشت سے مراد ہڈی میں موجود فاسفورس لیا جائے تو یہ بھی ممکن ہے کیونکہ لغت اور شریعت دونوں میں کسی مناسبت سے مجاز کا استعمال عام ہے۔

ڈھیلے تین سے کم ہوں اور صفائی ہو جائے تو جائز ہے

عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ يَقُوْلُ أَتَى النَّبِيُّ ﷺ الْغَائِطَ فَأَمَرَنِيْ أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْهُ فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَ أَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذَا رِكْسٌ (بخاری).

اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے (وہ جگہ غالبا ریت والی تھی اس لئے پتھر یا ڈھیلے آسانی سے دستیاب نہ تھے (اس وجہ سے) آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں تین پتھر (تلاش کر کے) آپ کے پاس

لاؤں۔ مجھے دو پتھر تو مل گئے۔ تیسرا تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا تو میں نے لید کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا اور وہ لے کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے دونوں پتھر تو لے لئے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا یہ تو گندگی ہے (اور صرف دو پتھروں سے استنجا کرنے پر اکتفا کیا)۔

اگر نجاست مقعد سے باہر پھیل جائے تو پانی سے استنجا کرنا واجب ہے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِىْ طَالِبٍ قَالَ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَبْعُرُوْنَ بَعْرًا وَأَنْتُمْ تَثْلِطُوْنَ ثَلْطًا فَأَتْبِعُوْا الْحِجَارَةَ الْمَاءَ (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے (یعنی اسلام کے شروع دور کے لوگ غذا کے بہت ہی سادہ اور کم ہونے کی وجہ سے) وہ تو مینگنیوں کی صورت میں پاخانہ کرتے تھے جب کہ تم (عمدہ کھانے کھاتے ہو اور اس کی وجہ سے) نرم (اور چپکنے والے) پاخانے کرتے ہو (جو مقعد سے تجاوز کر کے آس پاس کی جگہ میں لگ جاتے ہیں اور ڈھیلوں سے ان کی صحیح صفائی نہیں ہوتی) اس لئے ڈھیلوں کے بعد پانی بھی استعمال کرو۔

صرف پانی سے استنجا کرنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ تَبِعْتُهٗ أَنَا وَ غُلَامٌ مِنَّا مَعَنَا إِدَاوَةٌ مَاءٍ وَ عَنَزَةٌ يَسْتَنْجِىْ بِالْمَاءِ (بخاری و مسلم).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے نکلتے تو میں اور ہمارے ایک صاحب (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا کوئی اور) آپ کے پیچھے چلتے۔ ہمارے پاس (استنجا کرنے کے لئے) پانی کا ایک برتن اور (مٹی کو نرم کرنے کے لئے) ایک چھوٹا نیزہ ہوتا۔ آپ اس پانی سے استنجا کرتے۔

قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا

عَنْ أَبِىْ ذَرٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَذْهَبَ عَنِّى الْأَذٰى وَعَافَانِىْ. (نسائی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (قضائے حاجت سے فارغ ہو کر) بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَذْهَبَ عَنِّى الْأَذٰى وَعَافَانِىْ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے میں جس نے مجھ سے گندگی اور تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور (اس طرح بہت سی تکلیفوں سے) مجھے عافیت بخشی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ (ترمذی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (قضائے حاجت سے فارغ ہو کر) بیت الخلاء سے باہر آتے تو یوں کہتے غُفْرَانَكَ (یعنی جس طرح اے اللہ آپ نے تکلیف دہ فضلہ کو میرے جسم سے خارج کر کے میری طبیعت کو ہلکا کیا اور مجھے عافیت دی اسی طرح میرے گناہوں کا بوجھ بھی مجھ سے دور فرما دیجئے اس لئے) میں آپ کی مغفرت کا طالب ہوں۔

استنجے کے بعد ہاتھوں کو مٹی مل کر یا صابن مل کر دھونا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجَى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ. (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جاتے تو میں ایک تانبے کے برتن میں یا چمڑے کے بنے ہوئے برتن میں پانی لے کر آتا۔ آپ (اس پانی سے) استنجا کرتے پھر اپنے (بائیں) ہاتھ کو مٹی پر ملتے تھے۔ پھر میں پانی کا ایک اور برتن لاتا جس سے آپ وضو کرتے تھے۔

کسی بل میں پیشاب نہ کرنا چاہئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ (ابوداؤد).

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز کسی بل (اور سوراخ) میں پیشاب نہ کرے (کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس بل میں کوئی زہریلا جانور یا کیڑا ہو جو اچانک نکل کر نقصان پہنچائے)۔

گذرگاہ میں پیشاب پاخانہ سے ممانعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِي يَتَخَلّٰى فِي طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ. (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کی موجب دو چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول لعنت کی موجب وہ دو چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص لوگوں کی گذرگاہ میں یا ان کے سائے کی جگہ میں (پیشاب) پاخانہ کرے (کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی کہ بدبو بھی آئے گی اور جسم و کپڑے بھی آلودہ بھی ہو سکتے ہیں)۔

باب: 2

وضو کا بیان

فضائل

عَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور (دین کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق) خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے سارے (صغیرہ) گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُوْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلم بندہ وضو کرتا ہے اور اس میں اپنے چہرہ کو دھوتا ہے (اور اس پر پانی ڈالتا ہے) تو پانی کے ساتھ (یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ) اس کے چہرہ سے وہ سارے گناہ نکل جاتے ہیں (اور گویا دھل جاتے ہیں) جو اس نے اپنی آنکھوں سے کئے تھے۔ پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو وہ پانی کے ساتھ (یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ) وہ سارے گناہ اس کے ہاتھوں سے دھل جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں سے ہوئے تھے۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ (یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ) وہ سارے گناہ دھل جاتے ہیں جن میں اس کے پاؤں استعمال ہوئے تھے یہاں تک کہ (وضو سے فارغ ہونے پر) وہ

(صغیرہ) گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوجاتا ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أُمَّتِی یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن و چمکدار ہوں گے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أَدُلُّکُمْ عَلٰى مَا یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَکَارِهِ وَکَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَ إِنْتِظَارِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ. (مسلم).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ اعمال نہ بتاؤں جن کی برکت سے اللہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (آپ ہمیں ضرور بتائیے)۔ آپ نے فرمایا: (1) تکلیف اور ناگواری کے باوجود وضو کو پورا کرنا، (2) مسجدوں کی طرف جانے میں قدم زیادہ پڑنا (3) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا منتظر رہنا۔ پس یہی حقیقی رباط (یعنی سرحدوں کی حفاظت) ہے، یہی حقیقی رباط ہے (یعنی شیطان کی غارتگری اور اس کے حملوں سے بچاؤ کے لئے ان تینوں عملوں کا اہتمام حفاظت کی بڑی محکم تدبیر ہے)۔

فرائض

چوتھائی سر کا مسح فرض ہے

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ...... وَمَسَحَ بِنَاصِیَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَخُفَّیْهِ (مسلم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے (نبی ﷺ کے وضو کی تفصیل بیان کرتے ہوئے) کہا...... اور نبی ﷺ نے اپنی پیشانی (کے بقدر سر) کا مسح کیا (جو کل سر کا چوتھائی بنتا ہے)۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِیَّةٌ فَأَدْخَلَ یَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاسِهٖ وَلَمْ یَنْقُضِ الْعِمَامَةَ (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا۔ آپ کے سر پر ایک قطری (یعنی قطر کی طرف منسوب) عمامہ بندھا ہوا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ عمامہ کے نیچے سے داخل کیا اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا اور عمامہ کو نہیں کھولا۔

فائدہ: ان دو حدیثوں سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

1- کم از کم سر کے چوتھائی حصہ کا مسح ضروری ہے کیونکہ اس سے کم حصہ پر مسح کرنا رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں ہے۔

2۔تنہا عمامہ یا ٹوپی پر مسح نہیں ہے بلکہ سر کا مسح کرنا ضروری ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ اپنی نقل کردہ موطا میں لکھتے ہیں بَلَغنَا أَنَّ الْمَسحَ عَلَى الْعِمَامَةِ كَانَ فَتُرِكَ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ شروع دور میں عمامہ پر مسح کیا جاتا تھا جو پھر ترک کر دیا گیا تھا۔

پاؤں کا دھونا فرض ہے

عَنْ عَمرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِیُّ ﷺ فِیْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَأَدْرَكَنَا وَ قَدْ أَرْهَقْنَا الْعَصْرَ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى أَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا. (بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک سفر میں جو ہم نے کیا نبی ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے (نماز کا وقت آ گیا تو ہم نے آپ کا انتظار کیا لیکن) آپ ہم تک اس وقت پہنچے جب ہم عصر کی نماز کو مؤخر کرتے کرتے آخری وقت کر چکے تھے اور (اب) ہم وضو کر رہے تھے۔ تو (جلدی میں) ہم نے اپنے پیروں کو دھویا نہیں بلکہ ان) پر گیلا ہاتھ پھیر لیا۔ نبی ﷺ (نے جب دیکھا کہ ہماری ایڑیاں سوکھی ہیں تو آپ نے بلند آواز سے پکارا کہ (سوکھی) ایڑیوں کے لئے جہنم کی آگ کی ہلاکت ہے کیونکہ ان کے سوکھا رہنے سے وضو نہیں ہوتا اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی)۔ یہ آپ نے دو یا تین مرتبہ کہا۔

وضو میں جن اعضاء کو دھونا ہے ان کو مکمل دھونا فرض ہے کچھ جگہ بھی خشک نہ رہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضَعَ ظُفُرٍ عَلٰى قَدَمِهٖ فَأَبْصَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلّٰى. (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے وضو کیا تو اپنے پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ (سوکھی) چھوڑ دی۔ نبی ﷺ کی اس پر نظر پڑی تو فرمایا واپس جاؤ اور اپنے وضو کو مکمل کرو۔ وہ شخص واپس لوٹا (خشک جگہ کو دھویا) پھر نماز پڑھی۔

سنتیں

وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ وَ ذَکَرَاسْمَ اللّٰہِ یَطْھُرُ جَسَدُہٗ کُلُّہٗ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ لَمْ یَطْھُرْ إِلَّا مَوْضَعُ الْوُضُوْءِ (دار قطنی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے وضو کیا اور (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام لیا (یعنی بسم اللہ پڑھی) اس کا پورا بدن (صغیرہ گناہوں سے) پاک ہوگا (اور اس کو پورا بدن پاک کرنے کا ثواب ملے گا)۔ اور جس نے وضو کیا اور (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا تو (وضو ہو جانے کے علاوہ) اس کی صرف وضو کی جگہ (صغیرہ گناہوں سے) پاک ہوگی (اور اس کو صرف وضو کے اعضاء پاک کرنے کا ثواب ملے گا)۔

وضو کے اعضاء کو تین تین دفعہ دھونا اور پورے سر کا مسح کرنا

عَنْ أَبِیْ حَیَّۃَ قَالَ رَأَیْتُ عَلِیًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ حَتّٰی أَنْقَاھُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَا ثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَا ثًا وَغَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلَا ثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَیْہِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَاسِہٖ مَرَّۃً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَیْہِ إِلَی الْکَعْبَیْنِ ثُمَّ قَالَ أَحْبَبْتُ أَنْ أُرِیَکُمْ کَیْفَ کَانَ طُھُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (ترمذی و نسائی)

ابو حیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے وضو اس طرح کیا پہلے اپنے دونوں ہاتھ اچھی طرح دھوئے یہاں تک کہ ان کو خوب اچھی طرح صاف کرلیا، پھر تین دفعہ کلی کی پھر تین دفعہ ناک میں پانی داخل کیا (اور صفائی کے لئے ناک سے پانی جھٹکا)۔ پھر اپنے چہرے کو تین دفعہ دھویا اور اپنے بازوؤں کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر ایک مرتبہ (آگے سے پیچھے کی طرف) اپنے (پورے) سر کا مسح کیا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں (تین مرتبہ) ٹخنوں تک دھوئے۔ پھر (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) فرمایا میں نے چاہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طہارت کا طریقہ بتاؤں۔

پورے سر کے مسح کا دوسرا طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَاصِمِ الْأَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ وَکَانَتْ لَہٗ صُحْبَۃٌ قَالَ قِیْلَ لَہٗ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَدَعَا بِإِنَاءٍ ...... ثُمَّ أَدْخَلَ یَدَہٗ فَاسْتَخْرَجَھَا فَمَسَحَ رَاسَہٗ فَأَقْبَلَ بِیَدَیْہِ وَأَدْبَرَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی تھی۔ ان سے کہا گیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھائیے۔ تو انہوں نے پانی کا برتن منگوایا...... پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر نکالا اور اپنے سر کا مسح کیا اور (اس کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ (سر کے اوپری حصہ میں) آگے سے پیچھے کو لے گئے اور (سر کے اطراف) میں پیچھے سے آگے کو لائے (کہ اس طرح سے بھی پورے سر کا مسح

ہوا)۔

فائدہ: اگرچہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ آپ ﷺ نے آگے سے پیچھے مسح کرتے ہوئے پورے سر پر ہاتھ پھیرا ہو اور پیچھے سے آگے کو مسح کرتے ہوئے بھی پورے سر پر ہاتھ پھیرا ہو لیکن یہ احتمال کمزور ہے کیونکہ دوسری مرتبہ پیچھے سے آگے پھیرنے میں بظاہر کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے کہ پورے سر کا مسح تو پہلی دفعہ ہو ہی چکا ہے۔

سر کے مسح کے لئے نیا پانی لینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ...... وَ مَسَحَ بِرَاسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا اور (اس میں) اپنے سر کا مسح (اپنے ہاتھوں پر لگے) اس پانی سے کیا جو (نیا تھا) آپ کے بازوؤں کے دھونے کا بچا ہوا نہیں تھا۔

ناک میں پانی اوپر چڑھانا اور انگلیوں کا خلال کرنا

عَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِىْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَ خَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِى الْإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا (ابوداود)

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے وضو کے بارے میں بتائیے (یعنی یہ کہ وضو میں مجھے کن باتوں کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہئے) آپ نے فرمایا (ایک تو یہ کہ) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریقے سے کیا کرو (جس میں کوئی کمی نہ رہ جائے) اور (دوسرے یہ کہ) ہاتھ پاؤں دھوتے وقت ان کی انگلیوں میں خلال کر لیا کرو اور (تیسرے یہ کہ) ناک کے نتھنوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کرو الا یہ کہ تم روزہ سے ہو (یعنی روزہ کی حالت میں ناک میں پانی زیادہ نہ چڑھاؤ کہ کہیں پانی حلق میں نہ چلا جائے)۔

پاؤں کی انگلیوں کا خلال

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ (ابوداؤد)

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ وضو کرتے تو اپنی چھنگلیا سے اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کرتے تھے۔

داڑھی کا خلال

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهُ وَقَالَ هٰكَذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو ایک ہاتھ سے پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے (داڑھی کے اندرونی حصہ میں) پانی پہنچاتے اور اس سے اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

کانوں کا مسح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَاسِهٖ وَأُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرَهُمَا بِإِبْهَامَيْهِ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (وضو میں) اپنے سر مبارک کا مسح کیا اور اس کے ساتھ دونوں کانوں کا بھی (اس طرح) کہ کانوں کے اندرونی حصہ کا تو دونوں انگشت شہادت سے مسح فرمایا اور اوپر کے حصہ کا دونوں انگوٹھوں سے۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوَّذٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ جُحْرِ أُذُنَيْهِ (ابوداؤد)

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو (کانوں کا مسح کرتے ہوئے) آپ نے اپنے دونوں کانوں کے سوراخ میں اپنی انگلیاں داخل کیں۔

آنکھوں کے کناروں کو ملنا

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ وَذَكَرَ وُضُوْءَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ الْمَأْقَيْنِ (ابوداؤد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے وضو کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ گوشہائے چشم (یعنی آنکھ کے کناروں) کو (چہرہ دھوتے ہوئے) ملتے تھے۔

مستحبات

مستحبات وہ امور ہیں جن کو نبی ﷺ نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے یا تو کبھی کیا ہو کبھی نہ کیا ہو یا ہمیشہ کیا ہو لیکن ایسے دلائل وقرائن موجود ہوں جو ان کی تاکید کی نفی کرتے ہوں۔

دائیں سے شروع کرنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِمَيَامِنِكُمْ

(ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو اپنے داہنے اعضاء سے ابتدا کیا کرو (مثلاً جب کرتہ پہنو تو دائیں آستین پہلے پہنو اور وضو میں دایاں ہاتھ، دایاں بازو اور دایاں پاؤں بائیں کے مقابلے میں پہلے دھو)

فائدہ: مندرجہ ذیل حدیث سے اس کی تاکید کی نفی ہوتی ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ مَا أُبَالِيْ بَدَأْتُ بِيَمِيْنِيْ أَوْ شِمَالِيْ إِذَا أَكْمَلْتُ الْوُضُوْءَ. (دارقطنی و ابن ابی شیبه).

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں وضو کروں تو مجھے پرواہ نہیں کہ میں ابتدا دائیں ہاتھ سے کروں یا بائیں ہاتھ سے کروں۔

گردن کا مسح

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهٖ وُقِيَ الْغِلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ابن فارس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اپنی گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن (عذاب کے) طوق سے بچا لیا گیا۔

ناک میں پانی ڈالنے کے بعد اس کو جھٹکنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُ كُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخَرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لْيَنْثِرْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اس کو چاہئے کہ اپنے نتھنوں (سے ناک) میں پانی چڑھائے پھر (اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی مدد سے) اس کو جھٹک دے۔

آداب

فرض حصہ سے کچھ زائد دھونا

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجمر قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى

أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيْلَهُ (مسلم)

حضرت نعیم بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا۔ انہوں نے اپنا چہرہ دھویا اور پوری طرح دھویا۔ پھر انہوں نے اپنا دایاں بازو دھویا یہاں تک کہ کہنی کے اوپر کا کچھ حصہ دھویا۔ پھر بایاں بازو دھویا اور اس کی کہنی کے اوپر کا کچھ حصہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے دائیں پاؤں کو دھویا یہاں تک کہ (دائیں) پنڈلی کا کچھ حصہ دھویا پھر انہوں نے اپنے بائیں پاؤں کو دھویا یہاں تک کہ (بائیں) پنڈلی کا کچھ حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے دن وضو کو مکمل کرنے کی وجہ سے روشن چہرے اور روشن ہاتھ پیر والے ہوگے۔ تو تم میں سے جو کر سکے وہ اپنے چہرے اور ہاتھ پیروں (کا مزید حصہ دھو کر ان) کی روشنی کو بڑھالے۔

وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ دَعَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ بِوَضُوْءٍ فَقُرِّبَ لَهُ ...... ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ لِيْ نَاوِلْنِيْ فَنَاوَلْتُهُ الَّذِيْ فِيْهِ فَضْلُ وَضُوْئِهٖ فَشَرِبَهُ قَائِمًا فَعَجِبْتُ فَلَمَّا رَاٰى عَجَبِيْ قَالَ لَا تَعْجَبْ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَبَاكَ النَّبِيَّ ﷺ يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَأَيْتَنِيْ يَقُوْلُ بِوَضُوْئِهٖ هٰذَا وَ يَشْرَبُ فَضْلَ وَضُوْئِهٖ قَائِمًا (نسائی)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرے والد) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا جو ان کے قریب رکھ دیا گیا۔ (انہوں نے وضو کیا) پھر سیدھے کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا کہ (پانی کا برتن) مجھے پکڑا دو۔ میں نے ان کو وہ برتن پکڑا دیا جس میں ان کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا۔ انہوں نے اس کو کھڑے کھڑے پیا۔ مجھے ان کے اس عمل پر تعجب ہوا۔ انہوں نے میرے تعجب کو محسوس کیا تو فرمایا تعجب نہ کرو کیونکہ میں نے تمہارے نانا نبی ﷺ کو اپنے وضو کے پانی سے ایسا ہی کرتے دیکھا جیسا تم نے مجھے دیکھا اور آپ ﷺ نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا تھا۔

رومالی پر چھینٹے ڈالنا

عَنِ الْحَكَمِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ (ابوداؤد)

حضرت حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنی شرمگاہ (یا اس کے مقابل کپڑے پر) چھینٹے ڈالے (تاکہ امت کو تعلیم ہو کہ جس شخص کو پیشاب کے قطرے آنے کا محض

وسوسہ ہوتا ہے قطرہ حقیقت میں نکلتا نہیں ہے تو اس کے وسوسہ کو دور کرنے کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے کیونکہ قطرہ نکلنے کے وہم سے جو تری کا وہم ہوگا وہ اس حقیقت سے دور ہو جائے گا کہ یہ پانی کے چھینٹے کی تری ہے۔)

پانی پہنچنے کے باوجود انگوٹھی کو ہلانا

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ أَنَّهٗ ﷺ كَانَ يُحَرِّكُ خَاتَمَهٗ عِنْدَ الْوُضُوْءِ (دارقطنی)

(نبی ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام) حضرت ابو رافع سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وضو میں اپنی انگوٹھی کو ہلا لیا کرتے تھے (اگرچہ پانی اس کو ہلائے بغیر بھی اندر پہنچ جاتا تھا)

متفرقات

وضو میں ضرورت سے زائد پانی استعمال کرنا منع ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَ هُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ. قَالَ أَ فِی الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ وَإِنْ كُنْتَ عَلٰی نَهْرٍ جَارٍ. (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا گذر (حضرت) سعد بن ابی وقاص پر ہوا جو وضو کر رہے تھے (اور اس میں پانی کا ضرورت سے زیادہ استعمال کر رہے تھے)۔ آپ نے فرمایا اے سعد یہ اسراف کیسا ہے (یعنی پانی بلا ضرورت کیوں بہایا جا رہا ہے)۔ انہوں نے پوچھا کیا وضو کرنے میں بھی (زیادہ پانی خرچ کرنا) اسراف ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ بھی اسراف میں داخل ہے اگرچہ تم رواں دریا کے کنارے بیٹھ کر ہی وضو کر رہے ہو۔

وضو کے بعد پونچھنا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ وضو کر چکے تو آپ نے اپنے کپڑے کے ایک کنارے سے اپنا چہرہ پونچھ لیا۔

عَنْ عَائِشَةَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ (ترمذی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک کپڑے کا ٹکڑا (رومال) تھا جس سے آپ وضو کے بعد (وضو کے گیلے اعضا کو) پونچھتے تھے۔

وضو کے ہوتے ہوئے نیا وضو کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُهْرٍ كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے طہارت (اور وضو) ہونے کے باوجود (کہ جس سے وہ کوئی عبادت بھی ادا کر چکا ہو تازہ) وضو کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

وضو کے دوران دعا

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَھُوَ یَتَوَضَّأُ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ أَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ (رزین. جمع الفوائد).

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ وضو کر رہے تھے میں نے آپ کو (وضو کے دوران) یہ کہتے ہوئے سنا: أَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ.

وضو کے بعد کی دعا

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْکُمْ مِنْ أَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ أَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ أَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ إِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ أَبْوَابُ الْجَنَّۃِ الثَّمَانِیَۃُ یَدْخُلُ مِنْ أَیِّھَا شَاءَ. وَزَادَ أَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (مسلم و ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی وضو کرے اور پورا پورا وضو کرے پھر یوں کہے أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ ان میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو اور یہ کلمات بھی فرمائے ہیں۔ أللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ.

تحیۃ الوضو

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ...... فَأَدْرَکْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَخْطُبُ النَّاسَ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَا مِنْکُمْ مِنْ أَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ یُقْبِلُ عَلَیْھِمَا بِقَلْبِہٖ وَ وَجْھِہٖ إِلَّا فَقَدْ أَوْجَبَ (ابوداؤد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پایا۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو کوئی اچھی طرح سے (پورا) وضو کرے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت (تحیۃ الوضو کے) اس طرح سے پڑھے کہ اس کا ظاہر اور باطن نماز کی طرف متوجہ ہو تو اس نے (جنت کے استحقاق کو) واجب کرلیا۔

باب:3

مسواک

مسواک کی اہمیت وفضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِیْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں ان کو (اللہ کے حکم سے) ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حتمی امر کرتا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَرْقُدُ مِنْ لَیْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَیَسْتَیْقِظُ إِلَّا یَتَسَوَّکُ قَبْلَ أَنْ یَّتَوَضَّأَ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ سوتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاکِ (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب رات کو آپ تہجد کے لئے اٹھتے تو مسواک سے اپنے منہ کی خوب صفائی کرتے (اس کے بعد وضو فرماتے اور تہجد میں مشغول ہوتے)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَفْضُلُ الصَّلَاةُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَهَا عَلَی الصَّلَاةِ الَّتِیْ لَا یُسْتَاکُ لَهَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا. (بیهقی فی شعب الایمان).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز جس کے لئے مسواک

کی جائے اس نماز کے مقابلہ میں جو بلا مسواک کئے پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ (ترمذی)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں، پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں (ایک) حیاء، (دوسرے) خوشبو لگانا اور (تیسرے) مسواک کرنا اور (چوتھے) نکاح کرنا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسِّوَاكُ مِطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ. (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک منہ کو خوب پاک صاف کرنے والی اور رب تعالیٰ کو بہت خوش کرنے والی چیز ہے۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ (مسلم).

شریح بن ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب (باہر سے) گھر میں تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ (سب سے پہلے) آپ مسواک کرتے تھے۔

مسواک کرنے کا طریقہ

عَنْ عَطَاءٍ مَرْفُوْعًا إِذَا اسْتَكْتُمْ فَاسْتَاكُوْا عَرْضًا (مراسیل ابی داؤد)

حضرت عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مسواک کرو تو دانتوں کی چوڑائی میں کرو (یعنی دائیں سے بائیں پھیرا کرو)

مسواک استعمال کر کے اس کو دھونا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِيْنِي السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَ أَدْفَعُهُ إِلَيْهِ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ مسواک کرتے پھر مجھے مسواک دیتے تاکہ اس کو دھو دوں تو (دھونے سے) پہلے میں خود اس سے مسواک کرتی (تاکہ آپ ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت مجھے حاصل ہو) پھر دھو کر آپ کو پکڑاتی۔

کسی دوسرے کی مسواک کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَنُّ وَعِنْدَهٗ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَأُوْحِيَ إِلَيْهِ فِيْ فَضْلِ السِّوَاكِ كَبِّرْ أَعْطِ السِّوَاكَ أَكْبَرَهُمَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ آپ کے پاس دو آدمی تھے جن میں سے ایک دوسرے سے (عمر میں) بڑا تھا۔ (قریب ہونے کی وجہ سے یا دائیں جانب ہونے کی وجہ سے آپ کا چھوٹے کو مسواک دینے کا ارادہ ہوا تو مسواک کی فضیلت کے باعث آپ کو وحی کی گئی کہ بڑی عمر والے کو مسواک دیجئے (تو نبی ﷺ نے اپنی استعمال شدہ مسواک دوسرے کو کرنے کے لئے دی)۔

باب: 4

چمڑے کے موزوں پر مسح

وضو کرتے وقت چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. (بخاری و مسلم).

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا (ایک وقت جب رسول اللہ ﷺ وضو کر رہے تھے) تو میں جھکا تا کہ آپ کے چمڑے کے موزے اتاروں لیکن آپ نے فرمایا ان کو رہنے دو کیونکہ میں نے جب یہ پہنے تھے یہ پاک تھے اور آپ نے ان موزوں پر مسح کیا۔

چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کی مدت

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ فَاسْئَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهِنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ (مسلم).

شریح بن ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تا کہ ان سے چمڑے کے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھوں تو انہوں نے فرمایا کہ تم علی بن ابی طالب ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کیونکہ (موزے پہننے کی زیادہ تر ضرورت سفر میں ہوتی ہے اور) وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تھے۔ ہم نے حضرت علی ﷺ سے مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے (مسح کی مدت) تین دن تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن ایک رات مقرر فرمائی۔

مدت مسح کے اندر جنابت لاحق ہو جائے تو مسح باقی نہیں رہتا

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ (ترمذی).

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر پر ہوں تو اپنے چمڑے کے موزے تین دن اور تین رات تک نہ اتاریں الا یہ کہ جنابت لاحق ہو جائے۔

موزے پر مسح پشت پر کرنا ہے تلے پر نہیں

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَوْكَانَ الدِّيْنُ بِالرَّاىِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دین کے احکام محض اپنی عقل سے ہوتے تو چمڑے کے موزے کے تلے پر مسح کرنا پشت پر مسح کرنے کے مقابلہ میں زیادہ مناسب ہوتا (کیونکہ ان پر زیادہ میل لگتا ہے) لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے موزوں کی پشت پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

مسح کا طریقہ

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَالَ ثُمَّ جَاءَ حَتّٰى تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى خُفِّهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ أَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَّاحِدَةً حَتّٰى أَنْظُرَ أَصَابِعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْخُفَّيْنِ (مصنف ابن ابی شیبه)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پھر آپ آئے اور وضو کیا اور چمڑے کے موزوں پر مسح کیا اور (اس میں یہ طریقہ اختیار کیا کہ) آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں موزے پر اور اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں موزے پر رکھا اور ایک دفعہ دونوں کی پشت پر مسح کیا اور (وہ نقشہ اب تک میرے ذہن میں ہے کہ گویا کہ) میں آپ کی انگلیوں کو آپ کے موزوں پر (رکھی ہوئی) دیکھ رہا ہوں۔

جرموق یعنی چمڑے کے موزوں پر ان کی حفاظت کے لئے جو سوتی موزے پہنے جائیں ان پر مسح

عَنْ بِلَالٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَسَحَ عَلَى الْمُوْقَيْنِ (ابن خزیمه)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جرموق پر مسح کیا۔

سوتی یا اونی جرابوں پر مسح کرنا

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ. (ترمذی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور (موٹی) جرابوں پر مسح کیا۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ أَنَّهُمَا قَالَا يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا صَفِيْقَيْنِ

(مصنف ابن ابی شیبه)

حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ (جو بڑے تابعی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور داماد بھی تھے) اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (جو بڑے تابعی تھے) دونوں حضرات یہ فرماتے تھے کہ جرابوں پر مسح صرف اس وقت کیا جائے گا جب کہ وہ خوب موٹی ہوں (اور چمڑے کے موزوں کی طرح ہوں کہ پاؤں میں خود بخود کھڑی رہیں اور ان میں پانی بھی جلدی سے سرایت نہ کرے اور ان کو پہن کر جوتی کے بغیر چلیں تو تین چار میل چلنے کے باوجود نہ پھٹیں)۔

تنبیہ: پتلی سوتی جرابیں جن کی پنڈلیاں خود بخود کھڑی نہیں رہتیں بلکہ اپنی تنگی کی وجہ سے یا الاسٹک لگنے کی وجہ سے کھڑی رہتی ہیں اور پانی ان میں فوری سرایت کرتا ہے اور جوتی کے بغیر عام زمین پر تین چار میل چلنے سے وہ پھٹ بھی جاتی ہیں یعنی ان میں چمڑے کے موزوں کے تین وصف تو کہاں ایک بھی وصف نہیں ہوتا پوری امت کا اس پر اتفاق رہا ہے کہ ایسی جرابوں پر مسح جائز نہیں۔ اب جو لوگ ان پر مسح کو جائز سمجھتے ہیں انہوں نے یہ ایک بری بدعت نکالی ہے۔

باب: 5

وضو کو توڑنے والی چیزیں

1- پیشاب پاخانہ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَامُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَّلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَّنَوْمٍ (ترمذی)

حضرت صفوان بن عسال رضي الله عنه کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اس بات کا حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر پر ہوں تو تین دن اور تین رات تک پاخانہ پیشاب اور نیند کی وجہ سے اپنے موزے نہ اتاریں (اوران چیزوں کی وجہ سے جو وضو ٹوٹا تو وضو کرنے میں موزوں پر مسح کرتے رہیں) البتہ جنابت لاحق ہو جائے تو پھر (غسل جنابت کے لئے) موزے اتارنے ہوں گے۔

2- مذی

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحِي أَنْ أَسْئَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَئَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ. (بخاری و مسلم)

حضرت علی رضي الله عنه کہتے ہیں کہ (جوانی میں) مجھے بہت زیادہ مذی خارج ہوتی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت فاطمہ) کی وجہ سے (جو میرے نکاح میں تھیں) مجھے آپ ﷺ سے خود (اس سے طہارت کے بارے میں) پوچھتے ہوئے شرم آتی تھی تو میں نے مقداد بن اسود کو پوچھنے کو کہا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ایسا شخص استنجا کرے اور وضو کرے۔

3- ہوا کا خارج ہونا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ مَاالْحَدَثُ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ فُسَاءٌ أَوْضُرَاطٌ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو حدث ہو گیا ہو جب تک

وہ وضو نہ کرلے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔حضرموت سے آئے ہوئے ایک شخص نے پوچھا اے ابو ہریرہ رحمہ اللہ حدث سے کیا مراد ہے۔فرمایا کہ آدمی کے پیچھے کی راہ سے جو ہوا خارج ہو خواہ بغیر آواز کے یا آواز کے ساتھ۔

ہوا کا خارج ہونا مشکوک ہوتو وضو نہیں ٹوٹتا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِیْ بَطْنِهٖ شَيْئًا فَأُشْكِلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحاً. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ حرکت پائے اور وہ شبہ میں پڑ جائے کہ آیا اس کے پیٹ سے ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں تو وہ (محض شبہ کی وجہ سے وضو کرنے کی خاطر) مسجد سے نہ نکلے (کیونکہ شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا) بلکہ (اس صورت میں وضو ٹوٹتا ہے جب ہوا کے نکلنے کا خوب اچھی طرح یقین ہو جیسا کہ اس وقت یقین ہوتا ہے) جب (اس کے ساتھ) آواز (بھی) سنے یا بو محسوس کرے۔

عَنْ أَبِیْ هُرِيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَوَجَدَ حَرَكَةً فِیْ دُبُرِهٖ أَحْدَثَ أَوْ لَمْ يُحْدِثْ فَأُشْكِلَ عَلَيْهِ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں ہو اور وہ اپنے مقعد میں کچھ پھڑک محسوس کرے (جس سے) وہ تردد میں پڑ جائے کہ (ہوا خارج ہوئی یا نہیں اور اس طرح) وضو ٹوٹا یا نہیں تو وہ (اپنی نماز سے) نہ پھرے یہاں تک کہ وہ (ہوا نکلنے کی) آواز سنے یا (ہوا کی) بو پائے (یا بو اور آواز کے ہوتے ہوئے کی طرح کا ہوا کے نکلنے کا یقین ہو)۔

4- بدن سے بہتا ہوا خون نکلنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا رَعُفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ وَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جب کبھی (نماز کے دوران) ناک سے نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ نماز چھوڑ کر واپس جاتے اور وضو کرتے اور واپس آ کر جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کرتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِیْ حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَ فَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ ...... وَفِیْ رِوَايَةٍ تَوَضَّئِیْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ میں ایسی عورت ہوں جس کو استحاضہ کی تکلیف ہے اور (اس میں خون اتنا مسلسل آتا ہے کہ) میں تو پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں۔آپ نے فرمایا کہ نہیں (نماز نہ چھوڑو کیونکہ) یہ تو محض خون کی رگ ہے (جس کے زخم کی وجہ سے خون بہتا ہے) حیض نہیں ......اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا (چونکہ تم معذور کے حکم میں ہو لہٰذا) تم ہر نماز کے لئے وضو کرو۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ (کامل ابن عدی).

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بہنے والے خون سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

5- منہ بھر کر قے ہونا

عَنْ مَعْدَانَ عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَ كَرْتُ ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ صَدَقَ وَأَنَا صَبَبْتُ لَهٗ وَضُوْئَهٗ (ترمذی)

معدان رحمہ اللہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قے ہوئی تو آپ نے وضو کیا۔معدان کہتے ہیں کہ (بعد میں) میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دمشق کی مسجد میں ہوئی تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا۔انہوں نے کہا کہ ابودرداء نے سچ کہا اور میں نے ہی (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے لئے وضو کا پانی ڈالا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَاءَ أَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاتِهٖ أَوْقَلَسَ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ...... (دار قطنی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے دوران منہ بھر کر قے ہو جائے تو وہ نماز سے پلٹے اور وضو کرے......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِی الصَّلٰوةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ أَوْ وَجَدَ مَذِيًا فَإِنَّهٗ يَنْصَرِفُ وَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُتِمَّ مَا بَقِیَ عَلٰى مَا مَضٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ. (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نماز میں کسی شخص کی نکسیر بہہ پڑے یا اس پر قے غالب آجائے (یعنی منہ بھر کر ہو کہ اس کو روکنے پر قادر نہ ہو) یا مذی نکل آئے تو وہ نماز سے پلٹے اور وضو کرے پھر واپس لوٹے اور جب تک کوئی بات نہ کی ہو تو جتنی نماز پڑھ لی تھی وہیں سے شروع کرے۔

6- لیٹ کر یا ٹیک و سہارا لگا کر سونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سجدے کی حالت میں سو گیا اس پر وضو نہیں ہے جب تک وہ لیٹ نہ جائے کیونکہ آدمی جب لیٹ جاتا ہے تو (اس کے اپنے آپ کو روک رکھنے کی قوت یعنی قوت ماسکہ زائل ہو جاتی ہے جس سے) اس کے جوڑ (اور باقی اعضاء) ڈھیلے ہو جاتے ہیں (اور ہوا کے خارج ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔ اور نیند کی وجہ سے اس حالت میں ہوا خارج ہو گئی تو اس کا احساس نہ ہوگا لہٰذا لیٹ کر سونے ہی پر وضو ٹوٹنے کا حکم جاری ہو گا)۔

7- نماز میں اتنی آواز سے ہنسنا کہ قریب کے دو تین آدمیوں تک آواز پہنچ جائے

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ مَعْبَدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الصَّلَاةِ إِذْ أَقْبَلَ أَعْمٰى يُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَوَقَعَ فِيْ زُبْيَةٍ فَاسْتَضْحَكَ بَعْضُ الْقَوْمِ حَتّٰى قَهْقَهَ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ قَهْقَهَ فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ (كتاب الآثار ابو يوسف)

حضرت معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے میں مشغول تھے کہ ایک نابینا آدمی نماز پڑھنے کے لئے آئے اور ایک گڑھے میں گر گئے (اس منظر کے سامنے آنے پر نماز میں شریک) کچھ لوگوں کو ہنسی آئی یہاں تک کہ ان کی آواز بھی بلند ہو گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم میں سے جس نے قہقہہ لگایا (یعنی آواز سے ہنسا کہ کم از کم قریب کے دو تین آدمیوں تک آواز پہنچ گئی ہو) وہ وضو اور نماز دونوں لوٹائے۔

جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

1- شرمگاہ پر بغیر حائل ہاتھ لگنا

عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مَسَسْتُ ذَكَرِيْ أَوْقَالَ الرَّجُلُ يَمُسُّ ذَكَرَهٗ فِي الصَّلٰوةِ أَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ. (ترمذی و ابو داؤد)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا کہ میں اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگاؤں یا کہا کہ کوئی بھی شخص ایسا کرے تو کیا اسے وضو کرنا پڑے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں وہ (یعنی شرمگاہ) تو تمہارے بدن ہی کا ایک حصہ ہے۔

2- عورت کو ہاتھ لگانا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ أَنَامُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَایَ فِیْ قِبْلَتِهٖ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَقَبَضْتُ رِجْلَیَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْبُیُوْتُ یَوْمَئِذٍ لَیْسَ فِیْهَا مَصَابِیْحُ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ یعنی سجدے کی جگہ میں ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو اپنے ہاتھ سے میرے پاؤں کو دباتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی تھی اور جب آپ قیام کے لئے کھڑے ہو جاتے تو میں (دوبارہ) اپنے پاؤں پھیلا لیتی تھی (اور ایسا اس وجہ سے ہوتا تھا کہ ایک تو جگہ کی تنگی تھی اور دوسرے) ان دنوں گھروں میں چراغ بھی نہ ہوتے تھے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَائِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ (بزار)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ (کبھی) اپنی کسی زوجہ محترمہ کا بوسہ لیتے پھر نماز شروع کر دیتے اور وضو نہ کرتے۔

3- ٹیک یا سہارے کے بغیر یا لیٹے بغیر سونا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی عَهْدِهٖ یَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰی تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ ثُمَّ یُصَلُّوْنَ وَلَا یَتَوَضَّأُوْنَ (ابوداؤد و ترمذی).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آپ کے اصحاب عشاء کی نماز کے لئے (مسجد میں) انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ (بعض اوقات طویل انتظار کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے اور) ان کے سر ڈھلک جاتے تھے پھر (جماعت کھڑی ہونے پر) دوبارہ وضو کئے بغیر نماز میں شریک ہو جاتے تھے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْمُحْتَبِی النَّائِمِ وَلَا عَلَی الْقَائِمِ وَلَا عَلَی السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰی یَضْطَجِعَ فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ (بیہقی).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا گھٹنے اٹھا کر اور ان کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر بیٹھنے والا شخص اگر سو جائے اور جو شخص کھڑا ہو وہ سو جائے اور جو شخص سجدے میں ہو وہ سو جائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا یہاں تک کہ وہ لیٹ جائے۔ پھر جب وہ لیٹ جائے (اور سو جائے) تب اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

4- آگ پر پکی ہوئی چیز کھانا پینا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے شانے کا (پکا ہوا) گوشت کھایا پھر وضو کئے بغیر (سابقہ وضو ہونے کی وجہ سے) نماز پڑھ لی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ آخِرُالْأَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارَ (نسائی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو چیز آگ میں پکی ہو اس میں رسول اللہ ﷺ کا جو آخری عمل تھا وہ اس سے وضو نہ کرنا تھا۔

باب: 6

غسل کا بیان

غسل کب فرض ہوتا ہے

1- جب مرد کی سپاری عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ عَمَّا یُوْجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجِمَاعِ ...... فَقَالَ مُعَاذٌ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ (طبرانی کبیر)

عبدالرحمٰن بن عائذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ایک شخص نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جماع میں غسل کس چیز سے واجب ہوتا ہے...... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جب (مرد کے) ختنہ کی جگہ (عورت کے) ختنہ کی جگہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

2- احتلام نیند میں ہو جائے خواہ مرد کو یا عورت کو

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَکِیْمٍ أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰی فِیْ مَنَامِهَا مَا یَرَی الرَّجُلُ فَقَالَ لَیْسَ عَلَیْهَا غُسْلٌ حَتّٰی تُنْزِلَ کَمَا أَنَّ الرَّجُلَ لَیْسَ عَلَیْهِ غُسْلٌ حَتّٰی یُنْزِلَ (احمد و نسائی).

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں (کوئی شہوانی بات) دیکھے جیسا کہ (عام طور سے) مرد دیکھتا ہے (تو کیا اس پر غسل واجب ہوتا ہے) آپ نے فرمایا جب تک اس کو انزال نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا جیسا کہ مرد پر غسل واجب نہیں ہوتا جب تک اس کو انزال نہ ہو۔

3- بیداری میں منی شہوت سے خارج ہو تو غسل واجب ہوتا ہے ورنہ نہیں

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ أَصْحَابُ ابْنِ عَبَّاسٍ عَطَاءٌ وَطَاوٗسٌ وَعِکْرِمَةُ إِذْ جَاءَ

رَجُلٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُفْتٍ ؟ فَقُلْتُ سَلْ فَقَالَ إِنِّيْ كُلَّمَا بُلْتُ تَبِعَهُ الْمَاءُ الدَّافِقُ فَقُلْنَا الَّذِيْ يَكُوْنُ مِنْهُ الْوَلَدُ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا عَلَيْكَ الْغُسْلُ فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ يُرَجِّعُ وَعَجَّلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ صَلوٰتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ يَا عِكْرِمَةُ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَأَتَاهُ بِهٖ ...... ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الرَّجُلِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ مِنْكَ هَلْ تَجِدُ شَهْوَةً فِيْ قَلْبِكَ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ خَدَرًا فِيْ جَسَدِكَ قَالَ لَا قَالَ إِنَّمَا هٰذَا بَرْدَةٌ يُجْزِيْكَ مِنْهُ الْوُضُوْءُ (کنز العمال).

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے چند شاگرد (یعنی میں اور) عطاء اور طاؤس اور عکرمہ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور پوچھا کہ کیا آپ میں کوئی مفتی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں میں نے (اس سے) کہا پوچھو (کیا پوچھتے ہو) اس نے کہا میں جب بھی پیشاب کرتا ہوں تو اس کے بعد اچھلتا ہوا پانی یعنی منی نکلتی ہے۔ میں نے پوچھا کیا وہی جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ تو ہم نے جواب دیا کہ تم پر غسل واجب ہے (اور جب بھی ایسا ہو غسل کرو) وہ شخص (اس مشقت والے جواب سے بہت پریشان ہوا اور) انا للہ پڑھتے ہوئے واپس پلٹا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (جواب میں غلطی محسوس کر کے) جلدی سے نماز ختم کی اور سلام پھیر کر کہا اے عکرمہ اس (سوال کرنے والے) شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ اس کو لے آئے ...... پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا مذکورہ صورت میں کیا تم اپنے دل میں شہوت اور خواہش نفس پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا کیا اس وقت تم اپنے آلہ تناسل میں بے حسی اور کمزوری پاتے ہو (کہ اگر کمزوری پائی جائے تو یہ اس کی علامت ہوگی کہ اس سے پہلے آلہ تناسل میں انتشار تھا اگرچہ بہت تھوڑا ہو اور انتشار شہوت کی وجہ سے ہوتا ہے) اس نے جواب دیا کہ نہیں (ایسا بھی نہیں ہوتا)۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ تو محض ٹھنڈا پانی ہے (جس کو شہوت کی کچھ بھی گرمی اور حرارت نہیں لگی اور اس صورت میں تو تمہارے لئے وضو کرنا ہی کافی ہے) غسل کرنا واجب نہیں۔

6- حیض ونفاس سے پاک ہونا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِيْ حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلوٰةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ (بخاری).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ کی تکلیف تھی۔ انہوں

نے اس کے (حکم کے) بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ تو ایک رگ ہے (جو کسی مرض سے زخمی ہوگئی ہے اور پھٹ گئی ہے اور اس میں سے خون بہتا ہے) یہ حیض نہیں ہے۔ تو جب (استحاضہ کے دوران) حیض شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔

فرض غسل کا طریقہ

1- عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوْا الشَّعْرَ وَ أَنْقُوا الْبُشْرَةَ (ابو دائود، ترمذی).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جسم کے) ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے (جنابت کے غسل میں) بالوں کو اچھی طرح دھو (تاکہ جسم کا وہ حصہ جو بالوں سے چھپا رہتا ہے پاک صاف ہو جائے) اور کھال (کا جو حصہ ظاہر ہے اس) کی بھی اچھی طرح صفائی دھلائی کرو۔

2- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَکَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِیٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاسِیْ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاسِیْ ثَلَاثًا (ابو داؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال برابر بھی جگہ دھونے سے چھوڑ دی تو اس کو (دوزخ کی) آگ کا ایسا ایسا عذاب دیا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وعید کی وجہ سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن بن گیا (اور یہ معمول بنا لیا کہ بال ذرا بڑھے ان کو مونڈ دیا) یہ جملہ آپ نے تین بار دہرایا۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَاخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهٗ فِیْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَاٰى أَنْ قَدْ اِسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰى رَاسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ (مسلم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت سے غسل کرتے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر اپنے بائیں ہاتھ سے مقام استنجا کو دھوتے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے۔ پھر نماز کا جو وضو ہوتا ہے وہ کرتے۔ پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے یہاں تک کہ جب آپ سمجھتے کہ آپ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچا لیا تو دونوں

ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے۔ اس کے بعد باقی سارے جسم پر پانی بہاتے۔ اس کے بعد (وہاں سے ہٹ کر) اپنے پاؤں دھوتے (کیونکہ اس جگہ غسل کا استعمال شدہ پانی جمع ہو جاتا تھا اس لئے پیر پہلے نہ دھوتے تھے بلکہ سب سے آخر میں وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ میں پاؤں دھوتے تھے)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الغُسْلِ (ترمذی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (غسل کے شروع میں وضو کرتے تھے) غسل کے بعد وضو نہ کرتے تھے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَاسِیْ أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِیَ عَلٰی رَاسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ (ابن ماجه).

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ میں ایسی عورت ہوں کہ اپنے سر کی مینڈھیوں کو خوب چھوٹا چھوٹا کر کے اور کس کس کر باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لئے میں ان کو کھول دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تمہارے لئے (اور تمہاری طرح مینڈھیاں بنانے والی عورتوں کے لئے) یہ کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالو (یہاں تک کہ بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں) پھر تم اپنے جسم پر پانی بہا لو اور پاک ہو جاؤ۔

جنابت کی حالت میں سونا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ (لِعَائِشَةَ) كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ (رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ) فِی الْجَنَابَةِ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَّنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَّغْتَسِلَ؟ قَالَتْ كُلَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَ رُبَمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ. (مسلم)

عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ ﷺ جنابت میں کیا کرتے تھے۔ آپ سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل کئے بغیر ہی سو جاتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ دونوں طرح ہی کرتے تھے کبھی غسل کرتے پھر سوتے اور کبھی صرف وضو کر کے سو جاتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ وَ هُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں (یعنی غسل کئے بغیر) سونے کا ارادہ فرماتے تو (سونے سے پہلے) استنجا کرتے تھے اور نماز کا وضو کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ ﷺ كَانَ إِذَا أَجْنَبَ فَأَرَادَ أَنْ يَّنَامَ تَوَضَّأَ أَوْتَيَمَّمَ (بیهقی).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں (غسل کئے بغیر سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرتے یا (کم از کم) تیمّم کرتے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يَمُسُّ مَاءً (ابو داؤد).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھی) جنابت کی حالت) پانی کو چھوئے بغیر (یعنی استنجا، وضو یا غسل کئے بغیر) ہی سو جاتے تھے۔

جنابت کی حالت میں کھانا پینا

عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا وَأَرَادَ أَنْ يَّأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور (اسی حالت میں) کچھ کھانے کا یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا وضو کرتے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ كَفَّيْهِ وَ مَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ طَعِمَ (دار قطنی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں کچھ کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے پھر کھاتے۔

ایک دفعہ جماع کے بعد دوبارہ جماع کرنے کی صورت میں کیا کرے

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ زَادَ الْحَاكِمُ فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے (ایک دفعہ) صحبت کرے پھر (فارغ ہوکر) دوبارہ صحبت کرنے کا ارادہ کرے تو (بہتر ہے کہ درمیان میں (استنجا اور) وضو کر لے کیونکہ اس (میں جہاں صفائی بھی ہے وہیں اس) کی وجہ سے دوبارہ صحبت میں زیادہ نشاط حاصل ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُجَامِعُ ثُمَّ يَعُوْدُ وَلَا يَتَوَضَّأُ (طحاوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ (کبھی کبھی) نبی ﷺ (ایک دفعہ) جماع کرنے کے بعد دوبارہ (جماع) کرتے اور درمیان میں وضو نہ کرتے (تاکہ اس کا جواز بھی امت کو معلوم ہو جائے)۔

جب غسل فرض ہو تو قرآن پڑھنا جائز نہیں

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ مَالَمْ يَكُنْ جُنُبًا (ترمذی).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن پڑھاتے تھے جب تک آپ جنبی نہ ہوتے تھے (کہ اس حالت میں غسل کئے بغیر نہ پڑھاتے تھے)۔

جب غسل فرض ہو تو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنه قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّىْ لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ (ابو داؤد).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں (اللہ کے حکم سے) مسجد (میں داخل ہونے) کو حائضہ عورت اور جنبی کے لئے حلال قرار نہیں دیتا۔

چند مسنون و مستحب غسل

1- جمعہ کے دن غسل

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ (ترمذی).

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن (جمعہ کی نماز کے لئے) وضو کیا تو یہ بھی اچھی اور عمدہ بات ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل تو زیادہ فضیلت والا ہے۔

2- میت کو نہلانے کے بعد خود غسل کرنا

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَسَّلَ مَيْتًا فَلْيَغْتَسِلُ (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی میت کو غسل دے اس کو چاہئے کہ (اس کے بعد پھر) وہ خود بھی غسل کرلے (کہ یہ مستحب ہے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرِ كُنَّا نَغْسِلُ الْمَيِّتَ فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ. (التلخيص الحبير)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ میت کو غسل دیتے تھے۔ اس کے بعد ہم میں سے

کچھ تو غسل کرتے تھے اور کچھ نہ کرتے تھے۔

3- عید کے دن کا غسل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى
(ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل فرماتے تھے۔

4- کافر کے اسلام لانے پر

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنِ آثَالٍ (أَوْ أَثَالَةَ) أَسْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذْهَبُوْا بِهٖ إِلٰى حَائِطِ بَنِىْ فُلَانٍ فَمُرُوْهُ أَنْ يَغْتَسِلَ (احمد).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ثمامہ بن اثال مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو فلاں خاندان کے باغ میں لے جاؤ اور (وہاں) ان کو غسل کرنے کا کہو۔

5- غشی اور بے ہوشی سے افاقہ پر

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ ثَقُلَ النَّبِىُّ ﷺ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِىْ مَاءً فِى الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِىَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِىْ مَاءً فِى الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ...... (بخارى)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مرض (وفات) میں مبتلا ہوئے تو (ایک نماز کے وقت) آپ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ (بلکہ) وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے لگن (یعنی بڑے تسلے) میں پانی رکھ دو۔ ہم نے ایسے ہی کیا۔ آپ نے غسل کیا۔ پھر آپ مشقت کے ساتھ اٹھنے لگے تو غشی طاری ہوگئی۔ پھر جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے جواب دیا کہ نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو۔ کہتی ہیں ہم نے (ویسے ہی) کر دیا تو آپ نے غسل کیا۔

غسل کے آداب

عَنْ يَعْلٰى قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ

وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سَتِيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ

(ابو داؤد)

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان میں (ستر کھولے) نہا رہا ہے۔آپ نے (قریبی مناسب وقت میں) منبر پر خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ خود حیا فرمانے والے اور پردہ دار ہیں (یعنی بندوں کی جن شرمناک حرکتوں کو ظاہر کرنا شرم وحیا کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ ان کی پردہ داری فرماتے ہیں) اور بندوں کے لئے بھی وہ حیاداری اور پردہ داری کو پسند فرماتے ہیں اس وجہ سے (انکا حکم ہے کہ) جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ اور ستر کا خیال رکھے۔

عَنْ سَفِيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ (ترمذی).

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد (یعنی چوتھائی صاع) پانی سے وضو کرتے تھے اور ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین لیٹر) پانی سے غسل کرتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَ أَخُوْعَائِشَةَ (مِنَ الرَّضَاعَةِ) فَسَأَلَهَا أَخُوْهَا عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (مِنَ الْجَنَابَةِ) فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوِمِنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَ أَفَاضَتْ عَلٰى رَاسِهَا (ثَلَا ثًا) بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ (سَتْرٌ) (بخاری و مسلم).

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی یعنی دودھ شریک بھانجے) ابوسلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی (حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ) حضرت عائشہ کے پاس گئے۔ان کے رضاعی بھائی نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت (یعنی فرض) غسل کے بارے میں پوچھا (کہ اس کی کیا کیفیت تھی اور اس میں کتنا پانی استعمال ہوتا تھا)۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے ایک صاع کی مقدار کا (پانی سے بھرا ہوا) برتن منگوایا اور (پانی کی اس مقدار سے) غسل کیا (جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے تھے اور (غسل میں) انہوں نے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا (اور ایسا نہیں ہوا کہ وہ ہمارے سامنے ہی بلا حجاب غسل کرنے لگی ہوں بلکہ) ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا (جس کی وجہ سے باقی جسم تو نظر نہ آتا تھا صرف سر اور چہرہ نظر آتا تھا اور گردن نظر آتی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ ہم دونوں ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رضاعی رشتہ رکھتے تھے اور ان کے محرم تھے۔اسی سے غسل کی موٹی موٹی کیفیت بھی معلوم ہوئی کہ پہلے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے پھر دائیں کندھے پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے تاکہ دائیں طرف کا جسم دھل جائے۔ پھر

بائیں کندھے پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے تاکہ بائیں طرف کا جسم ڈھل جائے)۔

تنبیہ: منکرین حدیث اس حدیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں حضرت عائشہ کی طرف بڑی بے شرمی کی بات منسوب کی گئی ہے کہ انہوں نے ان دو حضرات کو برہنہ غسل کر کے دکھایا۔ منکرین حدیث کا یہ اعتراض سرے سے بے بنیاد ہے کیونکہ نہ تو حدیث میں ایسے کوئی الفاظ ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے برہنہ غسل کر کے دکھانے پر دلالت کرتے ہوں اور نہ ہی حدیث کو ماننے والے ایسا کوئی مطلب لیتے ہیں۔ حدیث میں حجاب اور ستر کے الفاظ پردے پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ وہ کوئی جالی کا پردہ ہوگا جس میں سے حضرت عائشہ کا برہنہ جسم نظر آ رہا ہوگا اور غسل کا طریقہ بھی صرف اسی طریقے سے معلوم ہو سکتا ہے محض ان منکرین کی اپنی اختراع ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دونوں حضرات حضرت عائشہ کے رضاعی رشتہ دار تھے اس لئے ان کو حضرت عائشہ کا سر چہرہ اور بازوں اور کندھے وغیرہ دیکھنے جائز تھے۔ باقی جسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے سے چھپایا ہوا تھا۔ غسل کے پانی کی مقدار اور غسل کی موٹی موٹی کیفیت اسی سے معلوم ہو گئی۔

باب: 7

تیمّم کا بیان

تیمّم کا طریقہ

عَنْ عَمَّارٍ ﷺ قَالَ كُنْتُ فِي الْقَوْمِ حِيْنَ نَزَلَتِ الرُّخْصَةُ فِي الْمَسْحِ بِالتُّرَابِ إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ فَأَمَرَنَا فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً أُخْرٰى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ (بزار)

حضرت عمار ؓ نے بتایا کہ جب یہ رخصت نازل ہوئی کہ جب ہم پانی نہ پائیں تو مٹی سے مسح یعنی تیمّم کر لیں اس وقت میں (لشکر میں) لوگوں کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے (مٹی یا ڈھیلے وغیرہ پر) ایک دفعہ چہرہ (پر مسح) کے لئے ہاتھ مارے پھر دوسری دفعہ کہنیوں تک ہاتھوں (پر مسح کرنے) کے لئے ہاتھ مارے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَيَمَّمَ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ ضَرْبَةً أُخْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ (دار قطنی).

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (انکے والد یعنی) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ جب تیمّم کرتے تھے تو مٹی پر ایک مرتبہ دونوں ہاتھ مارتے تھے اور دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ کا مسح کرتے تھے۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ اور اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مارتے تھے اور ان سے کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کا مسح کرتے تھے۔

غسل کے لئے تیمّم کا وہی طریقہ ہے جو وضو کے لئے ہے۔

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَتَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا يَكْفِيْكَ أَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ فَنَفَضَهَا ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلٰى يَمِيْنِهِ وَبِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ (ابو داؤد)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے (سفر میں) بھیجا۔ (اس سفر کے دوران) مجھے جنابت لاحق ہوئی (یعنی سوتے میں احتلام ہوگیا) اور پانی نہ پایا تو (یہ خیال کر کے کہ جنابت کے تیمّم میں تو پورے بدن پر مٹی کو ملنا ہوگا) میں مٹی میں اس طرح لوٹ پوٹ ہوا جس طرح کوئی چوپایہ لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔ پھر (جب) میں نبی ﷺ کے پاس (واپس) آیا اور آپ سے اپنا قصہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہی کافی تھا کہ تم (وضو کے بدلے جو تیمّم کرتے ہیں) اس طرح کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا (دایاں ہاتھ اور بایاں) ہاتھ مٹی پر مارا اور اس کو جھاڑا پھر اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں (ہتھیلی کی پشت) کا مسح کیا اور داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کیا (اور چونکہ صرف وضو کے تیمّم کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے پورا طریقہ بتانا مقصود نہیں اس لئے نبی ﷺ نے ایک تو صرف) ہتھیلیوں پر مسح کیا (اور دوسرے ترتیب بھی ملحوظ نہ رکھی کہ پہلے ہاتھوں کا مسح کیا) پھر اپنے چہرہ کا مسح کیا۔

صاف اور بے غبار پتھر سے تیمّم کرنا جائز ہے

عَنْ أَبِی الْجُهَیْمِ أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ حَتّٰی أَقْبَلَ عَلَی الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَیَدَیْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ. (بخاری)

حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک مرتبہ رستے میں گذرتے ہوئے) نبی ﷺ کو سلام کیا۔ (اس وقت آپ کا وضو نہ تھا اور آپ نے چاہا کہ اللہ کا ذکر طہارت کی حالت میں کرنے کی فضیلت نہ چھوڑیں) تو آپ نے فوری جواب نہیں دیا بلکہ ایک دیوار کے پاس گئے (اور مدینہ منورہ میں گھروں کی دیواریں سیاہ پتھروں سے بنی ہوتی تھیں) اور (اس سے) اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر سلام کا جواب دیا۔

مٹی سے تیمّم کرتے وقت ہاتھوں پر لگنے والی مٹی کو اڑا دے

عَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ ...... فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِنَّمَا یَکْفِیْکَ أَنْ تَضْرِبَ بِیَدَیْکَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخُ ثُمَّ تَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَکَ (مسلم)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مارو پھر ان پر پھونک مارو پھر ان سے اپنے چہرے کا مسح کرلو۔

برسہا برس بھی پانی نہ ملے تو تیمّم کرتا رہے

عَنْ أَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الصَّعِیْدَ الطَّیِّبَ طَهُوْرُ الْمُسْلِمِ وَ إِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْیَمَسَّهُ بَشَرَتَهُ فَإِنَّ ذٰلِکَ خَیْرٌ (ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ پاک مٹی مسلمان کی طہارت کا ذریعہ ہے اگر چہ وہ (متواتر) دس سال تک پانی نہ پائے۔ (لیکن پھر جب پانی پالے تو پانی سے اپنی کھال کو دھوئے (یعنی باقاعدہ وضو یا غسل کرے) کیونکہ (پانی پانے کے وقت) یہی (یعنی وضو اور غسل کرنا ہی فرض اور) خیر ہے۔

تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا تو نماز کو لوٹانا واجب نہیں

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِی سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَیْسَ مَعَھُمَا مَاءٌ فَتَیَمَّمَا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِی الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُھُمَا الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ وَلَمْ یُعِدِ الْآخَرُ ثُمَّ أَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَا ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ لِلَّذِیْ لَمْ یُعِدْ أَصَبْتَ السُّنَّۃَ وَ أَجْزَأَتْکَ صَلَاتُکَ وَقَالَ لِلَّذِیْ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ لَکَ الْأَجْرُ مَرَّتَیْنِ (ابو داؤد).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دو آدمی ایک سفر میں نکلے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے پاس (وضو کے لئے) پانی نہ تھا۔ ان دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر (اسی نماز کے) وقت ہی میں ان کو پانی مل گیا۔ ان میں سے ایک نے تو وضو کیا اور نماز لوٹائی جب کہ دوسرے نے نماز نہیں لوٹائی۔ پھر (جب) وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے (اپنا) یہ قصہ آپ سے ذکر کیا۔ جس شخص نے نماز نہیں لوٹائی تھی آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم نے سنت (اور اصل طریقہ و مسئلہ) کو پایا (کیونکہ مذکورہ صورت میں اصل مسئلہ یہی ہے کہ نماز کو نہیں لوٹانا) اور جس شخص نے نماز لوٹائی تھی اس سے فرمایا کہ تمہیں دوگنا اجر ملا (نماز پڑھنے کا بھی اور اجتہاد کرنے کا بھی اگرچہ اجتہاد میں خطا ہی ہوئی ہو)۔

وقت میں پانی ملنے کی امید ہو تو تیمّم میں تاخیر کرنا مستحب ہے

1- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ إِذَا أَجْنَبَ الرَّجُلُ فِی السَّفَرِ تَلَوَّمَ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ آخِرِ الْوَقْتِ فَإِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَاءَ تَیَمَّمَ وَصَلّٰی (دار قطنی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جب آدمی کو سفر میں جنابت لاحق ہو جائے تو وہ نماز کے آخری وقت تک انتظار کرے پھر اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کرے اور نماز پڑھ لے۔

2- عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهٗ أَقْبَلَ ھُوَ وَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرْفِ حَتّٰی إِذَا کَانَا بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللّٰہِ فَتَیَمَّمَ صَعِیْدًا طَیِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْھِهٖ وَیَدَیْهِ إِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی (موطا امام مالک)

امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نافع رحمہ اللہ (جو امام مالک کے استاد اور بڑے تابعی تھے وہ) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مقام جرف سے آ رہے تھے۔ جب وہ مقام مربد میں پہنچے (جو مدینہ منورہ سے 1.125 میل کے فاصلے پر تھا) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے نیچے اترے اور پاک مٹی سے تیمّم کیا یعنی اپنے چہرے کا اور کہنیوں تک بازوؤں کا مسح کیا پھر (عصر کی) نماز پڑھی (اور ایک روایت میں ہے پھر جب وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو سورج ابھی تک بلند تھا)۔

وضو کرنے میں جنازہ کی نماز فوت ہوتی ہو تو تیمّم پر اکتفا کرے

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ إِذَا خِفْتَ أَنْ تَفُوْتَکَ الْجَنَازَةُ وَأَنْتَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ فَتَیَمَّمْ وَصَلِّ (ابن ابی شیبه)

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تمہیں ڈر ہو کہ جنازہ کی نماز تم سے رہ جائے گی اور تمہارا وضو نہ ہو تو تیمّم کرو اور نماز پڑھ لو۔

پانی نہ ملتا ہو تو جماع کرنے کی اجازت ہے

عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَةَ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ أَغِیْبُ الشَّهْرَ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِیْ أَهْلِیْ فَأُصِیْبُ مِنْهُمْ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ أَغِیْبُ الشَّهْرَ قَالَ وَإِنْ غِبْتَ ثَلَاثَ سِنِیْنَ (طبرانی کبیر)

حکیم بن معاویہ کے چچا کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں ایک ایک مہینہ پانی سے دور رہتا ہوں اور میرے گھر والے میرے ساتھ ہوتے ہیں کیا میں بیوی سے جماع کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں (کر سکتے ہو)۔ کہتے ہیں کہ میں نے پھر (مدت پر زور دیتے ہوئے) کہا کہ میں تو مہینہ بھر پانی سے دور رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہی حکم ہے (اور ایک مہینہ تو کیا) اگرچہ تین سال بھی دور رہو۔

جب گرم پانی کی سہولت نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے میں موت کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرنا جائز ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ اِحْتَلَمْتُ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ فِیْ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِکَ فَتَیَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّیْتُ بِأَصْحَابِیَ الصُّبْحَ فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا عَمْرُو صَلَّیْتَ بِأَصْحَابِکَ وَأَنْتَ جُنُبٌ ؟ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ مَنَعَنِیْ مِنَ الْإِغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّیْ سَمِعْتُ اللّٰهَ یَقُوْلُ وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَکُمْ إِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا (ابوداؤد)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک ٹھنڈی اور یخ رات میں مجھے احتلام ہو گیا تو مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں غسل کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا لہٰذا میں نے تیمّم کر لیا پھر اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ ان ساتھیوں نے (بعد میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے (مجھ سے) فرمایا اے عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی۔ اس پر میں نے آپ کو غسل سے مجبوری کی وجہ بتائی اور کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا. (اپنے آپ کو قتل نہ کرو بلاشبہ اللہ تم پر رحیم ہے چونکہ یہ بات انہوں نے اپنے اجتہاد سے معلوم کی تھی اور ان میں اجتہاد کی اہلیت بھی تھی اس لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کی بات پر) مسکرائے اور کچھ کہا نہیں۔

باب: 8

پانی کے احکام

سمندر کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَ نَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهٗ (موطا مالک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم سمندری سفر پر جاتے ہیں اور ہمارے پاس (میٹھا) پانی تھوڑا ہوتا ہے۔ اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جائیں گے تو کیا ہم سمندر کے پانی سے (جو کہ بہت نمکین ہوتا ہے) وضو کر لیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سمندر کا پانی پاکی (اور طہارت) دینے والا ہے (اور اس سے وضو و غسل کیا جا سکتا ہے)۔

قلیل پانی میں نجاست گر جائے تو وہ نجس ہو جاتا ہے

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا يَجْرِیْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ (بخاری).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں (یعنی جو رواں نہ ہو) پیشاب کرے پھر اسی میں غسل کرنے لگے (کیونکہ پیشاب کرنے سے وہ قلیل پانی نجس ہو جاتا ہے اور اس سے طہارت حاصل کرنا ممکن نہیں)۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ (مسلم).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے (پانی

بھرے) برتن میں کتا منہ ڈال دے تو وہ شخص اس پانی کو بہا دے (کیونکہ قلیل پانی میں کتے کا لعاب جو نجس ہوتا ہے شامل ہو گیا ہے) پھر برتن کو سات مرتبہ دھوئے (ابتدائے اسلام میں سات مرتبہ دھونا واجب ٹھہرایا گیا تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا اور صرف تین مرتبہ دھونا واجب ہوا)۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِيْ زَمْزَمَ يَعْنِيْ فَمَاتَ فَأَمَرَبِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَأُخْرِجَ وَ أَمَرَ بِهَا أَنْ تُنْزَحَ قَالَ فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَاءَ تْهُمْ مِنَ الرُّكْنِ فَأَمَرَ بِهَا فَدُسَّتْ بِالْقَبَاطِيِّ وَالْمَطَارِفِ حَتّٰى نَزَحُوْهَا فَلَمَّا نَزَحُوْهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ (دار قطنی).

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک زنگی شخص زمزم کے کنویں میں گر کر مر گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (اس کی لاش کو کنویں سے نکالنے کا) حکم دیا اور اس کو نکالا گیا پھر (چونکہ کنویں کا پانی مردہ لاش کی وجہ سے ناپاک ہو چکا تھا اس لئے) انہوں نے کنویں کے بارے میں حکم دیا کہ اس کا سارا پانی نکالا جائے۔ (سارا پانی نکالنے میں) حجر اسود کی جانب سے رواں چشمہ پانی نکالنے والوں پر غالب آتا رہا (یعنی جتنا نکالتے اتنا ہی تیزی سے اور آ جاتا اور کنویں کے پانی میں کچھ کمی نہ آتی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حکم دینے پر پھوٹنے والے چشمے کو سوتی اور ریشمی کپڑے ٹھونس کر بند کیا گیا اور کنویں کا پانی نکالا گیا۔ جوں ہی سارا پانی نکالا گیا وہ چشمہ (ساری رکاوٹیں توڑ کر) دوبارہ پھوٹ پڑا۔

جب پانی کثیر ہو تو نجاست پڑنے سے وہ نجس نہیں ہوتا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمَاءِ وَ مَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبْثَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (جنگل میں تالابوں میں موجود) پانی کی پاکی ناپاکی کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ درندے اور چوپائے اس میں سے پانی پیتے ہیں (اور درندوں کا لعاب ناپاک ہوتا ہے)۔ آپ نے فرمایا پانی کی مقدار جب (اتنی کثیر ہو کہ پانچ پانچ مشکیزوں کی مقدار کے) دو گھڑوں کے برابر ہو جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ پانی جب کثیر مقدار میں ہو تو وہ نجس نہیں ہوتا لیکن کثیر وقلیل کے درمیان فرق کی کوئی متعین حد شریعت نے ذکر نہیں کی بلکہ جس شخص کو صورتحال پیش آئے اس کی رائے پر چھوڑا گیا ہے جس کو وہ قلیل سمجھے وہ قلیل ہے اور جس کو وہ کثیر سمجھے وہ کثیر ہے اسی لئے کسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گھڑوں کا ذکر کیا ہے اور کبھی دو گھڑوں سے زیادہ کا ذکر فرمایا ہے۔

باب: 9

حیض، نفاس اور استحاضہ

حیض کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت

1- عَنْ سُفْيَانَ قَالَ بَلَغَنِي عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ (دارمی)

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہنچا ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن (اور تین رات) ہے۔

2- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِرضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ الْحَائِضُ إِذَا جَاوَزَتْ عَشَرَةَ أَيَّامٍ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ (دار قطنی)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے حائضہ عورت کو حیض جب دس دن سے متجاوز ہو جائے تو وہ اب استحاضہ والی شمار ہوگی لہٰذا غسل کرے اور نماز پڑھے۔

جب کپڑے پر بالکل سفیدی رہ جائے اس وقت حیض کا انقطاع ہوگا

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلٰى عَائِشَةَ بِالدِّرَجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلٰوةِ فَتَقُوْلُ لَهُنَّ لَا تَعْجِلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ (بخاری).

علقمہ رحمہ اللہ اپنی والدہ جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ عورتیں ڈبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتی تھیں جن میں روئی ہوتی تھی جس پر حیض کے خون کی وجہ سے زردی ہوتی تھی اور ان سے پوچھواتی تھیں کہ کیا اب ہم نماز پڑھیں تو وہ جواب میں فرماتیں کہ تم جلدی نہ کرو (اور نماز نہ پڑھو) یہاں تک کہ تم روئی (و کپڑے) کو بالکل سفید دیکھو۔

حیض و نفاس کے زمانے کی نمازوں کی قضا نہیں روزوں کی قضا ہے

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ

فَقَالَتْ أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّیْ أَسْأَلُ قَالَتْ يُصِيْبُنَا ذٰلِکَ فَنُؤمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُوْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ (بخاری).

معاذہ رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حائضہ عورت کا کیا معاملہ ہے کہ وہ روزے کی تو قضا رکھے اور نماز کی قضا نہ پڑھے۔ انہوں نے جواب میں پوچھا کیا تم حروری (یعنی خارجی فرقے سے تعلق رکھتی) ہو (کیونکہ وہی اس بات کے قائل ہیں کہ حائضہ زمانہ حیض کی نمازیں بھی قضا پڑھے) میں نے کہا کہ میں حروری (فرقے سے تو) نہیں ہوں البتہ مسئلہ پوچھ رہی ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے فرمایا ہمیں بھی حیض آتے تھے تو ہمیں روزہ قضا رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازیں قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

شوہر کے لئے حائضہ عورت کے جسم کا کونسا حصہ حلال ہے

عَنْ حِزَامِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَحِلُّ لِیْ مِنِ امْرَأَتِیْ وَهِیَ حَائِضٌ ؟ قَالَ ذٰلِکَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ. (ابوداؤد)

حضرت حزام بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جب میری بیوی حائضہ ہو تو اس کے جسم کا کونسا حصہ میرے لئے حلال ہے۔ آپ نے فرمایا تہبند کے اوپر اوپر (جو کہ ناف سے اوپر کا حصہ ہے اور گھٹنوں سے نیچے کا حصہ بھی حلال ہے)۔

استحاضہ والی عورت سے شوہر جماع کرسکتا ہے

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ الْمُسْتَحَاضَةُ لَا بَاسَ أَنْ يَّاتِيَهَا زَوْجُهَا (عبدالرزاق).

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا استحاضہ والی عورت سے اس کا شوہر جماع کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسلسل استحاضہ والی عورت ہر نماز کے وقت میں وضو کرے

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ (ابن حبان).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ والی عورت کے بارے میں پوچھا گیا (کہ جب اس کو خون مسلسل آئے تو وہ نماز کے بارے میں کیا کرے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر (حیض کے دن گذرنے پر) ایک غسل کرے اور (آئندہ) ہر نماز کے لئے (اس کے وقت میں) وضو کرے۔

نفاس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقْتُ النِّفَاسِ أَرْبَعُوْنَ إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِکَ.

(دار قطنی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نفاس کی (زیادہ سے زیادہ) مدت چالیس دن ہے مگر یہ کہ عورت اس سے پہلے پاک ہو جائے (خواہ نفاس شروع ہونے کے بعد ایک دن میں یا اس سے بھی کم مدت میں)۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا.

(ترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں (زیادہ سے زیادہ) چالیس دن تک (نماز چھوڑے) بیٹھی رہتی تھیں۔

باب: 10

نجاستوں کا بیان

بلی کا جھوٹا پاک لیکن مکروہ تنزیہی ہے

عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رضي الله عنه دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهٗ وَضُوْءً قَالَتْ فَجَاءَ تْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَأَصْغٰى لَهَا الْإِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِيْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ (ترمذی).

حضرت کعب بن مالک رضي الله عنه کی بیٹی کبشہ جو حضرت ابوقتادہ رضي الله عنه کے بیٹے کے نکاح میں تھیں کہتی ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضي الله عنه ہمارے ہاں آئے (اور جب انہوں نے وضو کرنا چاہا) تو میں ان کے لئے وضو کا پانی ڈالنے لگی۔ اسی دوران ایک بلی (ان کے پاس) پانی پینے کو آ گئی۔ انہوں نے اس کے لئے وضو کے پانی کا برتن جھکا دیا یہاں تک کہ بلی نے پانی پی لیا۔ کبشہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضي الله عنه نے مجھے دیکھا کہ میں (بڑی حیرت سے) ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو پوچھا اے بھتیجی کیا تمہیں (میرے اس طرح برتن میں بلی کو پانی پلانے پر حیرت ہو رہی ہے) میں نے کہا جی ہاں تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلی نجس نہیں ہے اور یہ تو تمہارے گھروں میں بکثرت آمد و رفت رکھنے والے جانوروں میں سے ہے (اس لئے اس کے بارے میں حکم میں نرمی ہے۔ تا کہ لوگوں پر تنگی اور مشقت نہ ہو)۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً (دار قطنی)

حضرت ابوہریرہ رضي الله عنه نے فرمایا جب بلی (مثلاً پانی کے) برتن میں منہ ڈال دے تو (اگر متبادل پانی موجود ہو تو) اس پانی کو گرا دو اور برتن کو ایک مرتبہ دھو ڈالو۔

کتے کا لعاب اور جھوٹا ناپاک ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طُهُوْرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ أَنْ يَّغْسِلَهٗ

سَبۡعَ مَرَّاتٍ أُوْلٰهُنَّ بِالتُّرَابِ (مسلم).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پانی وغیرہ کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو وہ (برتن کا پانی پھینک کر) اس کو سات مرتبہ صاف پانی سے دھوئے اور پہلی مرتبہ مٹی سے بھی مانجھے۔

فائدہ: سات مرتبہ دھونے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنے کا حکم شروع میں دیا گیا تھا کیونکہ مدینہ منورہ کے لوگ یعنی انصار کتے پالنے کے بہت شوقین تھے۔ ان کے دلوں سے کتوں کی محبت ختم کرنے کے لئے بلکہ دلوں میں ان کا گھناؤنا پن پیدا کرنے کے لئے آپ ﷺ نے ایک تو یہ حکم دیا کہ کتے کو جہاں دیکھو اس کو قتل کر دو اور وہ برتن جس میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھو یعنی دوسری نجس چیزیں تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں اس کے لئے سات دفعہ دھونے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ایک مرتبہ مٹی سے بھی مانجھو۔ جب انصار کے دلوں سے کتوں کی محبت نکل گئی تو کتوں کو قتل کرنے کا حکم ختم کر دیا گیا

عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ الۡمُغَفَّلِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَمَرَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتۡلِ الۡكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمۡ وَ بَالُ الۡكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيۡ كَلۡبِ الصَّيۡدِ وَكَلۡبِ الۡغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الۡكَلۡبُ فِيۡ الۡإِنَاءِ فَاغۡسِلُوۡهُ سَبۡعَ مَرَّاتٍ وَ عَفِّرُوۡهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر (جب انصار کے دلوں سے کتوں کی محبت نکل گئی تو) فرمایا ان کا کتوں سے کیا تعلق (اب کتوں کو قتل کرنا ضروری نہیں البتہ کتوں کو پالنا جائز نہیں لیکن) پھر آپ نے شکاری کتے اور مویشیوں کی رکھوالی کے کتے (کو رکھنے) کی رخصت دی اور (شروع حکم ہی میں یہ بھی) فرمایا (تھا کہ) جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو سات مرتبہ دھو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھو۔

پھر برتنوں کی طہارت بھی عام ضابطہ کے تحت کر دی گئی اور

عَنۡ أَبِيۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَلَغَ الۡكَلۡبُ فِيۡ إِنَاءِ أَحَدِكُمۡ فَلۡيُهۡرِقۡهُ وَلۡيَغۡسِلۡهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (کامل ابن عدی).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے چاہیئے کہ وہ برتن کا پانی پھینک دے اور برتن کو تین مرتبہ دھولے۔

اور اسی کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود بھی لوگوں کو مسئلہ بتاتے تھے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ أَنَّہٗ قَالَ إِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ فِی الْإِنَاءِ فَأَھْرِقْہُ ثُمَّ اغْسِلْہُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (دارقطني، طحاوی).

عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا جب کتا پانی وغیرہ کے برتن میں منہ ڈال دے تو پانی کو بہا دو پھر برتن کو تین مرتبہ دھولو۔

منی ناپاک ہے۔ کپڑے سے اس کو چھڑانے کے مختلف طریقے

1- عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ عَنِ الْمَنِیِّ یُصِیْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ کُنْتُ أَغْسِلُہٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَیَخْرُجُ إِلَی الصَّلٰوۃِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِہٖ بُقَعُ الْمَاءِ. (بخاری و مسلم).

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کپڑے پر منی لگ جائے (تو کیا کیا جائے) انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر اگر منی لگ جاتی تھی تو میں (کپڑے کی اتنی جگہ سے) اس کو دھو دیتی تھی اور (ایسا بھی ہوتا تھا کہ کبھی) آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے جب کہ آپ کے کپڑے پر دھونے کا اثر یعنی پانی کے نشان ہوتے تھے۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ أَفْرِکُ الْمَنِیَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ إِذَا کَانَ یَابِسًا وَأَغْسِلُہٗ إِذَا کَانَ رَطْبًا (ابو عوانه. طحاوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو جب وہ سوکھی ہوتی تو کھرچ لیتی تھی اور جب تر ہوتی تو دھو لیتی تھی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّہٗ قَالَ فِی الْمَنِیِّ یُصِیْبُ الثَّوْبَ قَالَ أَمِطْہُ عَنْکَ بِعُوْدٍ أَوْ إِذْخِرَۃٍ فَإِنَّمَا ھُوَ بِمَنْزِلَۃِ الْمُخَاطِ أَوِ الْبُصَاقِ (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے جب منی کپڑے کو لگ جائے تو اس کے بارے میں فرمایا کہ تم اس کو اپنے (کپڑے) سے لکڑی سے (کھرچ کر) یا گھاس سے (پونچھ کر) دور کر دو کیونکہ کپڑے اور بدن سے اس کو دور کرنے میں) وہ بلغم یا لعاب کی مانند ہے۔

مذی ناپاک ہے

عَنْ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ ؓ قَالَ کُنْتُ أَلْقٰی مِنَ الْمَذْیِ شِدَّۃً وَکُنْتُ أُکْثِرُ مِنْہُ الْإِغْتِسَالَ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ إِنَّمَا یُجْزِیْکَ مِنْ ذٰلِکَ الْوُضُوْءُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ بِمَا یُصِیْبُ ثَوْبِیْ مِنْہُ قَالَ یَکْفِیْکَ بِأَنْ تَاخُذَ کَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحُ بِھَا مِنْ ثَوْبِکَ

حَیۡثُ تَرٰی أَنَّہٗ أَصَابَہٗ (ترمذی).

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے مذی کی وجہ سے مشقت اٹھانا پڑتی تھی اور میں (یہ سمجھ کر کہ مذی کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے) مذی کی وجہ سے کثرت سے غسل کرتا تھا پھر میں نے (مجبور ہوکر) اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس سے تو تمہیں وضو کرنا کافی ہے۔ (کہتے ہیں) میں نے پوچھا یا رسول اللہ اگر وہ میرے کپڑے کو لگ جائے تو پھر کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے اتنی بات کافی ہے کہ تم ہاتھ میں پانی لو اور اس سے اپنے کپڑے کی اس جگہ کو دھو لو جہاں مذی لگی ہے۔

پیشاب ناپاک ہے

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَبۡرَیۡنِ فَقَالَ إِنَّھُمَا لَیُعَذَّ بَانِ وَمَایُعَذَّبَانِ فِیۡ کَبِیۡرٍ أَمَّا أَحَدُ ھُمَا فَکَانَ لَا یَسۡتَتِرُ مِنَ الۡبَوۡلِ وَ أَمَّا الۡآخَرُ فَکَانَ یَمۡشِیۡ بِالنَّمِیۡمَۃِ. (بخاری و مسلم).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر سے گذر ہوا تو فرمایا ان دونوں (قبر والوں) کو عذاب دیا جا رہا ہے اور ان کو کسی بڑے کام کی وجہ سے (کہ جس سے بچنا دشوار ہو) عذاب نہیں دیا جا رہا (بلکہ ایسے کاموں پر عذاب دیا جا رہا ہے جن سے بچنا ان کے لئے آسان تھا یعنی) ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔

شیر خوار لڑکے اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے

عَنۡ عائشۃ أُمِّ الۡمُوۡمِنِیۡنَ أنھا قَالَتۡ أُتِیَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلٰی ثَوۡبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتۡبَعَہٗ إِیَّاہٗ (بخاری)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ ایک بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا (اور آپ کو پکڑایا گیا) اس بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور پیشاب کی جگہ کپڑے پر ڈال دیا۔

عَنۡ أُمِّ الۡفَضۡلِ قَالَتۡ لَمَّا وُلِدَ الۡحُسَیۡنُ رضی اللہ عنہ قُلۡتُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ أَعۡطِنِیۡہِ أَوِ ادۡفَعۡہُ إِلَیَّ فَلأَکۡفُلُہٗ أَوۡ أُرۡضِعُہٗ بِلَبَنِیۡ فَفَعَلَ فَأَتَیۡتُہٗ بِہٖ فَوَضَعَہٗ عَلٰی صَدۡرِہٖ فَبَالَ عَلَیۡہِ فَأَصَابَ إِزَارَہٗ فَقُلۡتُ لَہٗ یَاۤ رَسُوۡلَ اللّٰہِ أَعۡطِنِیۡ إِزَارَکَ أَغۡسِلۡہُ قَالَ إِنَّمَا یُصَبُّ عَلٰی بَوۡلِ الۡغُلَامِ وَیُغۡسَلُ بَوۡلُ الۡجَارِیَۃِ (طحاوی).

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے) کہا یا رسول اللہ آپ حسین کو میرے حوالے کر دیجئے میں ان کی دیکھ بھال کروں گی یا کہا میں ان کو اپنا دودھ پلاؤں گی۔ آپ نے وہی کیا (اور حسین مجھے دے دیئے۔ بعد میں ایک دن) میں ان کو آپ کے پاس لائی تو آپ نے ان کو اپنے سینے پر رکھ لیا۔ انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا جو آپ کے تہبند پر لگا۔ (اس پر) میں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ مجھے تہبند دے دیجئے میں اس کو دھو دیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا (شیر خوار) لڑکے کے پیشاب پر تو پانی بہانا ہی کافی ہے (جہاں میں اپنے جسم پر لگے پیشاب کو دھوؤں گا وہیں تہبند کے حصہ پر بھی پانی بہالوں گا) البتہ لڑکی کا پیشاب اگر کپڑے پر لگ جائے تو اس کو (اہتمام سے) دھویا جائے۔

فائدہ: اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ سے اس فرق کی وجہ منقول نہیں صرف حکم منقول ہے۔ ممکن ہے کہ لڑکی کے پیشاب میں کچھ ایسے اجزاء پائے جاتے ہوں جو اہتمام سے دھونے سے ہی زائل ہوتے ہوں۔

فائدہ: بعض حدیثوں میں لڑکے کے پیشاب پر پانی کے نضح یا رش کرنے کے الفاظ آئے ہیں جن کا ترجمہ چھینٹے ڈالنا بھی ہے لیکن یہی الفاظ دھونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں مثلاً مذی کے ناپاک ہونے کے بارے میں اوپر جو حدیث مذکور ہوئی اس میں فَتَنْضَحُ کا لفظ آیا ہے۔ اگر اس سے چھینٹے ڈالنا مراد لیں تو جائز نہیں کیونکہ کپڑے پر مذی لگ جائے تو سب کے نزدیک وہ دھونے سے پاک ہوگا محض چھینٹے ڈالنے سے پاک نہ ہوگا۔ اسی طرح حیض کا خون کپڑے کو لگ جائے تو نبی ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّیْ فِیْهِ (مسلم) (عورت اول خون کو کھرچ لے پھر کچھ پانی سے اس کو مسل لے پھر اس کو دھولے اور اب اس میں نماز پڑھ لے۔) نضح کا لفظ یہاں بھی دھونے کے معنی میں ہے محض چھینٹے ڈالنے کے معنی میں نہیں۔ اسی وجہ سے ایک اور حدیث میں تو اور زیادہ واضح طور سے ذکر ہے۔

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ اُمُّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّ ابْنَهَا ذَاکَ بَالَ فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ فَنَضَحَهٗ عَلٰی ثَوْبِهٖ وَلَمْ یَغْسِلْهُ غَسْلًا (مسلم)

ام قیس کے (شیر خوار) لڑکے نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور اپنے کپڑے پر بہایا لیکن کپڑے کو خوب اہتمام سے (یعنی نچوڑ کر یا بہت زیادہ پانی بہا کر) نہیں دھویا۔

لید نجس ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ ﷺ الْغَائِطَ فَأَمَرَنِیْ أَنْ آتِیَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَیْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْ فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَیْتُهُ بِهَا فَأَخَذَ الْحَجَرَیْنِ وَأَلْقَی الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذَا رِكْسٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب قضاء حاجت کی جگہ آئے تو مجھے تین ڈھیلے لانے کو کہا۔ میں نے دو ڈھیلے تو پا لئے اور تیسرا تلاش کیا اور اس کو نہ پایا تو میں نے لید کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا اور یہ سب لے کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے دونوں ڈھیلے تو لے لئے لیکن لید کے ٹکڑے کو پھینک دیا اور فرمایا یہ تو (خود) گندگی ہے۔

شراب اور خنزیر کا گوشت نجس ہیں

عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّا نُجَاوِرُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ یَطْبَخُوْنَ فِیْ قُدُوْرِهِمُ الْخِنْزِیْرَ وَیَشْرَبُوْنَ فِیْ آنِیَتِهِمِ الْخَمْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ وَجَدْتُمْ غَیْرَهَا فَكُلُوْا فِیْهَا وَاشْرَبُوْا وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَیْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا (ابوداؤد)

حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم اہل کتاب کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ اپنی دیگچیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں (تو کیا ہم کبھی ضرورت پڑنے پر ان کے برتن لے کر استعمال کر سکتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم ان برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن پاؤ تو ان میں کھاؤ پیو اور اگر دوسرے برتن نہ پاؤ تو ان کو پانی سے دھو لو پھر (ان میں) کھاؤ پیو (کیونکہ شراب اور خنزیر کا گوشت لگنے سے برتن نجس ہو جاتا ہے)۔

مردار کی کھال ناپاک ہے البتہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰی مَوْلَاةٍ لِّمَیْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا إِنَّهَا مَیْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا (مسلم).

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ (انکی خالہ ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی کو ایک بکری ہدیہ میں دی گئی اور وہ مرگئی (اور اس کو ایک طرف ڈال دیا گیا) رسول اللہ ﷺ کا اس کے پاس سے گذر ہوا تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے ایسا کیوں نہ کیا کہ اس کی کھال اتار کر اس کو دباغت دیتے اور اس سے نفع اٹھاتے۔ لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے (اور دباغت کے بعد بھی مردار رہے گی تو اس سے نفع اٹھانا کیسے ممکن ہوگا) آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔ (اس کی کھال کو دباغت

سے پاک کر کے اس سے نفع اٹھانا حرام نہیں)۔

جوتی یا چمڑے کے موزوں کو نجاست لگ جائے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِذَا وَطِیَ الْأَذٰی بِخُفَّیْهِ فَطَهُوْرُهُمَا التُّرَابُ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب کسی کے چمڑے کے موزے (یا جوتیاں) (گاڑھی) نجاست پر پڑ جائیں تو ان کو پاک کرنے والی چیز مٹی ہے (یعنی مٹی اور زمین پر رگڑ کر نجاست کو دور کر دیا جائے)

زمین کی جس جگہ پر نجاست لگے وہ ناپاک ہو جاتی ہے

پانی بہانے سے جگہ پاک ہو جاتی ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَامَ أَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ دَعُوْهُ وَأَهْرِیْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سِجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بدوی شخص نے (اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے) مسجد ہی میں (جس کا فرش کچا اور مٹی کا تھا) کھڑے ہو کر پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اس کو پکڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو) اور اس کے پیشاب کی جگہ پر پانی کا (بڑا) ڈول بہا دو (اور نہ تو اس سے الجھو اور نہ ہی اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرو کیونکہ اول تو یہ مسجد کے آداب سے ہی لاعلم ہے اور دوسرے تم اپنے منصب کو بھی پیش نظر رکھو کہ) تم آسانی دینے کے لئے اٹھائے گئے ہو تنگی دینے کے لئے نہیں۔

زمین سوکھنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنْتُ أَبِیْتُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَکُنْتُ فَتًی شَابًّا عَزَبًا وَکَانَتِ الْکِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرُشُّوْنَ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ (ابو داود)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں غیر شادی شدہ نوجوان تھا اور رات مسجد میں گزارتا تھا۔ اور (چونکہ مسجد کھلی تھی) کتے مسجد میں داخل ہو کر دوڑتے اور پیشاب کر دیتے لیکن لوگ اس پر پانی نہ بہاتے تھے۔

باب: 11

نماز کی دیگر شرائط

1- نمازوں کے اوقات

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ يَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ وَ وَقْتُ صَلٰوةِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَ وَقْتُ صَلَوٰةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَيَسْقُطُ قَرْنُهَا الْأَوَّلُ وَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَا لَمْ يَسْقُطِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ فجر کی نماز کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج کا ابتدائی کنارہ نمودار نہ ہو۔(یعنی صبح کو سورج جب طلوع ہونے لگے اور افق پر اس کا کنارہ ذرا بھی نمودار ہو جائے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے) اور ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج بیچ آسمان سے مغرب کی جانب ڈھل جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہیں آجاتا اور عصر کی نماز کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے (کہ یہ عصر کا مستحب وقت ہے) اور (اس کے بعد جب تک) سورج کا پہلا کنارہ نہ ڈوبنے لگے(کہ یہ عصر کا مکروہ وقت ہے۔اس وقت نماز پڑھنے سے ادا تو ہو جاتی ہے لیکن بلاوجہ اتنی تاخیر کرنا گناہ ہے۔اور مغرب کی نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج ڈوب کر بالکل غائب ہو جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ شفق غائب ہو اور عشاء کی نماز کا (مباح) وقت آدھی رات تک ہے (اس کے بعد طلوع فجر تک مکروہ وقت ہے اس وقت نماز پڑھنے سے ادا ہو جاتی ہے لیکن بلاوجہ اتنی تاخیر کرنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور گناہ ہوتا ہے)۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِی الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهٗ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِی أَمَرَهٗ فَأَبْرِدْ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنْعَمَ أَنْ يُّبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِیْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ (مسلم).

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا۔آپ نے (صرف زبانی تعلیم کے بجائے یہ بہتر سمجھا کہ اسے عملی تعلیم دی جائے اس لئے آپ نے) اس سے کہا کہ ان دونوں دن (یعنی آج اور کل) تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو پھر جیسے ہی سورج ڈھلا آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے اذان کہی پھر آپ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی نماز کے لئے اقامت کہی (اور ظہر کی نماز پڑھی گئی) پھر (عصر کا وقت آنے پر) آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے (قاعدہ کے مطابق پہلے اذان اور پھر) عصر کے لئے اقامت کہی (اور عصر کی نماز ہوئی) اور یہ اذان اور پھر نماز ایسے وقت میں ہوئی کہ سورج خوب اونچا اور پوری طرح روشن اور صاف تھا (اور ابھی اس کی روشنی میں وہ فرق نہیں پڑا تھا جو سورج ڈوبنے سے پہلے ہو جاتا ہے (پھر سورج غروب ہوتے ہی آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے (پہلے اذان اور پھر) مغرب کی اقامت کہی (اور مغرب کی نماز ہوئی) پھر جیسے ہی شفق غائب ہوئی آپ نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے عشاء کی (اذان کہنے کے بعد) اقامت کہی (اور عشاء کی نماز پڑھی گئی) پھر رات کے ختم پر جیسے ہی صبح صادق نمودار ہوئی آپ نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے فجر کی (اذان کہنے کے بعد) اقامت کہی (اور فجر کی نماز پڑھی گئی) پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے بلال کو ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ظہر (آج تاخیر کر کے) ٹھنڈے وقت میں پڑھی جائے تو آپ کے حکم کے مطابق انہوں نے ٹھنڈے وقت پر ظہر کی اقامت کہی اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا وقت کر دیا (کہ تپش کی تیزی اس وقت جاتی رہی تھی اور ایسا مثل اول کا وقت ہونے پر ہوتا ہے)۔اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھی کہ سورج اگرچہ اونچا ہی تھا لیکن گزشتہ دن کے مقابلے میں کچھ مؤخر کر کے پڑھی اور مغرب کی نماز آپ نے شفق کے غائب ہونے سے پہلے

پڑھی اور عشاء تہائی رات (یعنی مستحب وقت) کے گذر جانے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز صبح کا اجالا ہونے پر پڑھی۔ پھر آپ نے فرمایا نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے۔اس نے عرض کیا میں (حاضر) ہوں یا رسول اللہ۔آپ نے فرمایا تمہاری نمازوں کا وقت ان (دو وقتوں) کے درمیان ہے جو تم نے دیکھے۔

خاص ظہر کی نماز کا وقت

اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کب تک رہتا ہے؟ تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ظہر کا وقت اس وقت ختم ہوتا ہے جب کسی شے کا سایہ نصف النہار کے وقت اس کا جتنا سایہ ہوتا ہے اتنی مقدار کو چھوڑ کر اس شے کے دوگنی لمبائی کے برابر ہو جائے۔

1- عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلصَّلٰوةِ أَوَّلًا وَ آخِرًا وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلٰوةِ الظُّهْرِ حِیْنَ تَزُوْلُ االشَّمْسُ وَ آخِرُ وَقْتِهَا حِیْنَ یَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ...... (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نماز کے لئے اول و آخری وقت ہے اور ظہر کی نماز کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج ڈھلنے لگتا ہے اور اس کا آخری وقت اس وقت ہوتا ہے جب عصر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔

2-عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَ إِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ (نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب گرمی ہوتی تو (دیر کر کے) ٹھنڈے وقت (ظہر کی) نماز پڑھتے اور جب سردی کا موسم ہوتا تو جلدی (یعنی اول وقت ہی میں) پڑھ لیتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهٗ سَأَلَ أَبَاهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَیْكَ (موطا مالک)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بن رافع سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا (ہاں) میں تمہیں بتاتا ہوں۔تم (گرمیوں میں) ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے قد کے برابر ہو جائے

(یعنی ایک مثل) ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے قد سے دوگنا (یعنی دو مثل) ہو جائے۔

فائدہ: دوسری حدیث کے مطابق جب ایک مثل ہونے پر نماز پڑھی جائے گی تو اس میں جو وقت لگے گا وہ ایک مثل کے بعد کا وقت ہوگا اور پہلی حدیث کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت دو مثل پر ختم ہوتا ہے اور اس وقت عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔

عصر کی نماز کا وقت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِیْ فَيَاتِی الْعَوَالِیْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ (بخاری و مسلم).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ سورج ابھی بلند اور روشن ہوتا تھا۔ پس عوالی (یعنی مدینہ منورہ سے قریب مشرقی جانب کی وہ آبادیاں جو تین سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھیں انکی) طرف جانے والا آدمی (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر) چلتا تھا تو وہ عوالی ایسے وقت میں پہنچ جاتا تھا کہ سورج اس وقت بھی اونچا ہوتا تھا (ابھی غروب کے لئے نیچا نہیں ہوتا تھا)۔

فائدہ: یہ بات کہ ''سورج اس وقت بھی اونچا ہوتا تھا'' اسی وقت کہی جاسکتی ہے جب عصر کی نماز دو مثل پر پڑھی گئی ہو کیونکہ اس صورت میں نماز کے بعد کوئی سوا ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت ہوتا ہے۔ تین چار میل کا سفر طے کرنے کے بعد بھی کہہ سکتے ہیں کہ سورج ابھی نیچے نہیں ہوا تھا۔ اگر ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھی جائے تو اس کے بعد تو تقریباً ڈھائی تین گھنٹے کا وقت ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ کہنا کہ سورج ابھی تک بلند اور روشن تھا اور تین چار میل چلنے کے بعد بھی یہ کہنا کہ سورج ابھی تک بلند تھا بے فائدہ سی بات ہے کیونکہ اس وقت تو سورج کے غروب یا اس کے پھیکے پڑنے کا کسی کے ذہن میں کوئی خیال بھی نہیں ہوتا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِیْ أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِیْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوةِ

الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ أَلَا فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ أَلَا لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَإِنَّهُ فَضْلِيْ أُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو امتیں گزریں ان کی مدت کے مقابلہ میں تمہاری مدت بس اتنی ہے جتنی عصر کی نماز سے لے کر سورج کے غروب تک ہوتی ہے۔ اور تمہاری اور یہود و نصاری کی مثال اس طرح کی ہے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر رکھا۔ تو پہلی پیشکش میں اس نے کہا یہ میرے لئے نصف النہار تک کون ایک ایک قیراط معاوضہ پر مزدوری کرتا ہے۔ یہود نے ایک ایک قیراط پر نصف النہار تک کام کیا۔ پھر اس شخص نے دوسری پیشکش کی کہ کون میرے لئے نصف النہار سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر مزدوری کرتا ہے۔ نصاری نے ایک ایک قیراط پر نصف النہار سے عصر کی نماز تک مزدوری کی۔ پھر اس شخص نے تیسری پیشکش کی کہ عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک دو دو قیراط پر کون میرے لئے مزدوری کرتا ہے۔ اے مسلمانو! آگاہ رہو کہ تم ہی ہو جو عصر کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک مزدوری کر رہے ہو جان لو کہ تمہارے ہی لئے دو گنا اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی (مسلمانوں کے لئے) اس پیشکش پر یہود و نصاری ناراض ہوئے اور کہا ہم مزدوری زیادہ کریں (یعنی ہماری مزدوری کا وقت زیادہ ہو) اور اجرت کم پائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے (لئے جو مزدوری طے کی تھی اس کے دینے میں تمہارے) حق میں کوئی کمی کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

فائدہ: نصف النہار سے غروب آفتاب تک کے وقت کو لیں تو ایک مثل اس کے تقریباً نصف پر ہوتا ہے۔ اگر عصر کی نماز کا یہ وقت ہو تو پھر نصاریٰ کا بھی یہ کہنا کہ ہماری محنت و مزدوری مسلمانوں سے زیادہ ہے درست نہ ہوگا بلکہ دونوں کی برابر برابر ہوگی۔ اور اگر عصر کا وقت دو مثل پر ہو تو پھر نصاری کا اعتراض صحیح بنتا ہے۔ جب نصاریٰ کے اعتراض پر یوں نہیں کہا گیا کہ تم دونوں جماعتوں کا وقت اور عمل تو یکساں ہے بلکہ کم عمل پر زائد اجرت کو اپنا فضل بتایا تو معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کا وقت دو مثل پر ہی ہوتا ہے۔

مغرب کا وقت

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. (بخاری)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج (افق تلے) چھپ جاتا۔

عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلُّوا الْمَغْرِبَ لِفِطْرِ الصَّائِمِ وَ بَادِرُوْا طُلُوْعَ النَّجْمِ. (احمد)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مغرب کی نماز روزہ دار کے روزہ کھولنے کے وقت پڑھ لو اور ستارے کے ظاہر ہونے پر سبقت کیا کرو (یعنی مغرب کی ادائیگی میں جلدی کیا کرو)۔

فجر کا وقت

فجر کی جماعت اس وقت کرنا مستحب ہے جب رات کی تاریکی میں فجر کے بعد کی روشنی سے اتنی کمی ہو جائے کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچاننے لگیں اور فاصلہ کی چیزیں دیکھ سکیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ وَفِیْہِ ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِہٖ فَجَعَلَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِہٖ فَصَلّٰی خَمْسَ رَکْعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰی سَمِعْتُ غَطِیْطَہٗ أَوْ خَطِیْطَہٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلَی الصَّلَاۃِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ (رسول اللہ ﷺ کی رات کی عبادت دیکھنے کے لئے) میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گذاری (ان کے بیان میں آگے یوں ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو میں آپ کے بائیں جانب جا کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے (پکڑ کر) اپنی دائیں جانب کر دیا۔ پھر (آخر میں) آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں (یعنی دو نفل اور تین وتر) اس کے بعد دو رکعت (فجر کی سنتیں) پڑھیں۔ پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر (تھوڑی دیر بعد موذن کے آکر اطلاع دینے پر آپ اٹھے اور) نماز کے لئے باہر چلے گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز اول وقت نہیں پڑھتے تھے بلکہ سنتیں پڑھ کر آپ سو جاتے تھے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کچھ زیادہ تاخیر فرماتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی صَلَاۃً بِغَیْرِ مِیْقَاتِہَا إِلَّا صَلَاتَیْنِ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (بِجَمْعٍ) وَصَلَّی الْفَجْرَ قَبْلَ مِیْقَاتِہَا (بخاری) وَ لِمُسْلِمٍ قَبْلَ وَقْتِہَا بِغَلَسٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اس کے

وقت سے ہٹ کر پڑھی ہو مگر صرف دو نمازیں۔ (ایک جب آپ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا کیا (کہ مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی) اور (دوسری جب) آپ نے فجر کی نماز اس کے (عام عادت کے) وقت سے پہلے (مسلم کی روایت کے مطابق غلس یعنی اندھیرے میں) پڑھی۔

فائدہ: عام عادت کے برخلاف جب آپ ﷺ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز غلس میں یعنی اول وقت میں جب کہ ابھی فجر کی روشنی کی آمیزش نہیں ہوئی تھی پڑھی تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی فجر کی نماز میں عام عادت اتنی تاخیر سے پڑھنے کی تھی کہ غلس باقی نہ رہے اور فجر کی روشنی کی اس میں اتنی آمیزش ہو جائے کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچاننے لگیں اور کچھ فاصلہ کی چیزوں کو دیکھ لیں۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهٗ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ (ترمذی).

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کی نماز روشنی کر کے پڑھو کیونکہ (اس صورت میں زیادہ لوگ مسجد میں جماعت کے لئے جمع ہو جائیں گے اور بڑی جماعت کی وجہ سے اس کا) اجر زیادہ ہوتا ہے۔

عشاء کا وقت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِعْتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعَتْمَةِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقَالَ نَامَ النَّاسُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ وَلَا يُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَتْ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتْمَةَ فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَّغِيْبَ غَسَقُ اللَّيْلِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ (طحاوی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں بہت تاخیر کی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو آواز دے کر درخواست کی کہ اب تو لوگ اور بچے (نماز کے انتظار میں) سو گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور (چونکہ) اس وقت صرف مدینہ ہی میں (باقاعدہ جماعت کے ساتھ) نماز پڑھی جاتی تھی (اس لئے آپ نے) فرمایا زمین والوں میں سے تمہارے علاوہ کوئی بھی اس نماز کے انتظار میں نہیں ہے (اس لئے اس عمل میں اور اس کی فضیلت میں آج تم منفرد ہو)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگ شفق کے غروب ہونے اور تہائی رات ہونے کے درمیان میں عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ أَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ تِسْعَ لَيَالٍ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْبَكْرٍ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّکَ عَجَّلْتَ لَکَانَ أَمْثَلَ لِقِيَامِنَا اللَّيْلِ فَعَجَّلَ بَعْدَ ذٰلِکَ (احمد).

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل نو راتوں میں عشاء کی نماز تہائی رات تک تاخیر کر کے پڑھائی۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ (عشاء کی نماز) ہمیں ذرا جلدی پڑھا دیں تو ہمارے لئے تہجد میں قیام کرنا آسان ہو گا تو اس کے بعد سے آپ نے نماز کچھ جلدی پڑھانی شروع کر دی۔

مکروہ اوقات

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنهَانَا أَنْ نُصَلِّیَ فِيهِنَّ ...... حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمَ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ (مسلم).

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے ایک جب سورج صاف طور پر نکلنے لگے یہاں تک بلند ہو جائے (اور اس میں چمک آ جائے) دوسرے جب نصف النہار کے وقت کسی کھڑی چیز کا سایہ مشرق و مغرب کی جانب نہ ہو یہاں تک کہ سورج کا ڈھلاؤ شروع ہو جائے (اور سایہ مشرق کی طرف ہو جائے) اور تیسرے جس وقت سورج مائل ہونے لگے یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔

فائدہ: ان تین اوقات میں ہر قسم کی نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا منع ہے۔

عَنْ أَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ (بخاری).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج (طلوع ہو کر) بلند ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج پورا ڈوب جائے۔

فائدہ: یہاں جو فرمایا کہ فجر اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے تو اس سے مراد نفل اور سنت نماز ہے جس کے دلائل یہ ہیں:

عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّی إِلَّا رَکْعَتَيْنِ (مسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فجر طلوع ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ صرف (فجر کی سنتوں کی) دو رکعت پڑھتے تھے (کوئی نفلی نماز نہ پڑھتے تھے)۔

2- سترعورت

مردوں کی ران کا ستر واجب ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى مَعْمَرٍ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ مُحْتَبِياً كَاشِفًا عَنْ طَرْفِ فَخِذِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَمِّرْ فَخِذَكَ يَامَعْمَرُ فَإِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ.(احمد)

محمد بن عبداللہ بن جحش سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کے صحن میں معمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گذرے جو اپنے سرینوں کے بل گھٹنے اٹھا کر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی ران کی ایک جانب ننگی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اے معمر اپنی ران ڈھانپ لو کیونکہ ران وہ حصہ ہے جس کا چھپانا واجب ہے۔

گھٹنوں کو بھی چھپانا چاہئے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... فَإِنَّ مَا أَسْفَلَ مِنْ سُرَّتِهٖ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ مِنْ عَوْرَتِهٖ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی ناف سے لے کر اس کے گھٹنوں تک کا حصہ چھپانے کی چیز ہے۔

فائدہ: یہ ضابطہ ہے کہ اگر غایت وانتہا کا مابعد اس کے ماقبل میں شامل ہو تو غایت وانتہا حکم میں شامل ہوتی ہے اور اس سے زائد حصہ حکم سے خارج ہوتا ہے۔

یہاں مَا أَسْفَلَ مِنْ سُرَّتِهٖ ناف سے لے کر پیروں تک شامل ہے۔اس میں گھٹنے بھی شامل ہیں۔ آگے جب غایت وانتہا کے طور پر گھٹنوں کا ذکر ہوا تو گھٹنے چھپانے کے حکم میں شامل ہوں گے البتہ گھٹنوں سے نیچے کا حصہ یعنی پنڈلیاں وغیرہ اس حکم سے باہر ہوں گی۔

جس کے پاس ستر چھپانے کے لئے کچھ نہ ہو وہ کیسے نماز پڑھے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلَّذِيْ يُصَلِّيْ عُرْيَانًا يُصَلِّيْ جَالِسًا (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو (شخص ایسا ہو کہ اس کے پاس ستر ڈھانپنے کے لئے کوئی چیز بھی نہ ہو اور وہ) ننگے نماز پڑھے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے (اور اشارہ سے رکوع و سجود کرے)

سر کے دوپٹے کے بغیر عورت کی نماز نہیں ہوتی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لڑکی حیض کی عمر کو پہنچ گئی ہو اس کی نماز سر کے دوپٹے کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

3- استقبال قبلہ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قِبَلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ (ایک مرتبہ) بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کے تمام کناروں میں دعا کی اور (اس موقع پر بیت اللہ کے اندر) نماز نہیں پڑھی۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت پڑھیں اور فرمایا یہ (کعبہ) قبلہ ہے۔

تحویل قبلہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَائَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دوران کہ لوگ قباء (کی مسجد) میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ آج رات رسول اللہ ﷺ پر (تحویل قبلہ سے متعلق) قرآن نازل کیا گیا ہے (یعنی اس کی آیتیں نازل ہوئی ہیں) اور (ان آیات میں) آپ کو کعبہ کی طرف نماز میں رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ لوگ بھی کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرلو۔ تو سب نمازی جو کہ شام (یعنی بیت القدس) کی طرف رخ کئے ہوئے تھے (نماز ہی میں) کعبہ کی طرف پھر گئے۔

سخت خوف کی حالت میں استقبال قبلہ شرط نہیں

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ...... فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِهَا. قَالَ نَافِعٌ لَا أَدْرِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (بخاری)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب خوف کی نماز کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے (اور نافع کہتے ہیں کہ میرا علم تو یہی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہی سے سنا ہوا کہتے تھے) کہ......اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو جائے تو پیادہ کھڑے کھڑے یا سواری کی حالت میں نماز پڑھ لو خواہ قبلہ رخ ہو یا نہ ہو۔ (یعنی اگر استقبال قبلہ کرنا ممکن ہو تو وہ کرو اور اگر ممکن نہ ہو تو دوسرے جس رخ پر نماز پڑھ سکو پڑھ لو)

جب قبلہ کی تعیین ممکن نہ ہو اور اندازے سے نماز مکمل کرلی تو نماز ہوگئی

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ یَوْمِ غَیْمٍ فِیْ سَفَرٍ إِلٰی غَیْرِ الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَی الصَّلَاةَ وَسَلَّمَ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّیْنَا إِلٰی غَیْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ قَدْ رُفِعَتْ صَلَاتُکُمْ بِحَقِّهَا إِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (طبرانی اوسط)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں جبکہ دن ابر آلود تھا (اور قبلہ کا تعین نہیں ہوسکا تو قبلہ کا فقط اندازہ کرکے جو اتفاق سے غلط ہوا) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبلہ کے رخ سے ہٹ کر نماز پڑھی۔ جب آپ نے نماز مکمل کرلی اور سلام پھیر دیا تو سورج نکل آیا (اس وقت ہمیں قبلہ میں غلطی کا علم ہوا) ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے تو قبلہ کے رخ کو چھوڑ کر نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری نماز اپنے حقوق سمیت اللہ عزوجل کی طرف اٹھالی گئی (یعنی وہ مکمل ہوگئی اور قبول ہوگئی)۔

باب:12

اذان

اسلام میں اذان کا آغاز

عَنْ أَبِیْ عُمَیْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَهٗ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ اِهْتَمَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلٰوةِ کَیْفَ یُجْمَعُ النَّاسُ لَهَا فَقِیْلَ لَهٗ اِنْصِبْ رَأْیَةً عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّلٰوةِ فَإِذَا رَأَوْهَا اٰذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمْ یُعْجِبْهُ ذَالِکَ قَالَ وَذُکِرَ لَهُ الْقُنْعُ یَعْنِیْ شُبُّوْرَ الْیَهُوْدِ فَلَمْ یُعْجِبْهُ ذَالِکَ وَقَالَ هُوَ مِنْ أَمْرِ الْیَهُوْدِ قَالَ فَذُکِرَ لَهُ النَّاقُوْسُ فَقَالَ هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارٰى فَانْصَرَفَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَیْدٍ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُرِیَ الْأَذَانَ فِیْ مَنَامِهٖ قَالَ فَغَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَأَخْبَرَهٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ لَبَیْنَ نَائِمٍ وَیَقْظَانَ إِذْ أَتَانِیْ اٰتٍ فَأَرَانِیَ الْأَذَانَ ...... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَا بِلَالُ قُمْ فَانْظُرْ مَا یَامُرُکَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَیْدٍ فَافْعَلْهُ قَالَ فَأَذَّنَ بِلَالٌ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے (سب سے بڑے) صاحبزادے ابوعمیر اپنے ایک چچا سے جو انصاری صحابیوں میں سے تھے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو نماز کے لئے فکر ہوئی (اور آپ نے مشورہ بھی فرمایا) کہ اس کے لئے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے (اور کیا تدبیر اختیار کی جائے) تو ایک رائے یہ دی گئی کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا نصب کیا جائے، جب لوگوں کی اس پر نگاہ پڑے گی تو ایک دوسرے کو اطلاع کر دیں گے، رسول اللہ ﷺ کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ ابوعمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ کے سامنے یہودیوں کے بگل کا بھی ذکر کیا گیا، آپ نے فرمایا وہ تو یہودیوں کی چیز (اور ان کا طریقہ ہے) اور اس کو بھی آپ نے پسند نہیں کیا، پھر ناقوس کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ نصاریٰ کا طریقہ اور ان کی چیز ہے۔ (الغرض اس مجلس میں کوئی بات طے نہیں ہوسکی) اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی غیر معمولی فکر مندی کو دیکھ کر آپ کے ایک انصاری صحابی عبداللہ بن زید (بھی بہت فکر مند ہوئے اور) اسی فکر مندی کی حالت میں آپ کی مجلس سے واپس (آ کر لیٹ) گئے، پھر (نیم خواب اور

نیم بیداری کی حالت میں) انہوں نے اذان سے متعلق خواب دیکھا (اس خواب کی کی پوری تفصیل آگے آنے والی حدیث سے معلوم ہو جائے گی) وہ صبح سویرے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ رات جبکہ میری حالت یہ تھی کہ نیم خفتہ اور نیم بیدار تھا میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور اس نے مجھے اذان (کہہ کر) دکھائی (پھر انہوں نے خواب کی پوری تفصیل سنائی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلال! اٹھو اور عبداللہ بن زید جو تم کو بتائیں وہی کرو (یعنی ان کی تلقین کے مطابق اذان دو) پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اذان دی۔

فائدہ: ابوداؤد کی اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ عبداللہ بن زید کے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کرنے سے پہلے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا، لیکن جب عبداللہ بن زید سبقت کر کے حضور کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے اپنا خواب پہلے بیان کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے خواب کا ذکر کرنے میں کچھ حجاب محسوس ہوا، اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے خواب کا ذکر بعد میں کیا۔

اذان کا طریقہ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ قَالَ حَدَّثَنِىْ أَبِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِىْ وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِىْ يَدِهٖ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ؟ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ؟ فَقُلْتُ نَدْعُوْ بِهٖ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى مَاهُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَالِكَ؟ فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى فَقَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه حَيَّ عَلَى الصَّلٰوه حَيَّ عَلَى الصَّلٰوه حَيَّ عَلَى الْفَلَاح حَيَّ عَلَى الْفَلَاح اَللّٰهُ أَكْبَر اَللّٰهُ أَكْبَر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه.

قَالَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّىْ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ قَالَ تَقُوْلُ إِذَا أَقَمْتَ الصَّلٰوةَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة حَيَّ عَلَى الْفَلَاحُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْشَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَارَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ. (ابو داؤد و دارمی)

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد کہتے ہیں میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا کچھ اس طرف خیال ہوا کہ ناقوس بنوایا جائے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں

کے لئے نماز باجماعت کا اعلان کیا جائے تو خواب میں میرے سامنے ایک شخص آیا جو اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے تھا، میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس تم بیچتے ہو؟ اس نے کہا تم اس کا کیا کروگے؟ میں نے کہا ہم اس کے ذریعہ اعلان کرکے لوگوں کو نماز کے لئے بلایا کریں گے۔ اس نے کہا کیا میں تم کو ایک ایسی چیز بتا دوں جو (اس کام کے لئے) اس سے بہت بہتر ہے، میں نے کہا ہاں ضرور بتائیے۔ اس نے کہا کہو **الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله، اشهدان لااله الا الله، اشهد ان محمداً رسول الله، اشهد ان محمداً رسول الله، حی علی الصلوٰة، حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، الله اکبر، الله اکبر، لااله الا الله.** عبداللہ بن زید کہتے ہیں کہ (یہ پوری اذان بتا کے پھر وہ شخص مجھ سے تھوڑی دور پیچھے ہٹ گیا اور کہا، پھر جب اقامت کہنے لگو تو۔ اس طرح کہو **الله اکبر، الله اکبر، اشهد ان لااله الا الله، اشهد ان محمداً رسول الله، حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوٰة، قد قامت الصلوٰة، الله اکبر، الله اکبر لا اله الا الله.** (عبداللہ بن زید کہتے ہیں) کہ جیسے ہی صبح ہوئی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ آپ کو بتایا آپ نے فرمایا یہ سچا خواب ہے انشاء اللہ (اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ) تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو ان کلمات کی تلقین کرو جو تم نے (خواب میں) دیکھے ہیں اور وہ پکار کے ان کلمات کے ذریعے اذان کہیں (کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں، تو میں بلال کے ساتھ کھڑا ہوا اور میں ان کلمات کی ان کو تلقین کرتا تھا اور وہ اذان دیتے تھے۔)

ابو محذورہ ؓ کو اذان کی تلقین:

حضرت ابو محذورہ ؓ کو اذان سکھانے کا واقعہ شوال 8ھ کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ سے فارغ ہو کر اپنے لشکر کے ساتھ حنین کی طرف تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ایک خاصی بڑی تعداد ان لوگوں کی بھی ہوگئی تھی جن کو آپ نے فتح مکہ کے دن معافی دے کر آزاد کیا تھا اور طلقاء کہلاتے تھے۔ ابو محذورہ بھی جو اس وقت ایک شوخ نوجوان تھے اور مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے اپنے ہی جیسے نوجوان دوستوں کے ساتھ حنین کی طرف چل دیئے۔ خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین سے واپس ہو رہے تھے۔ راستہ ہی میں نبی ﷺ سے قریب ہی ہم رکے نماز کا وقت آنے پر رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے اذان دی۔ ہم سب اس اذان سے (بلکہ اذان والے دین ہی سے) منکر و متنفر تھے اس لئے ہم سب ساتھی مذاق اور تمسخر کے طور پر اذان کی نقل کرنے لگے اور میں نے بالکل مؤذن ہی طرح خوب بلند آواز سے نقل کرنی شروع کی، رسول اللہ ﷺ کو آواز پہنچ گئی تو آپ نے ہم سب کو بلوا بھیجا، ہم لا کر

آپ کے سامنے پیش کر دیئے گئے، آپ نے فرمایا بتاؤ تم میں وہ کون ہے جس کی آواز بلند تھی۔ (ابو محذورہ کہتے ہیں کہ) میرے سب ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کر دیا، اور بات سچی بھی تھی، آپ نے اور سب کو تو چھوڑ دینے کا حکم دے دیا اور مجھے روک لیا اور فرمایا کھڑے ہو اور پھر اذان کہو (ابومحذورہ کا بیان ہے کہ) اس وقت میرا حال یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے اور آپ نے جس اذان کے دینے کا حکم دیا تھا اس سے زیادہ مکروہ اور مبغوض میرے لئے کوئی چیز بھی نہ تھی۔ یعنی میرا دل (معاذ اللہ آپ کی نفرت اور بغض سے بھرا ہوا تھا، لیکن میں مجبور اور بے بس تھا اس لئے ناچار حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے خود اذان بتانی شروع کی اور فرمایا کہو" الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر۔" (آخر تک بالکل اسی طرح جس طرح اس حدیث میں ہے:۔

عَنْ أَبِیْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ أَلْقٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّاذِیْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُ أَکْبَرُ اَللّٰهُ أَکْبَرُ اَللّٰهُ أَکْبَرُ اَللّٰهُ أَکْبَرُ، اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰه ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰه، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰه، حَیَّی عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّی عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّی عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَکْبَرُ اَللّٰهُ أَکْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

(مسلم)

حضرت ابومحذورہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ اذان پڑھنا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس سکھایا، مجھ سے فرمایا کہو۔ الله اکبر ، الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، اشهد ان لااله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمداً رسول الله، اشهد ان محمداً رسول الله. آپ نے فرمایا پھر دوبارہ یہی کہو۔ اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمداً رسول الله، اشهد ان محمداً رسول الله، حی علی الصلوٰة، حی علی الصلوٰة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، الله اکبر، الله اکبر، لا اله الا الله۔

آگے ابومحذورہ بیان کرتے ہیں جب میں اذان ختم کر چکا تو آپ نے مجھے ایک تھیلی عنایت فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی۔ اور میرے سر کے اگلے حصہ پر آپ نے اپنا دست مبارک رکھا اور پھر آپ نے دست مبارک میرے چہرہ پر اور پھر میرے سامنے کے حصہ پر یعنی سینہ اور پھر قلب وجگر پر اور پھر نیچے ناف کی جگہ تک پھیرا۔ پھر مجھے یوں دعا دی بَارَکَ اللّٰهُ فِیْکَ وَبَارَکَ اللّٰهُ عَلَیْکَ (اللہ تعالیٰ تیرے اندر برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے) یہ دعا آپ نے مجھے تین دفعہ دی (حضور کی اس دعا اور دست مبارک کی برکت سے میرے دل سے کفر اور نفرت کی وہ لعنت دور ہوگئی اور ایمان اور محبت

کی دولت مجھے نصیب ہوگئی) اور میں نے عرض کیا کہ مجھے مکہ معظّمہ میں مسجد حرام کا مؤذن بنا دیجئے! آپ نے فرمایا کہ جاؤ ہم حکم دیتے ہیں اب مسجد حرام میں تم اذان دیا کرو۔

ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے قصہ اذان میں ترجیع کی وجہ:

اس پوری تفصیل سے یہ بات آسانی سے سمجھ آ سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے شہادت کے کلمے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ مکرر یعنی بجائے دو دو دفعہ کے چار چار دفعہ کیوں کہلوائے، غالبًا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے دل میں اس وقت تک ایمان نہیں تھا۔ انہوں نے صرف حکم سے مجبور ہو کر اپنے اس وقت تک کے عقیدے کے بالکل خلاف اذان کہنی شروع کی تھی اور اذان کے کلمات میں اس وقت سب سے زیادہ ناگوار ان کو شہادت کے یہی دو کلمے تھے یعنی اَشْهَدُ اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهُ جب ایک دفعہ وہ یہ کلمے کہہ چکے کہہ چکے تو حضور نے فرمایا ان کلموں کو دوبارہ کہو اور خوب بلند آواز سے کہو۔ اس حکم سے غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کلموں کو ان کے دل میں اتار دے۔ غرض اس وقت کی ان کی خاص حالت کی وجہ سے آپ نے شہادت کے یہ کلمے مکرر کہلوائے ہوں ورنہ کسی صحیح روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مستقل مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا ہو اور وہ اذان میں شہادت کے یہ کلمے اس طرح چار چار دفعہ کہتے ہوں۔ اسی طرح عبداللہ بن زید کے خواب کی صحیح روایات میں بھی شہادت کے یہ کلمے دو ہی دفعہ وارد ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ابومحذورہ مکہ معظّمہ میں ہمیشہ اسی طرح اذان دیتے رہے یعنی ان کلموں کو مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق چار چار دفعہ کہتے رہے جس کو اصطلاح میں (ترجیع) کہتے ہیں جس کی وجہ غالبًا یہ تھی کہ حضور نے جس طرح ان سے اذان کہلوائی تھی انہوں نے اس پر کاربند رہنے کو پسند کیا۔

اقامت کے سترہ کلمات

عَنْ أَبِیْ مَحْذُوْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِ قَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان سکھائی (ترجیع سمیت) انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمے۔

فجر کی نماز میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہے

حضرت ابومحذورہ کے قصہ میں یہ بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا

فَإِنْ كَانَ صَلَاةَ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه

(ابو داؤد)

اور جب صبح کی نماز ہو تو تم یوں کہو الصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (دو مرتبہ کہو اور اس کے بعد کہو) اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِيْ أَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (ابن خزيمة) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فجر کی اذان میں موذن جب حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہہ چکے تو اس کے بعد وہ یہ کہے الصلوٰۃ خیر من النوم کہ یہ سنت (نبوی) ہے۔

فجر طلوع ہونے کے فوراً بعد فجر کی اذان کہنا سنت ہے

عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يَاتِيْ بِسَحَرٍ عَلَيْهِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ فَإِذَا رَاٰهُ أَذَّنَ (ابو داؤد)

بنو نجار کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ مسجد نبوی کے گرد گھروں میں سے میرا گھر سب سے اونچا تھا تو حضرت بلال سحر کے وقت (ہمارے گھر میں) آتے اور چھت پر بیٹھ کر فجر کے طلوع ہونے کو دیکھتے رہتے اور جب وہ دیکھ لیتے تو اذان کہہ دیتے۔

سفر میں بھی اذان کا اہتمام ہو

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِيْ فَقَالَ إِذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَ أَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا. (بخاری)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے ایک چچا زاد بھائی (ہم دونوں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو (نماز کے لئے) اذان اور اقامت کہو اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرے (اور نماز پڑھائے)۔

اذان میں آواز بلند کرنے کے لئے کانوں میں انگلیاں دے لے

عَنْ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ قَالَ إِنَّهُ أَرْفَعُ لِصَوْتِكَ. (ابن ماجه)

حضرت سعد قرظ جو (مسجد قباء میں) رسول اللہ ﷺ کے مقرر کئے ہوئے موذن تھے ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ اذان کہتے وقت وہ اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں، آپ نے (ان سے) فرمایا کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی۔

جو اذان کہے اقامت کہنا بھی اس کا حق ہے

عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدائِيْ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَذِّنْ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَأَذَّنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُّقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اَخَاصُدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ فجر کی اذان تم کہو۔ میں نے اذان کہی۔ اس کے بعد (جب اقامت کہنے کا وقت آیا اور) بلال نے ارادہ کیا کہ اقامت وہ کہیں تو رسول اللہ ﷺ نے (میرے متعلق) فرمایا کہ اس صدائی نے اذان کہی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔

اذان و اقامت کا طریقہ اور ان کے درمیان وقفہ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ إِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرَغُ الْاٰكِلُ مِنْ أَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے موذن) بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو (یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑو اور وقفہ کیا کرو) اور جب اقامت کہو تو رواں کہا کرو، اور (مغرب کے وقت کو چھوڑ کر باقی اوقات میں) اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فصل کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہو وہ فارغ ہو جائے اور جس کو استنجے کا تقاضا ہو وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو لے۔

اذان کہنے کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْئٌ إِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور جو انسان اور جو چیز بھی اس کی آواز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گی۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (مسلم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اذان کہنے والے قیامت کے دن دوسرے سب لوگوں کے مقابلے میں دراز گردن (یعنی سربلند) ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَ ةٌ مِنَ النَّارِ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے جس بندہ نے سات سال (یعنی ایک طویل مدت) تک (اللہ کے واسطے اور) ثواب کی نیت سے اذان دی اس کے لئے آتش دوزخ سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔ (لہٰذا دوزخ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہوگا اور اس کی آگ اور لپٹ کو اس بندہ کو چھونے کی بھی اجازت نہیں ہوگی)

اذان کا شیطان پر اثر

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ إِنَّ الشَّیْطَانَ إِذَاسَمِعَ النِدَاءَ بِالصَّلٰوۃِ ذَھَبَ حَتّٰی یَکُوْنَ مَکَانَ الرَّوْحَاء. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ شیطان جب نماز کی پکار یعنی اذان سنتا ہے تو مقام روحاء کے برابر دور چلا جاتا ہے۔

فائدہ: مقام روحاء مدینہ منورہ سے 36 میل کے فاصلہ پر ہے۔

سننے والوں کو اذان کا جواب دینا

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰه قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح قَالَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهِ أَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب موذن کہے الله اکبر، الله اکبر اور (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے الله اکبر، الله اکبر، پھر موذن کہے اشهد ان لا اِلٰہ الا الله اور وہ جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے اشهد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، پھر موذن کہے اشھدُ انَّ محمداً رسول اللّٰہ اور جواب دینے والا بھی کہے اشهد ان محمداً رسول اللّٰہ، پھر موذن کہے حی علی الصلوٰۃ تو جواب دینے والا کہے لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ، پھر موذن کہے حی علی الفلاح، اور جواب دینے والا کہے لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ، پھر موذن کہے الله اکبر، الله اکبر اور جواب دینے والا بھی کہے الله اکبر الله اکبر پھر مؤذن کہے لا إله الا الله تو جواب دینے والا بھی کہے لا اله الا اللّٰہ، اور یہ کہنا دل سے ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

اذان کے بعد درود اور دعا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن عَمرٍو أَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْراً ثمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَإِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنبَغِی إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَکُوْنَ أَنَا ھُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم موذن کو اذان کہتے سنو تو جو وہ کہتا ہے وہی تم بھی کہتے جاؤ اور (اذان کے کلمات سے فراغت پر) مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ کی دعا کرو کیونکہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک ہی بندے کے لئے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ تو جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا اس پر (میری) شفاعت ثابت ہوگی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی بندہ اذان سننے کے وقت اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرے: **اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَ عَدْتَّہٗ.** ''اے اللہ اس دعوت تامہ اور اس صلوٰۃ قائمہ کے رب (اپنے رسول) محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلہ کا خاص درجہ اور مرتبہ عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے ان کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔) تو وہ بندہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حقدار ہوگیا۔

فائدہ: 1- بیہقی کی روایت میں **إِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ** کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

2- **اَلدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ** اور **وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ** کے الفاظ اذان کی دعا میں رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں ہیں۔

باب: 13

نماز کا طریقہ

تحریمہ فرض ہے اور اللہ اکبر کہنا واجب ہے

عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ وَتحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اس کی تحریم (یعنی وہ کام جس سے نماز شروع ہوتی ہے اور نماز کے منافی سب کام حرام ہو جاتے ہیں) تکبیر (یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا کوئی کلمہ ادا کرنا ہے (مثلاً اَللّٰہُ أَکْبَرُ یا اَللّٰہُ کَبِیْرٌ یا اَللّٰہُ أَجَلُّ یا اَللّٰہُ أَعْظَمُ یا اَلرَّحْمٰنُ أَکْبَرُ وغیرہ ان میں سے کوئی بھی کلمہ کہہ لے گا تو تحریمہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور اس کا انعقاد ہو جائے گا۔ البتہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کا دائمی معمول اللہ اکبر کہنے کا تھا اس لئے اللہ اکبر کے کلمات کہنا واجب ہے) اور نماز کی تحلیل (یعنی وہ کام جس سے نماز کے منافی کام کرنا حلال ہو جاتا ہے) سلام کہنا ہے (یعنی السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے کلمات کہنا ہے۔ خاص ان کلمات کے ساتھ نماز سے فارغ ہونا رسول اللہ ﷺ کے دائمی عمل کی وجہ سے واجب ہے)۔

تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ إِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا فُرُوْعَ أُذُنَیْہِ (مسلم)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (تحریمہ کیلئے) تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کانوں کے اوپری حصہ کے برابر کر لیتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ أَنَّہٗ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَا بِحَذْوِ مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ وہ آپ کے کندھوں کے مقابل ہو جاتے تھے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ أُذُنَيْهِ وَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ (ابوداؤد) وَفِي رواية حَتّٰى تَكَادَ إِبْهَامَاهُ تُحَاذِيْ شحْمَةَ أُذُنَيْهِ (نسائی)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ آپ کے دونوں کانوں کے اوپری حصے کے برابر ہو گئے اور آپ نے اپنے انگوٹھوں کو اپنے کانوں کے مقابل کیا پھر تکبیر کہی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کے انگوٹھے آپ کے کانوں کی لو کے تقریباً برابر ہو گئے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے دو باتیں حاصل ہوئیں۔

1- سب کے مضمون کو جمع کیا جائے جس سے سب حدیثوں پر عمل ہو جائے تو یہ صورت بنتی ہے کہ انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے مقابل کر لیں۔ ہاتھ کھلے رکھیں تو ہاتھوں کی انگلیاں کانوں کے اطراف (یعنی اوپری حصہ) کے مقابل ہوں گی اور ہتھیلیاں کندھوں کے مقابل ہوں گی۔

2- ہاتھ اٹھانے کے بعد تکبیر کہی جائے

عورت اپنے ہاتھ صرف کندھوں تک اٹھائے

عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ سُلَيْمَانَ قَالَ رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا (جزء رفع اليدين للبخاری)

عبدربہ سلمان رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے (مشہور صحابیہ) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے نماز میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھائے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم...... اَلْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا. (طبرانی)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......عورت (نماز میں) اپنے ہاتھ اپنے پستانوں تک اٹھائے۔

فائدہ: دونوں حدیثوں پر عمل کی یہ صورت ہے کہ ہتھیلیاں پستانوں کے مقابل ہوں اور انگلیاں کندھوں کے مقابل ہوں

ہاتھ کیسے باندھے

عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ نَاسٌ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِی الصَّلَاةِ قَالَ أَبُوْحَازِمٍ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِیْ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے) ذکر کرتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں مرد اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ (فی حدیث طویل) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ (ابوداؤد و ابن خزیمة)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہتھیلی کی پشت اور پہنچے اور بائیں بازو پر رکھا۔

فائدہ: دوسری حدیث میں دایاں ہاتھ رکھنے کی جو تفصیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ پہلی حدیث میں بھی یہی تفصیل مراد ہے پورا دایاں ہاتھ صرف بائیں بازو پر رکھنا مراد نہیں ہے۔

عَنْ هُلْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّنَا فَيَاخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهٖ (ترمذی)

حضرت ہلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے اور آپ اپنا بایاں بازو اپنے دائیں ہاتھ (کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے حلقہ سا بنا کر اس) سے پکڑ لیتے تھے۔

ہاتھ کہاں باندھے

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قال رَأَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَضَعَ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهٖ فِی الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں ناف کے نیچے اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا۔

عَنْ أَبِیْ جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِی الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. (احمد)

ابوجحیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت (نبوی) ہے۔

ثناء

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ (نسائی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ پڑھتے

سُبۡحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِکَ وَتَبَارَکَ اسۡمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا إِلٰهَ غَیۡرُکَ.

عَنۡ عَبۡدَةَ وَهُوَ ابۡنُ أَبِی لُبَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بۡنَ الۡخَطَّابِ کَانَ یَجۡهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الۡکَلِمَاتِ یَقُوۡلُ سُبۡحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِکَ وَتَبَارَکَ اسۡمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا إِلٰهَ غَیۡرُکَ (مسلم)

عبدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (کبھی کبھی نئے لوگوں کو سکھانے کی خاطر) ان کلمات کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے سُبۡحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِکَ وَتَبَارَکَ اسۡمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا إِلٰهَ غَیۡرُکَ.

دوسری رکعت میں ثنا نہیں صرف قراءت ہے

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ إِذَا نَهَضَ فِی الرَّکۡعَةِ الثَّانِیَةِ اسۡتَفۡتَحَ الۡقِرَائَةَ بِالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَلَمۡ یَسۡکُتۡ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے لئے اٹھتے تو قراءت کو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ سے شروع کرتے اور سکتہ نہ کرتے (جیسا کہ پہلی رکعت میں ثنا پڑھنے کے لئے کرتے تھے)۔

ثناء کے بعد تعوذ اور بسم اللہ پڑھنا

عَنِ الۡأَسۡوَدِ بۡنِ یَزِیۡدَ قَالَ رَأَیۡتُ عُمَرَ بۡنَ الۡخَطَّابِ حِیۡنَ افۡتَتَحَ الصَّلٰوةَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ سُبۡحَانَکَ اللّٰهُمَّ الخ ثُمَّ یَتَعَوَّذُ (دار قطنی)

اسود بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب انہوں نے نماز شروع کی تو تکبیر (تحریمہ) کہی پھر سبحانک اللھم (پوری) پڑھی پھر تعوذ کیا (یعنی اعوذ باللہ پڑھی)

عَنۡ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُسِرُّ بِبِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَأَبُوۡبَکۡرٍ وَعُمَرُ رضی اللّٰه عنهما (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بسم اللہ پڑھتے تھے اور) بسم اللہ آہستہ (بغیر آواز کے) پڑھتے تھے۔ ایسا ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کرتے تھے۔

ثناء، تعوذ اور بسم اللہ (بغیر آواز کے) آہستہ پڑھنا

عَنۡ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبَابَکۡرٍ وَعُمَرَ رضی اللّٰه عنهما کَانُوۡا یَفۡتَتِحُوۡنَ الصَّلَاةَ بِالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (یہ تینوں ہی جب نماز پڑھاتے تو ثناء، تعوذ اور بسم اللہ آہستہ آواز سے پڑھتے تھے اور) نماز کو آواز کے ساتھ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ سے شروع کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ سَمِعَنِیْ أَبِیْ وَأَنَا فِی الصَّلَاۃِ أَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ أَیْ بُنَیَّ حَدَثٌ، إِیَّاکَ وَالْحَدَثَ قَالَ وَلَمْ أَرَ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَانَ أَبْغَضَ إِلَیْهِ الْحَدَثُ فِی الْإِسْلَامِ یَعْنِیْ مِنْهُ قَالَ وَقَدْ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ و مَعَ أَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِّنْهُمْ یَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا إِذَا أَنْتَ صَلَّیْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے کہتے ہیں کہ میں نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (آواز سے) پڑھ رہا تھا تو میرے والد نے اس کو سن لیا اور کہا اے میرے پیارے بیٹے یہ تو دین کے اندر نئی ایجاد شدہ چیز ہے تم اس سے بچو۔ اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں اپنے والد سے بڑھ کر کسی صحابی کو نہیں دیکھا کہ ان کے نزدیک اسلام میں نئی بات ایجاد کرنے سے زیادہ کوئی مبغوض بات ہو۔ اور فرمایا کہ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ آواز سے پڑھتے نہیں سنا لہٰذا جب تم نماز پڑھو تو تم آواز سے یہ (یعنی بسم اللہ) نہ کہو بلکہ (آواز سے جب پڑھنا شروع کرو تو) **الحمد لله رب العالمین** کہو (اور اس سے جہری قراءت شروع کرو)۔

قراءت کا بیان

بسم اللہ سورہ فاتحہ سمیت کسی سورت کا ابتدائی جزو نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَعْرِفُ خَاتِمَةَ السُّوْرَةِ حَتّٰی تَنَزَّلَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَاذَا نَزَلَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَرَفَ أَنَّ السُّوْرَةَ قَدْ خُتِمَتْ وَاسْتَقْبَلَتْ أَوِ ابْتَدَأَتْ سُوْرَةٌ أُخْرٰی (بزار)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہیں ہوئی رسول اللہ ﷺ سورت کے ختم کو (اور نئی سورت کے شروع کو کسی ظاہری علامت سے) نہیں پہچانتے تھے۔ پھر جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (سورتوں کے درمیان فرق بتانے کے لئے) نازل ہوئی (اور غرض کے مطابق اس کو ہر سورت کے شروع میں رکھا گیا) تو (اب ظاہر طور پر) آپ نے ایک سورت کے ختم اور دوسری سورت کی ابتداء کو پہچان لیا۔

فائدہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک تو سورہ نمل کے درمیان میں نازل ہوئی۔ وہ تو سورہ نمل کا جزو

ہے۔اس کے علاوہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ایک اور مرتبہ اس غرض سے نزول ہوا کہ اس کو ہر دوسورتوں کے درمیان رکھا جائے تا کہ دوسورتوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا معلوم ہو جائے۔ ہر سورت کے ساتھ اس کا نزول نہیں ہوا لہٰذا یہ ہر سورت کا جزو نہیں ہے۔ اس لئے تراویح میں جب پورا قرآن آواز سے پڑھتے ہیں تو صرف ایک مرتبہ کسی ایک سورت کے ساتھ آواز سے بسم اللہ پڑھتے ہیں ہر سورت کے ساتھ آواز سے نہیں پڑھتے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِنَّ سُوْرَةً مِنَ الْقُرْاٰنِ ثَلَاثُوْنَ آیَةً شَفَّعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَلَهٗ وَهِیَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیس آیتوں والی قرآن کی سورت ایک شخص کے لئے سفارش کرتی ہے یہاں تک کہ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔وہ سورت **تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ** ہے۔

فائدہ: سورہ ملک کی بسم اللہ کو چھوڑ کر تیس آیتیں بنتی ہیں۔اگر بسم اللہ کو بھی ملا لیں تو اکتیس آیتیں بن جاتی ہیں۔ یہ حدیث بھی اس بارے میں واضح اور صریح ہے کہ بسم اللہ کسی بھی سورت کا جزو نہیں ہے۔

نماز میں مطلق قراءت فرض ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاصَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَ ةٍ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قراءت کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلَاةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فهی خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ ام القرآن (یعنی فاتحہ) نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص ہے (ناقص ہے، ناقص ہے) اس کو تین مرتبہ کہا۔

فائدہ: ایک کمرہ تعمیر کیا جائے جب اس کی دیواریں کھڑی ہو جائیں اور چھت پڑ جائے تو کہتے ہیں کہ کمرہ بن گیا لیکن ابھی وہ ناقص ہوتا ہے۔ جب اس میں کھڑکیاں، دروازے بھی لگ جائیں تو کہتے ہیں کہ کمرہ رہنے کے قابل ہے۔ آگے اس پر پلستر کرانا اور رنگ روغن کرنا یہ باتیں کمرے کی خوبصورتی کو

بڑھاتی ہیں۔

اسی طرح نماز کو سمجھئے۔ جب نماز کے فرائض کو ادا کرلیں تو نماز کا ڈھانچہ قائم ہو جاتا ہے۔ کوئی صرف فرائض کو ادا کرے اور واجبات وسنن کو ترک کردے تو اگرچہ اس کی نماز ناقص ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز سرے سے ہی نہیں ہوئی۔ جب واجبات بھی ادا کریں تو نماز مکمل ہو جاتی ہے اور جب سنن ومستحبات کو بھی ادا کریں تو نماز میں خوبصورتی اور حسن آتا ہے۔

حدیث میں بتایا کہ خاص سورہ فاتحہ نہ پڑھیں تو نماز ناقص ہوتی ہے (لیکن اصل نماز ہو جاتی ہے) تو معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے فرض نہیں کیونکہ اگر اس کا پڑھنا فرض ہوتا تو نماز ہی نہ ہوتی جیسے دیواریں ہونے کے باوجود چھت نہ پڑی ہو تو کمرہ ہی نہیں کہلاتا۔

سورہ فاتحہ کے بعد مزید قراءت کرنا بھی واجب ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نَقرأَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَمَا تَیَسَّرَ (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں حکم ہوا کہ ہم (نماز میں) سورہ فاتحہ اور مزید جو ہوسکے پڑھیں۔

جس کو ابھی کچھ قرآن یاد نہ ہو

عَنْ رَفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِنْ کَانَ مَعَکَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَکَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْکَعْ (ترمذی)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... پھر اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو اس (کے کچھ حصہ) کو پڑھو وگرنہ (یعنی اگر بالکل کچھ یاد نہ ہو) تو **الحمد لِلّٰهِ** اور **اللہ اکبر** اور **لاالہ الا اللہ** کہہ لو پھر رکوع کرلو۔

فائدہ: سورہ فاتحہ اور کوئی نہ کوئی سورت یاد کرنے میں تاخیر نہ کرنی چاہئے۔ جب کوئی چھوٹی سورت بھی یاد ہو جائے تو اسی کو پڑھے۔

سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْنَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام **غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ** کہے تو تم آمین کہو کیونکہ (اس وقت فرشتے بھی چونکہ آمین کہتے ہیں اس لئے) جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہو جائے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ نہ پڑھے

بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں سورہ فاتحہ اور بعد کی سورت دونوں خود بھی پڑھتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے شروع میں سورہ فاتحہ کے پڑھنے کو تو برقرار رکھا اور دوسری سورت پڑھنے سے منع فرما دیا۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ هٰذًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا.(ابوداؤد و ترمذی).

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے۔ آپ نے قراءت کی تو قراءت کرنا آپ پر دشوار ہوا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا شاید کہ تم اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو۔ لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں ہم جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قراءت نہ کرو سوائے سورہ فاتحہ کے کیونکہ جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے امام کے پیچھے کچھ بھی پڑھنے سے خواہ سورہ فاتحہ ہی ہو مطلقاً منع فرما دیا اور یہ ضابطہ بیان فرمایا کہ امام قراءت کرے اور تم خاموش رہو کیونکہ امام کی قراءت ہی تمہاری قرأت کے لئے کافی ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام تو محض اس لئے ہے کہ اس کی اقتدا کرو۔ تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب (بھی) وہ قراءت کرے (خواہ سورہ فاتحہ کی یا کسی اور سورت کی اور خواہ آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے) تو تم خاموش رہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ.(مؤطا محمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت (ہی) اس کی بھی قراءت شمار ہوتی ہے۔

عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ. (موطا مالک)

وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے نماز پڑھی لیکن اس میں سورہ فاتحہ

نہیں پڑھی تو اس نے نماز (کامل) پڑھی ہی نہیں الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو (کہ اس صورت میں اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ امام کی قراءت مقتدی کی قراءت شمار ہوتی ہے)۔

آمین آہستہ کہنا

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَحَفِظَ سَمُرَةُ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهٖ إِلَيْهِمَا...... أَوْ فِيْ رَدِّهٖ عَلَيْهِمَا أَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ (ابوداؤد)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے (کچھ مسائل واحادیث کا) مذاکرہ کیا تو حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے کرنا یاد ہے۔ ایک جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے (تو ثناء پڑھنے کے لئے سکتہ کرتے) اور دوسرے جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھ کر فارغ ہوتے (تو آہستہ آمین کہنے کی وجہ سے سکتہ کرتے۔) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو تو یہ بات یاد تھی لیکن حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو ان سے اتفاق نہیں ہوا۔ دونوں نے اس بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو لکھا تو انہوں نے اپنے جواب میں لکھا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح یاد رکھا ہے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ آمِيْنَ وَأَخْفٰى بِهَا صَوْتَهُ (احمد)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پر پہنچے تو آپ نے آمین کہی اور اس کہنے میں آپ نے اپنی آواز کو پست رکھا (یعنی دوسروں کو نہیں سنایا)۔

فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا سنت ہے

عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ (بخاری)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (یعنی ہر ایک رکعت میں ایک سورت) پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں کچھ نہ پڑھنا یا صرف تسبیح پڑھنا جائز ہے

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی رَافِعٍ قَالَ كَانَ يَعْنِی عَلِيًّا يَقْرَأُ فِی الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ وَلَا يَقْرَأُ فِی الْأُخْرَيَيْنِ (مسند عبدالرزاق)

عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں کچھ نہ پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ عَنْ عَلِيٍّ وعَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا قَالَ اِقْرَأْ فِی الْأُوْلَيَيْنِ وَسَبِّحْ فِی الْأُخْرَيَيْنِ (ابن ابی شیبه).

ابو اسحاق رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا (فرضوں کی) پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرو اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح پڑھ لو۔

امام کیلئے ظہر وعصر میں سری قراءت اور بقیہ نمازوں میں جہری قراءت

عَنْ أَبِی مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ رضی اللہ عنہ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ؟ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ (بخاری)

ابو معمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں (پہلی دو رکعتوں میں) قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (کرتے تھے) ہم نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ لگا (کیونکہ ان دو نمازوں میں آواز سے تو نہیں پڑھتے) انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کی حرکت سے (کہ جب آدمی کچھ منہ سے پڑھے گا خواہ آہستہ آواز میں تو چہرہ کے خدوخال اور داڑھی میں حرکت ہوگی)

عَنْ أَبِی قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ مَعَهَا فِی الرَّكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا (بخاری)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی اور عصر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں (آہستہ آواز سے) سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ اور سورت پڑھتے تھے (جس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کبھی کبھی (ہمیں بتانے کی خاطر کہ کیا پڑھ رہے ہیں) کوئی آیت (آواز سے پڑھ کر) ہمیں سنا دیتے تھے۔

عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُجْهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِی الْفَجْرِ فِی الرَّكْعَتَيْنِ وَفِی الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَيُسِرُّ فِيْمَا عَدَا ذٰلِكَ (مراسیل ابی داؤد)

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت آواز سے کی جائے اور باقی موقعوں میں آہستہ کی

جائے۔

سری قراءت میں منہ کھول کر پڑھے اور اپنے آپ کو سنائے

عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ فَصَلَّيْتُ وَرَائَهُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ سُوْرَةٍ مِنْ قِصَارِ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّالِثَةِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى أَنَّ ثِيَابِيْ لَتَكَادُ أَنْ تَمُسَّ ثِيَابَهُ فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِهٰذِهِ الْآيَةِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (موطا مالک)

ابو عبداللہ صنابحی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران مدینہ (منورہ) آیا اور میں نے ان کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ انہوں نے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورت قصار مفصل میں سے پڑھی۔ پھر وہ (پہلا قعدہ کرکے) تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو میں یہ جاننے کیلئے کہ وہ تیسری رکعت میں کیا پڑھتے ہیں) ان کے اتنا قریب ہوگیا کہ میرے کپڑے ان کے کپڑوں کو چھونے ہی لگے تھے اور میں نے ان کو (تیسری رکعت میں) سورہ فاتحہ اور یہ آیت پڑھتے سنا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابِ.

فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کچھ اور قراءت کر لینے میں کوئی حرج نہیں

پچھلی حدیث اس کی دلیل ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مغرب کی تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد مذکورہ آیت بھی پڑھی۔

جہری نمازوں میں منفرد جہر کر سکتا ہے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَرَأَ لِنَفْسِهِ فِيْمَا يَقْضِيْ وَجَهَرَ (موطا مالک)

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب امام کے ساتھ نماز کی کوئی رکعت رہ جاتی تھی جس میں امام نے قراءت آواز سے کی ہوتی تو جب امام سلام پھیر لیتا تو وہ کھڑے ہو جاتے اور فوت شدہ رکعت میں اپنی خاطر سے قراءت کرتے اور آواز سے کرتے۔

جمعہ اور عیدین کی نماز میں امام کا جہری قراءت کرنا

عَنِ ابْنِ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا أَبُوْهُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ

(مسلم)

ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں جب مروان مدینہ منورہ کا گورنر تھا ایک مرتبہ) مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور (کسی کام سے) مکہ مکرمہ چلا گیا۔ (نائب گورنر ہونے کی حیثیت سے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور (پہلی رکعت میں) سورہ جمعہ پڑھنے کے بعد دوسری رکعت میں سورہ منافقون پڑھی۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَيْمَانُ صَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ...... يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسْطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ (نسائی)

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز فلاں صاحب (یعنی حضرت علی یا حضرت عمرو بن سلمہ) کی نماز کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے زیادہ مشابہ ہو۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں میں نے ان فلاں صاحب کے پیچھے نماز پڑھی تو (میں نے دیکھا کہ) وہ صاحب مغرب کی نماز میں قصار مفصل (یعنی سورہ لم یکن سے آخر تک کی سورتوں میں) سے اور عشاء (کی نماز) میں اوساط مفصل (یعنی سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک) میں سے اور فجر (کی نماز) میں طوال مفصل (یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتوں) میں سے پڑھتے تھے۔

ایک رکعت میں ایک پوری سورت پڑھنا افضل ہے

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِكُلِّ سُوْرَةٍ حَظُّهَا مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ (احمد و طحاوی)

ابو عالیہ کہتے ہیں مجھے ایک صحابی نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر سورت کے لئے رکوع اور سجدہ کا حصہ ہے (یعنی ایک سورت پوری پڑھی جائے اور رکوع اور سجدہ کیا جائے۔ ایک سورت پڑھ لینے کے بعد رکوع وسجدہ سے پہلے دوسری سورت نہ پڑھی جائے۔ یہ حکم استحباب اور افضلیت کا ہے ورنہ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ آگے حدیثوں سے واضح ہے)۔

فرضوں میں ایک رکعت میں دو یا زائد سورتیں پڑھنا جائز ہے

عَنْ نَافِعٍ قَالَ رُبَمَا أَمَّنَا ابْنُ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِالسُّوْرَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الْفَرِيْضَةِ (احمد)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کبھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہماری امامت کراتے تو فرض نماز (کی

ایک رکعت) میں دو اور تین سورتیں پڑھتے۔

نوافل میں ایک رکعت میں دو یا زائد سورتیں پڑھنا جائز ہے

عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّیْلَةَ فِیْ رَکْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا کَهَذِّ الشِّعْرِ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرُنُ بَیْنَهُنَّ (بخاری)

ابووائل رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آج (تہجد کی نماز میں) میں نے ایک رکعت میں (چھبیسویں پارے کی سورت حجرات سے آخر قرآن تک) پوری مفصل پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جب تم نے صرف ایک رکعت میں سوا چار پڑھے اور ظاہر ہے کہ اور رکعتوں میں بھی خاصا کچھ پڑھا ہوگا۔ اتنی طویل قراءت کے لئے عام طور سے پڑھنے کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز کرنی پڑتی ہے تو تمہاری) یہ قراءت تو شعر کو جلدی جلدی پڑھنے کی مانند ہوئی (اس کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ بھی ایک رکعت میں ایک سے زائد سورتیں پڑھتے تھے لیکن عام طور سے اتنا زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور) میں (مضمون میں) باہم ملتی جلتی سورتوں کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ (دو دو کر کے ایک رکعت میں) جمع کرتے تھے (مثلاً جیسا کہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے سورہ رحمان وسورہ نجم اور سورہ مدثر وسورہ مزمل اور سورہ دہر وسورہ قیامت کو جمع کرتے تھے اور آپ ﷺ ایسا اس لئے کرتے تھے تاکہ آپ معانی میں غور وفکر کرتے ہوئے پڑھیں)۔

فرضوں میں ہر رکعت میں صرف ایک ہی سورت پڑھنا یا اس کے ساتھ کوئی اور سورت بھی ملانا جائز ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ یَؤُمُّهُمْ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَکَانَ کُلَّمَا افْتَتَحَ سُوْرَةً یَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِی الصَّلَاةِ مِمَّا یَقْرَأُ بِهٖ افْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ یَقْرَأُ سُوْرَةً أُخْرٰی مَعَهَا وَکَانَ یَصْنَعُ ذٰلِکَ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ فَکَلَّمَهٗ أَصْحَابُهٗ فَقَالُوْا إِنَّکَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثُمَّ لَا تَرٰی أَنَّهَا تُجْزِئُکَ حَتّٰی تَقْرَأَ بِالْأُخْرٰی فَإِمَّا أَنْ تَقْرَأَ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِأُخْرٰی فَقَالَ مَا أَنَا بِتَارِکِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّکُمْ بِذٰلِکَ فَعَلْتُ وَإِنْ کَرِهْتُمْ تَرَکْتُکُمْ وَکَانُوْا یَرَوْنَ أَنَّهٗ مِنْ أَفْضَلِهِمْ وَکَرِهُوْا أَنْ یَؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ. فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِیُّ ﷺ أَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ فَقَالَ یَا فُلَانُ مَا یَمْنَعُکَ أَنْ تَفْعَلَ مَا یَأْمُرُکَ بِهٖ أَصْحَابُکَ وَمَا یَحْمِلُکَ عَلٰی لُزُوْمِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ فَقَالَ إِنِّیْ أُحِبُّهَا فَقَالَ حُبُّکَ إِیَّاهَا أَدْخَلَکَ الْجَنَّةَ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ ایک انصاری شخص مسجد قبا میں لوگوں کی (نماز میں) امامت کرتے تھے اور ان کا معاملہ یہ تھا کہ جب بھی وہ نماز میں لوگوں کے لئے سورت پڑھنا شروع کرتے تو

(سورہ فاتحہ کے بعد) قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ کی سورت سے شروع کرتے۔ جب اس سے فارغ ہو جاتے تب اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت (بھی) پڑھتے۔ ایسا وہ ہر رکعت میں کرتے۔ ان کے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اس (قل هو الله احد کی) سورت سے قراءت شروع کرتے ہیں پھر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سورت کافی نہیں تو آپ ایک دوسری سورت پڑھتے ہیں۔ (ہمیں آپ کے اس طرز عمل سے اتفاق نہیں) لہٰذا آپ یا تو صرف یہی سورت (اخلاص) پڑھئے یا اس کو چھوڑ دیجئے اور (صرف) دوسری سورت پڑھا کیجئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس (سورت اخلاص) کو تو نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تم لوگ چاہو کہ میں تمہیں امامت کراؤں تو میں ایسا ہی کرتا رہوں گا اور اگر تم پسند نہ کرو تو میں تم (لوگوں کی امامت) کو ترک کر دیتا ہوں۔ وہ لوگ ان صاحب کو اپنے میں سے افضل سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے یہ پسند نہ کیا کہ کوئی اور شخص ان کا امام بنے (اور اس وقت خاموش ہو رہے۔ لیکن) پھر جب رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے تو ان لوگوں نے وہ بات آپ کو بتائی۔ آپ ﷺ نے پوچھا ارے (بھئی) فلانے تمہارے لوگ جیسا کہتے ہیں تمہیں ویسا کرنے میں کون سی رکاوٹ ہے اور ہر رکعت میں اس سورت کو لازمی طور پر پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس سورت سے محبت ہے (اور بار بار یہ سورت پڑھنے کو میرا دل چاہتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (تمہارے اس طرز عمل سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور تم بلاکھٹک اسی طرح کرتے رہو اور) اس سورت کے ساتھ تمہاری محبت (یہ خود) جنت میں تمہارے داخلہ کا سبب ہوگی۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا (ابو داؤد)

جہینہ قبیلہ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز کی دونوں رکعتوں میں سورت إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ پڑھتے سنا۔

ایک رکعت میں مختلف سورتوں کی آیتوں کو جمع کرنا مکروہ ہے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِبِلَالٍ وَهُوَ يَقْرَأُ مِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ وَمِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَقَالَ يَا بِلَالُ مَرَرْتُ بِكَ وَ أَنْتَ تَقْرَأُ مِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ وَمِنْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فَقَالَ أَخْلَطْتُ الطَّيِّبَ بِالطَّيِّبِ فَقَالَ اِقْرَأْ السُّوْرَةَ عَلٰى وَجْهِهَا (الاتقان)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ بلال (رضی اللہ عنہ) کے گھر کے پاس سے گذرے تو (ان کی آواز آپ کے کان میں پڑی کہ) وہ کچھ آیتیں اس سورت سے پڑھ رہے اور کچھ اس سورت سے (دوسرے دن ملاقات ہونے پر) آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال (کل

رات) میں تمہارے پاس سے گذرا تو تم کچھ آیتیں اس سورت سے اور کچھ اس سورت سے پڑھ رہے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا (آیتیں ساری ہی پاکیزہ وعمدہ ہیں تو) میں نے عمدہ کو عمدہ کے ساتھ ملایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب ایک سورت شروع کرو تو اس کو ختم کیے بغیر دوسری سورت کی آیتیں نہ پڑھو بلکہ پہلے جو) سورت (شروع کی ہے اس) ہی کو پڑھو۔

ایک رکعت میں ایک سورت کی کچھ آیتیں اور دوسری رکعت میں اس سورت کی باقی آیتیں یا کوئی اور مکمل سورت پڑھنا جائز ہے

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ یَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ بِمِائَةٍ مِنَ الْبَقَرَةِ وَیُتْبِعُھَا بِسُوْرَةٍ مِنَ الْمَثَانِی (بخاری)

ابو رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں (کبھی پہلی رکعت میں) سورہ بقرہ کی سو آیتیں پڑھتے تھے اور اس کے بعد (دوسری رکعت میں) سو آیتوں سے کم والی کوئی سورت پڑھتے تھے۔

فرضوں کی ایک رکعت میں سورت کی تکرار مکروہ ہے

عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُھَیْنَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ کِلْتَیْھِمَا قَالَ فَلَا أَدْرِیْ أَ نَسِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمْ قَرَأَ ذٰلِکَ عَمْدًا (ابوداؤد)

جہینہ قبیلہ کے ایک صحابی کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی دونوں رکعتوں میں سورت اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ پڑھتے سنا۔ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے تھے یا آپ نے قصداً ایسے پڑھا تھا۔

فائدہ: صحابی کی بات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہی تھا کہ پہلی رکعت میں جو سورت پڑھتے دوسری رکعت میں اس سے مختلف سورت پڑھتے تھے۔ جب دوسری رکعت میں سورت کی تکرار نہ کرتے تھے تو ایک رکعت میں تو بطریق اولی تکرار نہ کرتے ہوں گے۔ اس وجہ سے ایک رکعت میں سورت کی تکرار مکروہ ہے۔

نفل کی رکعت میں ایک سورت یا ایک آیت کی تکرار مکروہ نہیں

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ قُلْ ھُوَاللّٰہُ أَحَدٌ یُرَدِّدُھَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ وَکَأَنَّ الرَّجُلَ یَتَقَالُّھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنَّھَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ (بخاری)

وَفِیْ رِوَایَةٍ إِنَّ لِیْ جَارًا یَقُوْمُ بِاللَّیْلِ فَمَا یَقْرَأُ إِلَّا بِقُلْ ھُوَاللّٰہُ أَحَدٌ (دارقطنی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب (کے ایک پڑوسی تھے جن کا نام قتادہ بن

نعمان رضی اللہ عنہ تھا۔ ان صاحب نے حضرت قتادہ بن نعمان کو سنا کہ تہجد کی نماز میں صرف سورت قل هو الله احد کی تکرار کر رہے ہیں کوئی اور سورت نہیں پڑھ رہے) انہوں نے (صرف) سورہ قل هو الله احد پڑھنے کو کم سمجھا تو جب صبح ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورت (ثواب میں) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ بِآيَةٍ يُرَدِّدُهَا حَتّٰی أَصْبَحَ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ.

(نسائی و ابن ماجه)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات (تہجد میں) صبح تک ایک ہی آیت (یعنی) اِنْ تُعَذِّ بْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبادُکَ کو بار بار دہراتے رہے۔

قرآن کی ترتیب کے خلاف پڑھنا مکروہ ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَقْرَأُ الْقُرآنَ مَنْكُوْسًا قَالَ ذَاکَ مَنْكُوْسُ الْقَلْبِ.

(طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو قرآن کو الٹی ترتیب سے پڑھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا وہ تو الٹے دل والا ہے (کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ترتیب کے خلاف کرتا ہے)۔

عکسی ترتیب سے نماز ہو جاتی ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ ...... ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا مُتَرَسِّلًا (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (تہجد کی) نماز پڑھی۔ آپ نے اس میں سورہ بقرہ شروع کی (اور اس کو مکمل کیا) پھر سورہ (آل عمران چھوڑ کر سورہ) نساء کو شروع کیا اور اس کو (پورا) پڑھا۔ پھر (غالباً یہ بتانے کے لئے کہ عکسی ترتیب سے بھی نماز ہو جاتی ہے) ترتیب پلٹ کر سورہ آل عمران شروع کی اور اس کو (مکمل) پڑھا آپ کی یہ ساری قراءت ٹھہر ٹھہر کر تھی۔

قَرَأَ الْأَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِی الْأُوْلٰی وَفِی الثَّانِيَةِ بِيُوْسُفَ أَوْ يُوْنُسَ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَلّٰی مَعَ عُمَرَ رضی الله عنه الصُّبْحَ بِهِمَا (بخاری)

(جلیل القدر تابعی) احنف بن قیس رحمہ اللہ نے پہلی رکعت میں سورہ کہف پڑھی اور دوسری رکعت

میں (ترتیب قرآنی کے برعکس) سورہ یوسف یا سورہ یونس پڑھی اور بتایا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز انہی دونوں سورتوں کے ساتھ پڑھی تھی (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھاتے ہوئے انہی دو سورتوں کو پڑھا تھا جو احنف رحمہ اللہ نے پڑھی تھیں)

ہر انتقال پر تکبیر کہنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْکَعُ ثم یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِیْنَ یَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّکُوْعِ ثُمَّ یَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَهْوِیْ سَاجِدًا ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ ثُمَّ یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی الصَّلَاةِ کُلِّهَا ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَیْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پشت سیدھی کرنے لگتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے پھر کھڑے ہو کر رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہتے پھر جب سجدہ میں جانے لگتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر اسی طرح پوری نماز میں کرتے پھر جب پہلے قعدہ کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔

رکوع کرنے کا طریقہ

رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین نہ کرنا سنت ہے

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ یَدَیْهِ إِلٰى قَرِیْبٍ مِنْ أُذُنَیْهِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ (ابو داؤد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے قریب تک اٹھاتے پھر بعد میں نہ اٹھاتے (یعنی پھر نماز میں کسی اور موقع پر رفع یدین نہ کرتے)

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ أَلَا أُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَلّٰى فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ إِلَّا فِیْ أَوَّلِ مَرَّةٍ (ترمذی)

علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں۔ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھایا مگر صرف پہلی مرتبہ میں (یعنی تحریمہ کے وقت)۔

یہ حدیث نقل کر کے امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں

حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَأَهْلِ الْكُوْفَةِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی (یہ) حدیث حسن ہے (بلکہ پرانے علماء میں سے علامہ ابن حزم اور ابن عدی اور موجودہ دور کے علماء میں سے احمد شاکر اور ناصر الدین البانی اس کو صحیح کہتے ہیں) اور بہت سے اہل علم صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے (کہ رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہے رکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے نہیں ہے) اور یہی قول (امیر المومنین فی الحدیث) سفیان ثوری رحمہ اللہ اور کوفہ کے (دیگر تمام) علماء کا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِیَ بِهِمَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا

(صحیح ابی عوانہ، مسند حمیدی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اپنے مونڈھوں تک اٹھاتے او جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے (یعنی جب رکوع میں جانے لگتے) اور رکوع سے اپنا سر اٹھانے کے بعد (ان دونوں موقعوں پر) آپ اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے (اور رفع یدین نہ کرتے تھے)۔

تنبیہ: اصل بات یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ میں نماز کے اندر متعدد موقعوں پر رفع یدین کرنا سنت تھا مثلاً رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، سجدہ میں جاتے وقت، سجدہ سے اٹھتے وقت، دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے وقت اور سلام کے وقت۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِیَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ فِیْ صَلَاتِهٖ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ (نسائی)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی نماز میں رفع یدین کیا جب آپ نے رکوع کیا اور جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور جب آپ نے سجدہ کیا اور جب آپ نے سجدہ سے اپنا سر اٹھایا۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ (بخاری)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر (تحریمہ) کہتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے (یعنی رفع یدین کرتے) اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب دو رکعتوں کے بعد (تشہد پڑھ کر) اٹھتے تو رفع یدین کرتے اور انہوں نے اس کی نسبت نبی ﷺ کی طرف کی۔

لیکن جس طرح دیگر مواقع میں بالاتفاق رفع یدین کا حکم باقی نہیں رہا اسی طرح رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرنے کا حکم باقی نہیں رہا جس کی دلیل مذکورہ بالا حدیثیں بھی ہیں اور مندرجہ ذیل حدیث بھی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَالِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْ أَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (حجرہ مبارک سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے (اس حال میں کہ ہم نماز کے اندر جو کہ سلام سے پہلے کا موقع ہوتا ہے رفع یدین کر رہے تھے کیونکہ ایک دوسری حدیث کے مطابق تشہد پر نماز مکمل ہو جاتی ہے اور سلام سے آدمی نماز سے نکل رہا ہوتا ہے) آپ نے فرمایا انہیں کیا ہو گیا کہ (نماز کے اندر) اس طرح رفع یدین کر رہے ہیں جیسے بدکے ہوئے گھوڑوں کی دمیں (اٹھی ہوئی) ہوں (کیونکہ جب رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے اور دیگر مواقع پر رفع یدین کرنے کی سنت منسوخ ہو چکی تو اب ان مواقع میں وہ محض لایعنی اور فضول حرکت ہے) لہٰذا نماز کے اندر سکون اختیار کرو (اور ان مواقع میں رفع یدین مت کرو)

رکوع میں جھکے ہوئے ہونے کی کیفیت

عَنْ سَالِمِ الْبَرَّادِ قَالَ أَتَيْنَا عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّ أَبَا مَسْعُوْدٍ فَقُلْنَا لَهُ حَدِّثْنَا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فِي الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ وَ جَافٰى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ (ابوداؤد)

سالم براد رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم (یعنی میں اور میرے ساتھی) حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے ان سے کہا کہ مسجد میں ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کیجئے (یعنی پڑھ کر دکھایئے تو وہ کھڑے ہوئے اور) انہوں نے تکبیر (تحریمہ) کہی۔ پھر جب انہوں نے رکوع

کیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیوں کو گھٹنوں سے نیچے کیا اور اپنی کہنیوں کو (اپنے پہلوؤں سے) دور رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی انگلیوں کو کھول کر رکھا۔

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ إِجْتَمَعَ أَبُوْحُمَيْدٍ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُوْحُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَا هُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ (ترمذی) و فی رواية ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَصُبُّ رَاسَهُ وَلَا يُقْنِعُ (ابو داؤد)

عباس بن سہل رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرات ابوحمید ساعدی اور ابواسید اور سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر کیا تو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر (اس طرح سے) رکھا گویا کہ آپ اپنے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور اپنے بازوؤں کو کمان کی تندی بنا لیا (اور پہلوؤں کو کمان بنا لیا) اور ان (بازوؤں) کو (کہنیوں سمیت) اپنے پہلوؤں سے جدا رکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ (رکوع میں) بالکل اعتدال رکھتے تھے (بایں طور کہ سر اور پشت کو ایک سطح پر رکھتے تھے) اور نہ تو سر کو (پشت سے) نیچے گراتے تھے اور نہ ہی (اس کو پشت سے) اوپر اٹھاتے تھے۔

رکوع میں کیا کہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَكَعَ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى (نسائی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع کیا تو اپنے رکوع میں **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ** کہا اور اپنے سجدہ میں **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى** کہا۔

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَبِّحُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثًا وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا (بزار، طبرانی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ** کی تسبیح تین مرتبہ کہتے تھے اور اپنے سجدہ میں **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى** کی تسبیح تین مرتبہ کہتے تھے۔

فائدہ: رکوع وسجدہ میں پڑھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اور بھی بہت سے دعائیں اور کلمات منقول ہیں جو نسبتاً طویل ہیں۔ چونکہ جماعت کی نماز میں امام کو حکم ہے کہ وہ سب سے کمزور شخص کا لحاظ کر کے نماز پڑھائے اس لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے امام اور مقتدی دونوں صرف

تین دفعہ سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی کہنے پر اکتفا کریں۔ ہاں اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہو خواہ فرض نماز ہو یا سنت یا نفل اس میں جو چاہے اور جتنی چاہے دعا کے منقول کلمات پڑھے۔ چند ایک دعائیں درج ذیل ہیں۔

رکوع اور سجدہ میں سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی (بخاری)

رکوع اور سجدہ میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوحِ (مسلم)

أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَأَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ وَعَلَا نِیَّتَهٗ وَسِرَّهٗ (مسلم)

قومہ میں کیا کہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا أَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ فَإِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا قول (یعنی یہ کہنا) فرشتوں کے یہ کہنے کے موافق ہو جائے تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور مقتدی صرف اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ کہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ أَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (اپنی انفرادی نماز میں) جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو (اس کے بعد) اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ (بھی) کہتے تھے۔

نوٹ: بخاری ہی کی ایک روایت میں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ لہٰذا تینوں طرح سے کہنا جائز ہے یعنی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ.

سجدے کا بیان

سجدہ میں جانے کا طریقہ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ یَضَعُ رُکْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ یَدَیْهِ قَبْلَ رُکْبَتَیْهِ (ترمذی)

حضرت وائل بن حجر رضي الله عنه کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو (زمین پر) اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب آپ (سجدہ سے) کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین سے) اٹھاتے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يُبْرِكْ كَمَا يُبْرِكُ الْبَعِيْرُ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضي الله عنه کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ اس طرح نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے (کہ وہ پہلے کہنیاں موڑ کر اپنے ہاتھ یعنی اگلی ٹانگیں زمین پر رکھتا ہے پھر اس کے بعد اپنی ٹانگوں کو گھٹنے موڑ کر رکھتا ہے)۔

فائدہ: اتنی بات کے آگے حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں **وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ** اور نمازی سجدہ کو جاتے ہوئے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھے۔ لیکن علاوہ اس بات کے کہ ان الفاظ کا مضمون حدیث کے پہلے حصہ کے مضمون کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا ان الفاظ کا ثبوت بھی مشکوک ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے نقل کرنے والے بعض حضرات ان کو سرے سے ذکر ہی نہیں کرتے اور بعض حضرات ان کو اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ **وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ** یعنی سجدہ میں جاتے ہوئے نمازی اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے۔

سجدہ کا طریقہ

عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رضی اللّٰه عنه فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ عَجِيْزَتَهٗ وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْجُدُ (ابوداؤد)

ابواسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت براء بن عازب رضي الله عنه نے ہمیں نماز کا طریقہ بتایا تو انہوں نے اپنے دونوں ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھا اور (کہنیوں کو) اپنے گھٹنوں پر سہارا دیا اور اپنے کولہے اٹھالئے اور کہا رسول اللہ ﷺ اسی طرح سجدہ کیا کرتے تھے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ...... ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهٗ بَيْنَ كَفَّيْهِ (ابوداؤد)

حضرت وائل بن حجر رضي الله عنه کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی...... پھر آپ نے سجدہ کیا اور (اس میں) اپنے چہرے کو (زمین پر) اپنی ہتھیلیوں کے درمیان رکھا۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ (مسلم)

حضرت براء بن عازب رضي الله عنه کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو

(زمین پر) رکھ دو اور اپنی کہنیوں کو (زمین سے) اٹھا لو۔

عَنْ سَعْدٍ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ ونَصْبِ الْقَدَمَيْنِ فِي الصَّلَاةِ (حاکم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز (کے سجدہ) میں دونوں ہتھیلیاں (زمین پر) رکھنے اور دونوں قدموں کو کھڑا رکھنے کا حکم دیا۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ فَرَّجَ أَصَابِعَهُ وَإِذَا سَجَدَ ضَمَّ أَصَابِعَهُ (طبرانی کبیر)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تھے تو اپنی (ہاتھوں کی) انگلیوں کو کھلا رکھتے تھے اور جب سجدہ کرتے تھے تو اپنی انگلیوں کو ملا کر رکھتے تھے۔

عَنْ أَبِي حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ...... رَأَيْتُهُ...... اسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ (بخاری)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا......آپ نے (سجدہ میں) اپنے پاؤں کے اطراف (یعنی ان کی انگلیاں) قبلہ رخ کی ہوئی تھیں۔

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ ...... وَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ فَخِذَيْهِ (ابو داؤد)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ......اور جب رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے تو اپنی رانوں (کو ملا کر نہ رکھتے بلکہ ان) کے درمیان (کچھ) فاصلہ رکھتے اس حالت میں کہ آپ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے کسی حصہ پر رکھے ہوئے نہ ہوتے تھے (یعنی پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھتے تھے)

فائدہ: ابو داؤد کی ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے وَلْيَضُمَّ فَخِذَيْهِ یعنی نمازی اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو قریب رکھے۔ دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ رانوں کے درمیان نہ بہت فاصلہ رکھے اور نہ ان کو بالکل جوڑ کر رکھے۔

عَنْ أَحْمَرَ بْنِ جَزْءٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ عَضُدَيْهِ عن جَنْبَيْهِ حَتّٰى نَاوٰى لَهُ (ابو داؤد) وفي رواية حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبِطَيْهِ (بخاری و مسلم)

ایک صحابی احمر بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے اتنا ہٹا کر رکھتے تھے کہ (اس ہیئت کی مشقت کی وجہ سے) ہم کو آپ پر رحم آتا تھا۔ اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

لیکن اس طرح سے مشقت اٹھانا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَکٰی أَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ لَهٗ مَشَقَّةَ السُّجُوْدِ عَلَیْهِمْ إِذَا انْفَرَجُوْا فَقَالَ اسْتَعِیْنُوْا بِالرُّکَبِ (ابو داؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے اپنے اوپر سجدے کی اس مشقت کو ذکر کیا جب وہ اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھتے تھے تو آپ نے فرمایا اپنے گھٹنوں سے مدد لے لیا کرو (یعنی جب تھک جاؤ تو اپنی کہنیوں کو اپنے گھٹنوں پر ٹکا لیا کرو)۔

عورتوں کے سجدہ کرنے کا طریقہ

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أَبِیْ حَبِیْبٍ أَنَّهٗ ﷺ مَرَّ عَلَی امْرَأَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ إِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَی الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ فِیْ ذٰلِکَ لَیْسَ کَالرَّجُلِ (مراسیل ابی داؤد)

یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتی ہوئی دو عورتوں کے پاس سے گذرے تو (ان سے) فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کو زمین کے ساتھ لگا لیا کرو کیونکہ سجدہ کرنے میں عورت مرد کی مانند نہیں ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْءَ ةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَیْهَا (ابن ابی شیبہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو اس کو چاہئے کہ وہ سمٹ جائے اور اپنی رانوں کو جوڑ لے۔

جلسہ اور قعدہ کا بیان

جلسہ میں بیٹھنے کا طریقہ

عَنْ أَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ مَرْفُوْعًا ثُمَّ یَهْوِیْ إِلَی الْأَرْضِ فَیُجَافِیْ یَدَیْهِ عَنْ جَنْبَیْهِ ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَیَثْنِیْ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَیَقْعُدُ عَلَیْهَا .... ثُمَّ یَسْجُدُ (ابو داؤد)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ ﷺ کا نماز پڑھنے کا طریقہ بتاتے ہوئے) کہا کہ آپ ﷺ (اللہ اکبر کہنا شروع کر کے سجدہ کے لئے) زمین کی طرف جھکتے اور اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر (سجدہ سے فارغ ہو کر) اپنا سر اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑ (کر بچھا) لیتے اور اس پر بیٹھ جاتے اور اپنا داہنا پاؤں کھڑا کر لیتے اور دعا پڑھتے) پھر (دوسرا) سجدہ کرتے۔

جلسہ میں ذکر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ

وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں یہ) کہتے تھے أَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ عَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (یعنی اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت پر رکھ اور مجھے رزق عطا فرما)۔

جلسہ استراحت کا ترک

جلسۂ استراحت اس کو کہتے ہیں کہ نمازی جب پہلی یا تیسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہو کر اٹھنے لگے تو پہلے مختصر سا جلسہ کر لے یعنی ذرا سی دیر کو بیٹھ جائے۔ چونکہ اس سے کچھ راحت و آرام مل جاتا ہے اس لئے اس کو جلسۂ استراحت یعنی راحت حاصل کرنے کا جلسہ کہتے ہیں۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِیْ عَیَّاشٍ قَالَ أَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَکَانَ إِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ فِیْ أَوَّلِ رَکْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ (ابن ابی شیبہ)

نعمان بن ابی عیاش رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ کو پایا کہ جب وہ پہلی اور تیسری رکعت میں (دوسرے) سجدہ سے سر اٹھاتے تو ویسے ہی (سیدھے) کھڑے ہو جاتے اور (استراحت کیلئے) بیٹھتے نہ تھے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ أَنَّ أَبَا مَالِکٍ الْأَشْعَرِیَّ جَمَعَ قَوْمَهٗ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْأَشْعَرِیِّیْنَ اجْتَمِعُوْا وَأَجْمِعُوْا نِسَائَکُمْ وَأَبْنَاءَ کُمْ أُعَلِّمْکُمْ صَلَاةَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی لَنَا بِالْمَدِیْنَةِ ...... ثُمَّ کَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ کَبَّرَ فَرَفَعَ رَاسَهٗ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ کَبَّرَ فَا نْتَھَضَ قَائِمًا (احمد)

عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ کو جمع کیا اور کہا اے قبیلہ اشعر کے لوگو خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی جمع کر لو۔ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سکھاتا ہوں جو آپ نے ہمیں مدینہ (منورہ) میں پڑھائی۔ (پھر تفصیل سے اس کو ذکر کیا جس میں یہ بھی ذکر کیا کہ) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور سجدہ میں چلے گئے پھر تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھایا۔ پھر تکبیر کہہ کر (دوسرے) سجدہ میں چلے گئے پھر تکبیر کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے (اور جلسہ استراحت نہیں کیا)

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَ ةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ یُصَلِّیْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ ...... ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی جبکہ رسول

اللہ ﷺ مسجد کے ایک گوشہ میں (تشریف فرما) تھے۔ (اس شخص نے جلدی جلدی میں اس طرح سے نماز پڑھی کہ رکوع وسجدہ وغیرہ کوئی عمل بھی تسلی سے نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو تفصیل سے نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا جس کے آخر میں یہ بھی فرمایا) پھر اطمینان سے سجدہ کرو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر سیدھے اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کرو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جائے۔ پھر ایسے ہی اپنی پوری نماز میں کرو۔

بعض حدیثوں میں جو جلسہ استراحت مذکور ہے تو وہ عذر کی وجہ سے تھا۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ إِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا (ابو داؤد).

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب اپنی نماز کی طاق (یعنی پہلی یا تیسری) رکعت میں ہوتے تو (اس کے سجدہ سے فارغ ہوکر) نہ اٹھتے تھے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے تھے۔ (اور جب اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اصولی طور پر جلسہ استراحت نہیں ہے تو اس حدیث میں مذکور جلسہ کسی عذر کی وجہ سے ہی ہوگا)۔

سجدے سے اٹھتے وقت بلا عذر اپنے ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ (ابو دائود)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی جب نماز میں (بیٹھ کر یا سجدہ کرکے) اٹھے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) ٹیکے

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں **إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ** (ابن ابی شیبہ) یعنی اگر آدمی بہت بوڑھا ہو جو ہاتھ ٹیکے بغیر کھڑا نہ ہو سکے تو وہ (اس ممانعت سے) مستثنیٰ ہے۔

دونوں قعدوں میں بیٹھنے کا طریقہ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِيْ لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى يَعْنِيْ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى (ترمذی)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مدینہ (منورہ) آیا تو میں نے (خود سے) کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو (جب آپ نماز پڑھتے ہوں گے) ضرور دیکھوں گا۔ (تو میں نے یہ بھی دیکھا کہ) جب آپ تشہد کے لئے بیٹھے تو آپ نے اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور (اس پر بیٹھ کر) اپنا بایاں ہاتھ

اپنی بائیں ران پر رکھ لیا اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ کَانَ یَرَی عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ یَتَرَبَّعُ فِی الصَّلٰوۃِ اِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُہٗ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ حَدِیْثُ السِّنِّ فَنَھَانِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ اِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَتُثْنِیَ الْیُسْرٰی فَقُلْتُ اِنَّکَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ فَقَالَ رِجْلَایَ لَا تَحْمِلَانِیْ

(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے کہ جب وہ نماز میں (تشہد کے لئے) بیٹھتے تو چوکڑی مار کر بیٹھتے۔ کہتے ہیں کہ میں نوعمر تھا تو میں بھی (یہ خیال کر کے کہ بیٹھنے کا یہ بھی طریقہ ہے) ویسے ہی بیٹھنے لگا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے روکا اور فرمایا نماز میں (بیٹھنے کا) سنت طریقہ فقط یہ ہے کہ تم اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور بایاں پاؤں موڑ لو۔ میں نے کہا آپ بھی تو یہی کرتے ہیں (کہ چوکڑی مار کر بیٹھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاؤں (بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے) میرا بوجھ نہیں اٹھا پاتے۔ (اس وجہ سے میں ایسے بیٹھتا ہوں تمہیں تو کوئی عذر نہیں لہٰذا ایسے مت بیٹھو)۔

معذوری میں بیٹھنے کا طریقہ

1- چوکڑی مار کر بیٹھنا

اوپر کی حدیث میں ذکر ہوا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے ان سے کہا

اِنَّکَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ فَقَالَ رِجْلَایَ لَا تَحْمِلَانِیْ (بخاری)

آپ بھی تو چوکڑی مار کر بیٹھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا (میرا عذر یہ ہے کہ بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے) میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پاتے۔

2- تورک سے بیٹھنا

اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے بائیں کولہے پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں داہنی جانب کو نکال لے یا بائیں پاؤں کو داہنی جانب نکال لے اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر لے۔

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ...... فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ جَلَسَ عَلٰی رِجْلِہِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ قَدَّمَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْاُخْرٰی وَقَعَدَ عَلٰی مَقْعَدَتِہٖ (بخاری)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ

تفصیل سے بتایا۔اس میں یہ بھی ذکر کیا کہ) جب آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد (پہلے قعدہ میں) بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا کرلیا۔اور جب آپ آخری رکعت پر بیٹھے تو آپ نے اپنا بایاں پاؤں (دائیں جانب کچھ) آگے کو کیا اور دوسرا (یعنی داہنا) پاؤں کھڑا کیا اور اپنے (بائیں) کولہے پر بیٹھ گئے۔

فائدہ: پہلا قعدہ چونکہ چھوٹا اور مختصر ہوتا ہے اس لئے اس میں تو آپ ﷺ اصل طریقے کے مطابق بیٹھ گئے اور آخری قعدہ چونکہ طویل ہوتا ہے اور معذوری کی وجہ سے اتنی دیر بیٹھنا مشکل تھا اس لئے آخری قعدہ میں تورک کیا۔

3- پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا

عَنْ طَاؤسٍ قَالَ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ. (مسلم)

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایڑیوں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت ہے (یعنی معذوری میں سنت سے اس کا جواز ہے) کہتے ہیں ہم نے ان سے کہا کہ ہم تو اس طرح سے بیٹھنے کو آدمی کے لئے گنوار پن سمجھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا (تمہارا اس طرح خیال کرنا صحیح نہیں ہے) بلکہ یہ تو تمہارے رسول ﷺ کا (معذوری میں) طریقہ ہے۔

تشہد کا بیان

قعدہ میں تشہد

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ إِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس حال میں کہ میرا ایک ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا (یعنی آپ اپنے ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور اتنے ہی اہتمام سے سکھایا) جس اہتمام سے آپ مجھے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔(سکھانے کے لئے) آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے تو یہ کہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ جب وہ کلمات کہے گا تو یہ دعا آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے کو پہنچے گی۔ (اس کے بعد یوں کہو) أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

پہلے قعدہ میں تشہد سے زائد نہ پڑھے اور آخری قعدہ میں دعا کا اضافہ کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ فِيْ وَسْطِ الصَّلَاةِ وَفِيْ آخِرِهَا قَالَ ثُمَّ إِنْ كَانَ فِيْ وَسْطِ الصَّلَاةِ نَهَضَ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِهٖ وَإِنْ كَانَ فِيْ آخِرِهَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِهٖ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدْعُوَ ثُمَّ يُسَلِّمَ (احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے نماز کے بیچ میں اور نماز کے آخر میں پڑھا جانے والا تشہد سکھایا...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اگر نماز کے بیچ میں (یعنی پہلے قعدہ میں) ہوتے تو جب تشہد (کے پڑھنے سے) فارغ ہوتے تو کھڑے ہو جاتے اور اگر آخر نماز میں (یعنی آخری قعدہ میں) ہوتے تو تشہد کے بعد (اور درود کے بعد) جو اللہ سے چاہتے دعا کرتے پھر سلام پھیرتے۔

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَدْعُوْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَجَّلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ أَوْلِغَيْرِهٖ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ مَا شَاءَ (ترمذی)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے ایک شخص کو اپنی نماز میں دعا کرتے دیکھا (لیکن) اس نے (اس سے پہلے) نبی ﷺ پر درود نہیں پڑھا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا اس شخص نے (دعا کرنے میں) جلدی کی (کیونکہ اس کو چاہئے تھا کہ دعا سے پہلے درود کہتا) پھر آپ نے اس شخص کو بلایا اور اس سے یا دوسرے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اللہ کی حمد کرنے اور اس کی ثنا کرنے سے ابتدا کرے (اور چونکہ قعدہ میں حمد وثنا تشہد ہے لہٰذا اس کے بعد) پھر نبی ﷺ پر دورد کہے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

تشہد کو بغیر آواز کے پڑھے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُّخْفِيَ التَّشَهُّدَ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تشہد کو مخفی طور پر (یعنی بغیر آواز کے) پڑھنا (رسول اللہ ﷺ کی) سنت ہے۔

تشہد پڑھنا واجب ہے درود اور دعا واجب نہیں سنت ہے

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمَرَةَ قَالَ...... وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ

فِی الصَّلَاۃِ...... إِذَا قُلْتَ ھٰذَا أَوْ قَضَیْتَ ھٰذَا فَقَدْ قَضَیْتَ صَلَاتَکَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ (ابوداؤد)

قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑا اور ان کو نماز کا تشہد سکھایا (ان سے فرمایا) جب تم یہ کہہ لو (یعنی تشہد پڑھ لو) یا فرمایا اس (تشہد) کو پورا کرلو تو تم نے اپنی نماز پوری کرلی (کیونکہ نماز کے ارکان جن میں سے ایک آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنا ہے سارے پورے ہو چکے۔ اس سے معلوم ہوا سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا نماز کا رکن نہیں ہے البتہ واجب ہے) اگر تم (نماز سے نکل کر) کھڑے ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور اگر چاہو کہ (نماز میں بیٹھے رہو (اور درود اور دعا وغیرہ کہو) تو بیٹھے رہو۔

تشہد کے بقدر آخری قعدہ کی فرضیت

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَھُّدِ ثُمَّ أَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّ صَلَاتُہٗ (بیہقی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب (آخری قعدہ میں) نمازی تشہد کی مقدار کے بقدر بیٹھ چکے (اگرچہ تشہد نہ پڑھا ہو) پھر اس کا وضو ٹوٹ جائے (تو چونکہ نماز کے سارے ارکان پورے چکے لہٰذا) اس کی نماز پوری ہوگئی (لیکن نماز کو کمال درجے میں رکھنے کے لئے نمازی وضو کرکے آئے اور سلام کے الفاظ کے ساتھ نماز سے نکلے)۔

تشہد میں کلمہ کی انگلی سے اشارہ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ثُمَّ جَلَسَ ...... وَقَبَضَ ثِنْتَیْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَۃً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَہٗ فَرَأَیْتُہٗ یُحَرِّکُھَا یَدْعُوْبِھَا. (ابوداؤد و دارمی)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ (کی نماز کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے) کہا پھر آپ بیٹھے اور (اپنی) دو انگلیوں (چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی) کو بند کرلیا اور (اپنی بیچ کی انگلی سے انگوٹھے کو پکڑ کر) حلقہ سا بنا لیا پھر اپنی کلمہ کی انگلی کو اٹھایا اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اس انگلی کو حرکت دے رہے تھے (یعنی بعد میں آپ نے انگلی کو کچھ نیچے گرا دیا) اور اس کے ساتھ اپنی دعا (یعنی تشہد) میں اشارہ کر رہے تھے (اور چونکہ یہ کسی حدیث میں منقول نہیں کہ آپ اپنی انگلیوں کو دوبارہ کھول لیتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کو ختم کر دیتے اس لئے یہی سمجھا جائے گا کہ قعدہ کے ختم تک اشارہ برقرار رہتا تھا)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُشِیْرُ بِإِصْبَعِہٖ إِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُھَا (ابوداؤد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب تشہد پڑھتے تو اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے اور اس کو (مسلسل) حرکت نہ دیتے۔

انگشت شہادت سے اشارہ کے کچھ اور منقول طریقے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ ...... وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّ خَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو (اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں میں سے چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی اور بیچ کی انگلی ان تینوں کو بند کر لیتے اور انگشت شہادت کو کھلا چھوڑتے اور اس کی جڑ کے ساتھ انگوٹھے کو ملاتے اور اس طرح سے گنتے کی ہیئت میں) تریپن کا عدد بناتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ...... وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى (مسلم)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب بیٹھ کر دعا (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ پر مشتمل تشہد) پڑھتے تو اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے اور اپنے انگوٹھے کو اپنی بیچ کی بند انگلی پر رکھ لیتے۔ (اپنی چھنگلی کو اور ساتھ والی انگلی کو اور بیچ والی انگلی کو بند کر لیتے)۔

عَنْ نُمَيْرِ الْخُزَاعِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى رَافِعًا إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ قَدْ حَنَاهَا شَيْئًا (ابوداؤد)

حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے داہنے بازو کو اپنی داہنی ران پر رکھے ہوئے ہیں اور اپنی انگشت شہادت کو اٹھائے ہوئے ہیں (البتہ اس کو بالکل سیدھا نہیں کیا بلکہ) اس کو کچھ قوس نما کئے ہوئے ہیں۔

قعدہ میں نظر کہاں ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ (ابوداؤد).

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ کی نگاہ آپ کے اشارہ سے متجاوز نہیں ہوتی تھی (کہ آسمان کی طرف اٹھ جائے یا سامنے چلی جائے بلکہ آپ کی نگاہ اشارہ والی انگلی پر رہتی تھی)۔

درود کا بیان

تشہد کے بعد درود کیسے پڑھے

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلِ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ يُسَلَّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ أَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ (بخاری)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ پر یعنی اہل بیت پر درود کیسے (یعنی کن الفاظ میں) پڑھا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (ہمیں آپ پر صلوٰۃ اور سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ان میں سے آپ کی زبانی) ہمیں (تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کے الفاظ میں) یہ تو سکھا دیا کہ آپ پر سلام کیسے پڑھا جائے۔ اب آپ ہمیں یہ بھی سکھا دیں کہ آپ پر صلوٰۃ یعنی درود کن الفاظ میں پڑھیں) آپ ﷺ نے فرمایا (نماز میں ہو یا غیر نماز میں یوں) کہو اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّد كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

فائدہ: سند پر کسی قسم کا کلام نہ ہونے کی وجہ سے درود کے خاص انہی الفاظ کو پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر کوئی دوسرے منقول الفاظ میں درود پڑھ لے تو وہ بھی جائز ہے۔

عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلَاتِنَا قَالَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ إِذَا أَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ (بیهقی)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اس حال میں کہ ہم بھی آپ کے پاس ہی تھے اور کہا اے

اللہ کے رسول جہاں تک آپ پر سلام کہنے کا تعلق ہے اس کو تو ہم نے جان لیا ہے (کہ کن الفاظ سے کہیں) البتہ (ہمیں یہ سکھا دیجئے کہ) جب ہم اپنی نماز میں درود پڑھیں تو آپ پر کیسے (یعنی کن الفاظ میں) درود پڑھیں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنی دیر تک) خاموشی اختیار کی کہ ہمیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرانی خیال کرکے) یہی اچھا معلوم ہوا کہ (کاش) وہ شخص آپ سے سوال ہی نہ کرتے۔ پھر (بالآخر) آپ نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھو تو یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

درود کے بعد کچھ منقول دعائیں

عَنْ أَبِیْ بَکْرِ الصِّدِیْقِ أَنَّهُ قَالَ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ قُلْ اللّٰھُمَّ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ إِنَّکَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے جو میں اپنی نماز میں کہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو۔ اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ إِنَّکَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنی اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا (کہ اس پر گناہوں کا بڑا بوجھ لاد دیا) اور گناہوں کو بخشنے والے تو صرف آپ ہی ہیں تو آپ اپنی بخشش سے مجھے بخش دیجئے اور مجھ پر رحم فرمائیے۔ بلاشبہ آپ ہی بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔

عَنْ عَائِشَۃَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَدْعُوْ فِی الصَّلَاۃِ اللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ فِتْنَۃِ الْمَمَاتِ أَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (تشہد اور درود کے بعد) یہ دعا مانگتے تھے۔ أَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَفِتْنَۃِ الْمَمَاتِ أَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ یعنی اے اللہ میں آپ کی پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں دجال کے فتنہ سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں زندگی کے فتنہ سے اور موت کے (وقت) کے فتنہ سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں گناہ سے

اور قرض سے۔

فائدہ: نماز کے اندر دعا میں ایسی چیزیں مانگنا جو آدمی دوسرے آدمیوں سے بھی مانگ سکتا ہے صحیح نہیں کیونکہ وہ لوگوں کی گفتگو کی طرح ہے جو نماز کے لائق نہیں۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ...... ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ. إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ (مسلم)

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نماز میں لوگوں کی کسی قسم کی گفتگو صحیح نہیں (لہٰذا اس میں اس قسم کی دعا بھی جائز نہیں کہ اے اللہ میرا نکاح کرا دیجئے کیونکہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے بھی یہ بات کہہ سکتا ہے لہٰذا یہ لوگوں کی گفتگو کے قبیل سے ہوئی جو نماز میں صحیح نہیں) نماز تو صرف تسبیح اور تکبیر اور قراءت قرآن (یعنی ان پر مشتمل اوراد) کا نام ہے۔

سلام کا بیان

نماز سے سلام کے ساتھ نکلنا واجب ہے

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اس کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس کی تحلیل (یعنی نماز میں جن چیزوں کا کرنا حرام ہو گیا تھا ان کے کرنے کو حلال کرنے والی چیز) تسلیم ہے (یعنی دائیں بائیں چہرہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا ہے)۔

فائدہ: سلام کے ساتھ نماز سے نکلنے کے واجب ہونے کی دلیل پہلے گذری ہوئی یہ حدیث ہے کہ جب تم تشہد پورا کرلو یا اتنی دیر بیٹھے رہو تو تمہاری نماز مکمل ہوگئی جس سے معلوم ہوا کہ نماز کا کوئی رکن اور کوئی شرط باقی نہیں رہی جبکہ فرضیت ان دو کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا سلام کے ساتھ نکلنا واجب ہوا فرض نہیں۔

سلام کی کیفیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں جانب اور اپنی بائیں جانب سلام کہتے تھے (اور اس میں یہ کلمات کہتے تھے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ (مسلم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام کہتے ہوئے چہرے کو موڑتے تھے یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار کی سفیدی کو دیکھ لیتا تھا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سلام میں مدنہ کرنا سنت ہے۔

فرض نماز کے بعد دعا

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْأَخِيْرِ وَ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَةِ. (ترمذی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول کونسی دعا سب سے زیادہ سنی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (وہ دعا جو) رات کے آخری حصہ میں کی جائے اور جو فرض نمازوں کے بعد ہو۔

سلام کے بعد چند ورد اور دعائیں

عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب (فرض نماز کا) سلام پھیرتے تو (تقریباً) اتنی دیر بیٹھتے جتنی دیر میں اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ (اور دیگر منقولہ چھوٹے چھوٹے ورد) کہہ لیتے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا (مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب اپنی (فرض) نماز سے پھرتے (یعنی سلام پھیرتے) تو تین مرتبہ استغفر اللہ کا کلمہ کہتے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ (دعائیہ کلمات) کہتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ اے اللہ میرے لئے بخش دیجئے وہ گناہ جو میں نے پہلے کئے اور جو میں نے

بعد میں کئے اور جو میں نے چھپا کر کئے اور جو میں نے اعلانیہ کئے جن سے آپ مجھ سے زیادہ باخبر ہیں آپ ہی (اپنے انبیاء اور اولیاء کو اپنے سے تقرب میں) آگے کرنے والے ہیں اور آپ ہی (اپنے دشمنوں کو اپنے سے دور اور) پیچھے کرنے والے ہیں۔

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْىَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَرَأٰى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ قَبْلَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْهَا قَالَ لَهٗ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ

(ابن ابی شیبہ)

محمد بن یحییٰ اسلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں ...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز سے فارغ ہونے (یعنی سلام پھیرنے) سے پہلے وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر (آخری قعدہ میں درود پڑھنے کے بعد کی اور سلام سے پہلے کی) دعا کر رہا ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دعا کے لئے) اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو لیتے (فارغ ہو کر اور سلام پھیر کر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو دعا مانگتے وہ ہاتھ اٹھا کر مانگتے)

عَنِ الْأَسْوَدِ الْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ انْصَرَفَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا (ابن ابی)

اسود عامری کے والد کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے اپنا رخ پھیر لیا (اور مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں رخ کر کے بیٹھ گئے) اور اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔

تنبیہ: 1- نماز خواہ فرض ہو یا نفل اس کے بعد دعا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ چونکہ اس وقت خاص دعا کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں اس لئے اس دعا میں ہاتھ اٹھانا ایک تو ضابطہ کے مطابق بھی ہے، دوسرے پہلی حدیث میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر مطلق نماز کے بعد ہے کسی خاص نماز کی تخصیص نہیں تیسرے دوسری حدیث اگرچہ ضعیف بھی ہو لیکن اس کے مضمون کے دوسری روایات کے موافق ہونے کی وجہ سے اس کو قوت حاصل ہے جبکہ کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں کے بعد دعا میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے، چوتھے اس پر تواتر عملی چلا آتا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ فقہاء ہر دور میں اس کو ذکر کرتے آئے ہیں۔

2- جب فرض نماز کے بعد امام اور مقتدی دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے تو لامحالہ اجتماعی صورت بن جائے گی جو کسی دلیل سے بھی ممنوع نہیں۔ اصل یہی ہے کہ سب اپنی اپنی دعا مانگیں اور ایک ہی

وقت میں سب شروع کر دیں اور ایک وقت میں سب ختم کریں اس کا التزام نہ کیا جائے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ عوام دعا کے مضامین سے بھی اچھی طرح واقف نہیں اور وہ بہت سی دعاؤں سے محروم رہتے ہیں اگر امام اونچی آواز سے دعائیہ کلمات کہے اور مقتدی آمین کہیں تو اس کی گنجائش ہے جس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے آواز سے دعا کہی اور نبی ﷺ نے اس پر آمین کہا۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُحْضُرُوا الْمِنبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ آمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ آمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ آمِيْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْکَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَاكُنَّا نَسْمَعُهُ قَالَ إِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْلَهُ قُلْتِ آمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةِ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْکَ قُلْتُ آمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَکَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَ هُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ آمِيْنَ. (حاکم)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ منبر کے قریب ہو گئے۔ جب آپ منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین اور جب دوسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین اور جب تیسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب آپ (ہدایات دے کر فارغ ہوئے اور) نیچے اترے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول آج ہم نے آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (جب میں نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو) جبرئیل میرے سامنے آئے اور انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان (کا مہینہ) پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی (اس پر) میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا (نام) ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے (اس پر بھی) میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچیں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں (اس پر بھی) میں نے کہا آمین۔

دعا کے کچھ آداب

عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَدَّ يَدَيْهِ فِى الدُّعَاءِ لَمْ يَرُدَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا میں اپنے ہاتھ پھیلاتے تھے تو ان کو واپس نہ

لوٹاتے تھے یہاں تک کہ ان کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّسْأَلَ اللّٰهَ شَيْئًا فَلْيَبْدَأْ بِمَدْحِهٖ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ لْيَسْأَلْ بَعْدُ فَإِنَّهٗ أَجْدَرُ أَنْ يَّنْجَحَ أَوْيُصِيْبَ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگنے کا ارادہ کرے تو وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی مدح اور اس کی شایان شان ثنا کرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد اپنا سوال کرے کیونکہ (اس طریقے سے) دعا زیادہ لائق ہے کہ قبول کی جائے۔

باب: 14

نماز میں کیا چیزیں مکروہ ہیں

انگڑائی لینا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی أَنْ يَّتَمَطَّى الرَّجُلُ فِی الصَّلَاةِ (دارقطنی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ آدمی نماز میں انگڑائی لے۔

نماز میں جمائی لینا

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ كَانَ رَأٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فِی الصَّلَاةِ (الطبرانی فی الکبیر)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں جمائی لینے کو ناپسند کرتے دیکھا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ التَّثَاؤُبُ فِی الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاؤَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ. (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز میں جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے (شیطان کی طرف نسبت اس وجہ سے ہے کہ وہ نماز میں سستی کی باتوں کو پسند کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے نماز میں کوتاہی کروائے اور بسا اوقات منہ سے کچھ آواز والفاظ نکلوا کر نماز ہی کو تڑوا دے) تو (شیطان کے مقصد سے بچنے کے لئے اور اپنی نماز کی حفاظت کے لئے) جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ جہاں تک ہو سکے اپنے منہ کو بند رکھے۔

ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰی رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ أَصَابِعَهُ فِی الصَّلَاةِ فَفَرَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَصَابِعِهِ (ابن ماجه)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے نماز میں ایک ہاتھ کی انگلیاں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال رکھی ہیں ہے تو آپ ﷺ نے اس کی انگلیاں کھول دیں۔

انگلیاں چٹخانا

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُفَقِّعْ أَصَابِعَکَ وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ (ابن ماجه)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کے دوران اپنی انگلیوں کو مت چٹخاؤ۔

بلاضرورت آنکھیں بند کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يُغْمِضَنَّ عَيْنَيْهِ (طبرانی فی الثلاثة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو وہ اپنی آنکھوں کو بند نہ کرے۔

اوپر آسمان کی طرف دیکھنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ أَوْلَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف (یعنی اوپر کی طرف) اٹھاتے ہیں وہ (اپنی اس حرکت سے) باز آجائیں (کیونکہ نماز میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہیں اور اس حالت میں نظریں اوپر اٹھانا بے ادبی اور بے التفاتی ہے) ورنہ (ہوسکتا ہے کہ اس نامناسب حرکت کی پاداش میں) ان کی نظریں (چھین لی جائیں اور) ان کی طرف نہ لوٹیں۔

نماز میں چہرہ ادھر ادھر گھمانا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ اِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر چہرہ گھمانے کے بارے میں پوچھا (کہ یہ کیسا فعل ہے) آپ ﷺ نے فرمایا یہ اچکنا ہے جو شیطان بندے کی نماز میں کرتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلَاۃِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلَاۃِ ھَلَکَۃٌ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ لَا فِی الْفَرِیْضَۃِ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے نماز میں ادھر ادھر چہرہ گھمانے سے بچو کیونکہ نماز میں ادھر ادھر چہرہ گھمانا ہلاکت (کا سبب) ہے (کیونکہ فرض نماز میں یہ حرکت اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں ہے البتہ نفلی نماز میں کچھ رعایت ہے) لہٰذا اگر مجبوراً گھمانا ہی پڑے تو نفلی نماز میں تو کرلو فرض نماز میں (بالکل) نہ کرو۔

گھٹنے اٹھا کر سرین پر بیٹھنا

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ أَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ ﷺ بِثَلَاثٍ وَنَھَانِیْ عَنْ ثَلَاثٍ فَنَھَانِیْ عَنْ...... إِقْعَاءٍ کَإِقْعَاءِ الْکَلْبِ ...... (احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کا حکم دیا اور تین باتوں سے مجھے روکا (جن تین باتوں سے) آپ نے مجھے روکا (ان میں سے ایک یہ ہے) کہ میں کتے کی طرح بیٹھنا نہ بیٹھوں۔ (جس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین زمین پر ٹکا کر بیٹھ جائے (اپنے گھٹنوں کو اٹھا کر سینے کے ساتھ لگالے اور اپنے ہاتھ زمین پر رکھ دے)۔

بلا مجبوری کے ایڑیوں کے بل بیٹھنا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْھٰی عَنْ عُقْبَۃِ الشَّیْطَانِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ شیطان کی ایڑی (یعنی پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں کے بل بیٹھنے) سے منع فرماتے تھے۔

پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلَاۃِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔

پیروں اور ٹانگوں کو جوڑ کر رکھنا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَا یُصَلِّیْ أَحَدُکُمْ وَھُوَ ضَامٌّ وَرِکَیْہِ (مؤطا مالک)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس نے اپنے سرینوں کو جوڑا ہوا ہو (جو اس طرح سے ہوتا ہے کہ آدمی اپنے پیروں اور ٹانگوں کو بالکل جوڑ کر رکھے۔ تو اس طرح سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیروں کو جوڑ کر کھڑے ہونے سے منع فرمایا)

چوکڑی مار کر بیٹھنا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَأَنْ يَّجْلِسَ الرَّجُلُ عَلَى الرَّضْفَتَيْنِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَّجْلِسَ فِى الصَّلَاةِ مُتَرَبِّعًا (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی دو انگاروں پر بیٹھا ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھے (جب کہ اس کوئی مجبوری نہ ہو)۔

بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھوں کو ٹیکنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِى الصَّلَاةِ وَفِىْ رِوَايَةٍ نَهٰى أَنْ يَّجْلِسَ الرَّجُلُ فِى الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلٰى يَدَيْهِ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا کہ آدمی جب نماز میں کھڑا ہو تو (بلا ضرورت) اپنے ہاتھوں (کو زمین سے لگا کر ان) پر سہارا لے۔ اور ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہ آدمی نماز میں اس طرح بیٹھے کہ ہاتھوں (کو زمین سے لگا کر ان) پر سہارا لے۔

بار بار کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنا

عَنْ مُعَيْقِيْبٍ أَنَّ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَمْسَحِ الْحَصٰى وَأَنْتَ تُصَلِّىْ فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَوَاحِدَةً (بخاری و مسلم)

حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز پڑھ رہے ہو تو (مسجد میں بچھی) کنکریوں کو مت الٹ پلٹ کرو۔ اور اگر (سجدہ کرنے کی خاطر) تمہارا (کنکریوں پر) ہاتھ پھیرنا ضروری ہو تو بس ایک دفعہ پھیر لو۔

مرد کا اپنے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى أَنْ يُّصَلِّىَ الرَّجُلُ وَ رَاسُهٗ مَعْقُوْصٌ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ مرد اپنے سر کے بالوں کی چوٹی گوندھ کر یا اس کا جوڑا باندھ کر یا بالوں کو سر کے اوپر جمع کر کے ان کو باندھ کر نماز پڑھے۔

فائدہ: معقوص کے تین معنی ہیں جو ترجمے میں ذکر کئے گئے ہیں اور تینوں ہی مراد ہیں۔

بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أُمِرْتُ أَنْ...... لَا أَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں

(نماز میں مٹی سے بچانے کی خاطر اپنے) بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔

کپڑوں کا سدل اور منہ کو ڈھانپنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلَاةِ وَأَنْ یُغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاهُ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل کرنے سے اور آدمی کو اپنا چہرہ ڈھانپنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: کپڑے کو خلاف دستور پہننا یعنی اس کو پہننے کا جو طریقہ مہذب لوگوں میں رائج ہو اس کے خلاف پہننے کو سدل کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانہ پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔ اسی طرح ذیل کی حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَیْنِ وَاللِّبْسَتَانِ: إِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ أَنْ یَجْعَلَ ثَوْبَهٗ عَلٰی أَحَدِ عَاتِقَیْهِ فَیَبْدُوْ أَحَدُ شِقَّیْهِ لَیْسَ عَلَیْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرٰی إِحْتِبَاءُهٗ وَهُوَ جَالِسٌ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دو طرح سے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے کپڑے کو صرف ایک کندھے پر ڈال لے اور اس طرف کے جسم پر کپڑا پڑا رہے لیکن) جسم کا دوسرا حصہ کھلا رہے اس پر کپڑا نہ ہو۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اوپر کپڑا ڈال کر بیٹھے لیکن شرمگاہ پر کچھ کپڑا نہ ہو (جس میں یہ خطرہ رہتا ہے کہ اگر آدمی کہیں گر گیا تو اس کا سارا ستر لوگوں کے سامنے کھل جائے گا)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُصَلِّیَنَّ أَحَدُ کُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی (جبکہ اس کے پاس دو کپڑے ہوں) ایک کپڑے میں اس طرح سے نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر اس کپڑے کا کچھ حصہ نہ ہو (اور اوپر کا جسم بالکل ننگا ہو)۔

ننگے سر نماز پڑھنا کیونکہ یہ نبی ﷺ اور صحابہ کے عام معمول کے خلاف ہے

قَالَ الْحَسَنُ کَانَ الْقَوْمُ یَسْجُدُوْنَ عَلَی الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَیَدَاهُ فِیْ کُمِّهٖ. (بخاری)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں صحابہ (گرمی کے موسم میں جب کہ مسجد کا فرش خوب گرم ہوتا تھا) اپنے عماموں اور ٹوپیوں (کو ماتھے پر کر کے ان) پر سجدہ کرتے تھے اور سجدے کے وقت ہاتھوں کو فرش کی تپش سے

بچانے کے لئے یہ تدبیر کرتے تھے کہ) ان کے ہاتھ آستینوں کے اندر رہتے تھے۔

فائدہ: سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کا عمل صحابہ کے دور سے امت میں تواتر کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ ننگے سر نماز پڑھنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَائِمِ وَبِغَيْرِ الْعَمَائِمِ وَ يَلْبَسُ الْعَمَائِمَ بِغَيْرِ الْقَلَانِسِ وَكَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ الْيَمَانِيَةَ وَ هُنَّ الْبِيضُ الْمُضَرَّبَةُ وَيَلْبَسُ ذَوَاتَ الْأَذَانِ فِي الْحَرْبِ وَكَانَ رُبَمَا نَزَعَ قَلَنْسُوَتَهُ فَجَعَلَهَا سُتْرَةً بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ (كنز العمال)

نبی ﷺ ٹوپی پہنتے تھے عمامہ کے ساتھ بھی اور عمامہ کے بغیر بھی اور ٹوپی کے بغیر بھی عمامہ باندھ لیتے تھے اور آپ یمنی ٹوپی بھی استعمال کرتے تھے جو سفید اور سلی ہوئی ہوتی تھی اور جنگ میں کانوں (کو ڈھاپنے) والی ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی کبھی آپ اپنی ٹوپی اتار کر اس کو سترہ کے طور پر اپنے سامنے رکھ لیتے اور نماز پڑھتے۔

اس حدیث کو مستقل معمول کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنے پر دلیل بنانا صحیح نہیں کیونکہ رُبَمَا کا لفظ تقلیل کے لئے ہے یعنی کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ پھر اس میں یہ ذکر نہیں کہ نبی ﷺ ٹوپی اتار کر ننگے سر نماز پڑھتے تھے بلکہ قوی احتمال ہے کہ ٹوپی اتار کر صرف عمامہ باندھ لیا ہو جیسا کہ حدیث کے شروع کے حصہ میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ ٹوپی کے بغیر بھی عمامہ باندھ لیتے تھے۔

جب پیشاب پاخانہ کا زور ہو

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز (کا کمال) نہیں ہے جبکہ کھانا حاضر ہو (اور بھوک زور کی لگی ہو) اور نہ ہی جبکہ پیشاب اور پاخانہ کا زور ہو۔

فائدہ: کمال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان حالتوں میں ذہن ان چیزوں کی طرف لگا رہے گا اور قلبی فراغت اور ذہنی یکسوئی نہ ہوگی جو نماز کے خشوع کے لئے ضروری ہے۔

بلا ضرورت تنہا امام کا مقتدیوں سے ڈیڑھ فٹ یا زائد اونچا کھڑے ہونا

عَنْ هَمَّامٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ أَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ عَلٰى دُكَّانٍ فَأَخَذَ أَبُوْمَسْعُوْدٍ بِقَمِيْصِهٖ فَجَبَذَهٗ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرْتُ حِيْنَ مَدَدْتَنِيْ (ابو داؤد)

ہمام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں (تنہا) ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر لوگوں کی (نماز میں) امامت کی۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی قمیص پکڑ کر کھینچا (تو حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ چبوترے سے نیچے اتر آئے) جب حضرت حذیفہ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ کو اس سے منع کیا جاتا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں نہیں (مجھے معلوم تھا لیکن مجھے خیال نہیں رہا تھا) جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے یہ بات یاد آگئی تھی (اور میں ازخود نیچے اتر آیا تھا)۔

بلاضرورت تنہا امام کا محراب میں کھڑے ہونا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ كَرِهَ الصَّلَاةَ فِي الْمِحْرَابِ (بزار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (امام کے بلاضرورت) محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے۔

جو باتیں نماز میں مکروہ نہیں

کسی کی پشت کی طرف نماز پڑھنا

عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَبِيْلاً إِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ قَالَ لِيْ وَلِّنِيْ ظَهْرَكَ (ابن ابی شیبه)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب (سنن ونوافل پڑھنے کیلئے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کی اوٹ نہ پاتے تو مجھے فرماتے تھے کہ تم میری طرف اپنی پشت کر کے بیٹھ جاؤ۔

تلوار یا نیزے کا سامنے ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكُزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (سترہ کے طور پر) چھوٹا نیزہ گاڑ لیتے تھے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

کسی کے پاؤں سامنے ہونا

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَنَامَانِ عَلَيْهِ (بخاری)

(مشہور تابعی) عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اپنے کمرے میں رات کے وقت) نماز پڑھتے تھے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان (ٹانگ پھیلائے ہوئے) اس بستر پر لیٹی ہوتی تھیں جس پر دونوں سوتے تھے۔

چٹائی یا جانماز پر نماز پڑھنا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَهُ حَصِيرٌ يَبْسُطُهُ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چٹائی تھی جس کو بچھا کر آپ اس پر نماز پڑھتے تھے۔

عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ. (بخاری)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔

ضرورت ہو تو کن انکھیوں سے دائیں بائیں دیکھنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (کوئی ضرورت ہوتی تو گردن ہلائے بغیر کن انکھیوں سے) دائیں بائیں دیکھ لیا کرتے تھے۔

کھٹمل کو مارنا

عَنْ أَبِي رُزَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ أَخَذَ قُمَّلَةً فِي الصَّلَاةِ فَدَفَنَهَا (كتاب الآثار)

ابورزین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز کے دوران ایک کھٹمل پکڑا (جس کے تکلیف دینے کا ان کو اندیشہ تھا اور اس سے نماز کی طرف توجہ میں فرق آتا اور چونکہ قعدہ میں تھے اس لئے اس کو مارا) پھر اس کو مٹی میں دبا دیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْتُلُ قُمَّلَةً فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى يَظْهَرَ دَمُهَا عَلٰى يَدِهٖ (ابن ابی شیبہ)

عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نماز میں (تکلیف کے اندیشہ سے) کھٹمل کو مار دیتے تھے حتی کہ (بعض اوقات) اس کا خون ان کے ہاتھ پر لگ جاتا تھا۔

سانپ اور بچھو کو مارنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نماز کے دوران سانپ اور بچھو (نظر آئے اور اس سے خود کو خطرہ ہو تو اس) کو قتل کر دو۔

فائدہ: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو قتل کرنے کی مطلق اجازت دی ہے لہٰذا اگر بہت کچھ حرکات بھی کرنی پڑیں تب بھی نماز نہ ٹوٹے گی جبکہ بعض دوسرے

حضرات کا کہنا ہے کہ چونکہ عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس لئے ایک دو ضربوں سے یعنی عمل قلیل سے مارا جا سکے تو مار دو نماز نہ ٹوٹے گی اور اگر عمل کثیر کی ضرورت ہو تو ان کو قتل کرنے کی خاطر نماز توڑنے کی اجازت دی ہے۔

باب: 15

وہ امور جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے

لوگوں کا کلام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنَ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلاً (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو جبکہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے سلام کرتے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے۔ جب نجاشی (کے ملک حبشہ کی طرف دوسری ہجرت) سے ہم واپس لوٹے تو (نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آچکے تھے۔ ہم آپ کی خدمت میں گئے، آپ نماز پڑھ رہے تھے) ہم نے (حسب معمول) آپ کو سلام کیا لیکن (اس مرتبہ) آپ نے جواب نہیں دیا (آپ کے نماز سے فارغ ہونے پر) ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (پہلے تو) ہم آپ کو نماز میں سلام کرتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے (اب کیا وجہ ہوئی کہ آپ نے جواب نہیں دیا) آپ ﷺ نے فرمایا نماز کا اپنا شغل ہے (جس میں لوگوں کے ساتھ کلام اور گفتگو کی گنجائش نہیں ہے)۔

نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهٖ مَا يَشَاءُ وَإِنَّهٗ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهٖ أَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ.

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا جو حکم چاہتے ہیں جاری فرماتے ہیں۔ اور اب انہوں نے یہ نیا حکم جاری فرمایا ہے کہ نمازی نماز میں بات نہ کرے۔

کسی کو دعائیہ کلمہ کہنا

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ عَطِسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَا ثُكْلَ أُمِّيَاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ

إِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِأَيْدِيهِمْ عَلٰى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِي لٰكِنَّنِيْ سَكَتُّ. فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِأَبِيْ هُوَ وَأُمِّيْ مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ (مسلم)

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی۔ اس پر میں نے (ان کو) یرحمک اللہ کہا تو لوگ اپنی نگاہوں سے مجھے گھورنے لگے۔ میں نے (یہ دیکھ کر) کہا ارے تمہاری مائیں تم کو روئیں تم مجھے کیوں گھورتے ہو۔ اس پر وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے (اور اس طرح سے مجھے اشارہ کرنے لگے کہ چپ ہو جاؤ) جب میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مجھے چپ کرا رہے ہیں (تو مجھے اس پر اور غصہ آیا) لیکن (نماز کا خیال کرکے) میں خاموش ہوگیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو (آپ نے مجھے سمجھایا اور) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کوئی سمجھانے والا ایسا دیکھا جو سمجھانے میں آپ سے بہتر ہو۔ اللہ کی قسم نہ آپ نے مجھے ڈانٹا اور نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس نماز میں لوگوں کا کسی بھی قسم کا کلام جائز نہیں۔ نماز (میں) تو محض تسبیح، تکبیر اور قراءت قرآن ہے۔

فائدہ: 1- چونکہ ان صاحب کو سابق حکم کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا۔ اس وجہ سے ان کو نبی ﷺ نے نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ تحویل قبلہ کا حکم اگرچہ نازل ہو چکا تھا لیکن ایک اور مسجد والوں کو علم نہ ہوا تھا اور وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب ان کو بتایا گیا کہ قبلہ تبدیل ہوگیا ہے تو انہوں نے نماز توڑ کر نئے سرے سے شروع نہیں کی بلکہ نماز کے دوران ہی کعبۃ اللہ کی طرف مڑ گئے اور باقی نماز کو پورا کیا۔

2- رسول اللہ ﷺ کا یہ قول کہ "لوگوں کا کسی بھی قسم کا کلام جائز نہیں" مطلق ہے۔ لہٰذا کلام قصداً ہو یا سہواً ہو یا نماز کی اصلاح کے لئے ہو نماز ہر حال میں ٹوٹ جائے گی۔ رہا ذوالیدین کا قصہ جس میں بات چیت کے باوجود آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو وہ اس وقت کی بات ہے جب نماز میں بات کرنا جائز تھا کیونکہ ذوالیدین جن کو ذوالشمالین بھی کہا جاتا جنگ بدر میں شہید ہوگئے تھے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدٰى صَلَوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا أَبُوْهُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ أَنَا صَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ

وَوَضَعَ خدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلَاةُ وَفِى الْقَوْمِ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِى الْقَوْمِ رَجُلٌ فِىْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَسِيْتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ قَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَكَمَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ...... الخ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم (میں سے موجود صحابہ) کو ظہر یا عصر میں سے کوئی ایک نماز پڑھائی۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کا نام بھی ذکر کیا تھا لیکن مجھے یاد نہیں رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔ پھر آپ ایک لکڑی کی طرف جو مسجد میں پڑی ہوئی تھی کھڑے ہوئے اور اس پر ٹیک لگالی اور لگتا تھا کہ آپ کچھ غضبناک ہیں (غالباً نماز کے ادھورے رہ جانے کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی تھی) آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر اپنا داہنا رخسار رکھا۔ جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے نکلنے لگے اور (آپس میں) کہنے لگے کہ نماز کم کر دی گئی ہے۔ جماعت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے لیکن انہوں نے کچھ بولنے میں ہیبت محسوس کی۔ جماعت میں ایک اور صاحب بھی تھے جن کے ہاتھ قدرے لمبے تھے۔ ان کو ذوالیدین (اور ذوالشمالین) کہا جاتا تھا۔ ذوالیدین نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھول گئے (کہ بھول کر آپ نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا) یا نماز کم کردی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے (ذوالیدین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایک بات تو ہوئی ہے کیونکہ آپ نے دو رکعتوں پر سلام پھیرا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (باقی لوگوں سے) پوچھا کیا جیسے ذوالیدین کہتے ہیں ایسا ہی ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور چھوڑی ہوئی نماز پوری کی پھر سلام پھیرا پھر سجدہ سہو کیا............اور (آخر میں) پھر سلام پھیرا۔

ذوالیدین کا قصہ چونکہ ابتدائے اسلام کا ہے لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب ایسا ہی قصہ پیش آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوری نماز دوبارہ پڑھائی۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ صَلّٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِأَصْحَابِهِ فَسَلَّمَ فِىْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقِيْلَ لَهُ فِىْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّىْ جَهَّزْتُ الْعِيْرَ مِنَ الْعِرَاقِ ...... فَصَلّٰى بِهِمْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ (طحاوی)

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی اور (بجائے چار رکعتوں کے) دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ جب ان سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا میں عراق سے

(غلہ کے ایک امدادی) قافلہ کی سوچ میں لگ گیا تھا (اس وجہ سے بھول ہوئی) ...... پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو نئے سرے سے چار رکعتیں پڑھائیں۔

جس کو قرآن یاد نہ ہو اس کا قرآن میں دیکھ کر پڑھنا

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَ رَجُلاً الصَّلاةَ فَقَالَ إِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ. (ترمذی)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز سکھائی۔ (اس میں) آپ نے یہ فرمایا۔ اگر تمہیں کچھ قرآن یاد ہو تو قرآن پڑھو اور اگر قرآن یاد نہیں ہو تو الحمد للہ اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کے کلمات کہہ لو پھر رکوع کرو۔

فائدہ: قرآن کچھ یاد نہ ہونے کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبادل کے طور پر تسبیح و تہلیل کے کلمات کہنے کو کہا یہ نہیں فرمایا کہ اگر دیکھ کر پڑھ سکتے ہو تو قرآن دیکھ کر پڑھو حالانکہ نماز میں قراءت فرض بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو کچھ بھی یاد نہ ہو اس کو نماز میں دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں۔

نماز کے دوران سورج طلوع یا غروب ہونے لگے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عصر کی نماز کی ایک رکعت پالے پیشتر اس کے کہ سورج غروب ہونے لگے تو (غروب شروع ہونے کے بعد) وہ اپنی نماز مکمل کرلے اور جب کوئی فجر کی نماز کی ایک رکعت پالے پیشتر اس کے کہ سورج طلوع ہونے لگے تو (طلوع شروع ہونے کے بعد) وہ اپنی نماز مکمل کرلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سورج طلوع یا غروب ہونے لگے تو اگرچہ نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن جائز ہے اس لئے فجر اور عصر کی نماز کو ان مکروہ وقتوں میں مکمل کرنے کا حکم دیا۔ یہ اجازت بعد میں آگے مذکور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے منسوخ کردی گئی۔ منسوخ ہونے کی بات ہم نے اس وجہ سے کہی ہے کہ دونوں حدیثیں مختلف اوقات میں صادر ہوئی ہیں۔ اگر ایک وقت میں صادر ہوئی ہوتیں اور دونوں باتیں ایک ہی حدیث میں ہوتیں تو ہم یہ سمجھ سکتے تھے کہ آگے کی حدیث میں مذکور ممانعت سے اوپر کی حدیث میں مذکور اجازت کی تخصیص کی گئی ہے۔ لیکن جب دونوں کا وقت ایک نہیں ہے تو وہی ترتیب ضروری ہے جو ہم نے ذکر کی کیونکہ برعکس صورت میں دو مرتبہ نسخ ماننا پڑے

گا کہ پہلے اصل جو جواز ہے اس سے منع کیا پھر دوبارہ اجازت دے دی اور یہ بات اصول کے خلاف ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّى فِيْهِنَّ ...... حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ (مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے ایک جب سورج صاف طور پر نکلنے لگے یہاں تک کہ بلند ہو جائے (اور اس میں چمک آ جائے) دوسرے جب نصف النہار کے وقت کسی کھڑی چیز کا سایہ مشرق و مغرب کی جانب نہ ہو یہاں تک کہ سورج کا ڈھلاؤ شروع ہو جائے (اور سایہ مشرق کی طرف کو ہو جائے) اور تیسرے سورج چھپنے لگے یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔

فائدہ: امام محمد رحمہ اللہ اپنی موطا میں حدیث **مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا** (جو نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے) کے تحت لکھتے ہیں۔

وبهذا ناخذ الا ان يذكرها فى الساعة التى نهى رسول الله ﷺ عن الصلاة فيها حين تطلع الشمس حتى ترتفع و تبيض ونصف النهار حتى تزول و حين تحمر الشمس حتى تغيب الاعصر يومه فانه يصليها و ان احمرت الشمس قبل ان تغرب وهو قول ابى حنيفة.

ہم بھی اسی حدیث پر عمل کرتے ہیں الا یہ کہ آدمی کو اس وقت میں یاد آئے جس وقت میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے یعنی جب سورج طلوع ہونے لگے یہاں تک کہ وہ بلند اور روشن ہو جائے اور نصف النہار کے وقت یہاں تک کہ زوال شروع ہو جائے اور جس وقت سورج میں زردی آ جائے یہاں تک کہ غروب ہو جائے البتہ اسی دن کی عصر کی نماز ہو تو وہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے پڑھ سکتا ہے اگر چہ سورج میں زردی آ گئی ہو۔ یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی قول ہے

ہنسنا یا منافی نماز کام کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کے اعمال میں ایک (مستقل) مشغولیت ہے۔

فائدہ: لیکن عمل قلیل سے نماز نہیں ٹوٹتی جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ظاہر ہے۔

کن باتوں سے نماز نہیں ٹوٹتی

عمل قلیل

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُصَلِّیْ وَھُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَیْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ...... فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَھَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَھَا (بخاری)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ (اپنی نواسی یعنی) اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ کو (اپنے کندھے پر) اٹھائے ہوئے تھے۔ جب آپ سجدہ میں جانے لگتے تو ان کو اتار دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو (دوبارہ) ان کو (اپنے کندھے پر) اٹھا لیتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ أَمُدُّ رِجْلِیْ فِیْ قِبْلَةِ النَّبِیِّ ﷺ وَھُوَ یُصَلِّیْ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَرَفَعْتُھَا فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُّھَا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (کمرہ تنگ ہونے کی وجہ سے) جب (رات کو) نبی ﷺ نماز پڑھتے تھے تو میں اپنی ٹانگ آپ کے قبلہ کے رخ میں پھیلا لیتی تھی۔ جب آپ سجدہ کرتے تو (اپنے ہاتھ سے) میری ٹانگ (کچھ) دباتے اس پر میں اپنی ٹانگ (کا گھٹنا) اٹھا لیتی اور جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو (دوبارہ) اس کو پھیلا لیتی۔

عَنْ عائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ وَالْبَابُ عَلَیْہِ مُغْلَقٌ فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ فَمَشٰی فَفَتَحَ لِیْ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰی مُصَلَّاہُ وَذَکَرَ أَنَّ الْبَابَ کَانَ فِی الْقِبْلَةِ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ (اپنے گھر میں نفل) نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ بند تھا (میں باہر گئی ہوئی تھی جب) میں آئی اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ (نماز ہی میں) چلے اور میرے لئے دروازہ کھولا پھر اپنی نماز کی جگہ واپس (الٹے پاؤں) لوٹ گئے۔ ذکر کیا گیا (ذکر کرنے والی خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں جیسا کہ سنن نسائی میں ہے) کہ دروازہ قبلہ کی جانب میں تھا۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ إِذَا صَلّٰی أَحَدُکُمْ إِلٰی شَیْئٍ یَسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلْیَدْ فَعْ فِیْ نَحْرِہٖ فَإِنْ أَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَإِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم

میں سے کوئی ایسی شے کی طرف نماز پڑھے جو اس کے لئے لوگوں سے سترہ کا کام دے پھر کوئی اس کے سامنے سے (سترہ سے ورے) گذرنا چاہے تو وہ اس گذرنے والے کو اس کے سینے کی طرف سے روک دے۔ اگر وہ نہ مانے (اور سامنے سے گذرنے پر اصرار کرے تو اس کے ساتھ سختی کرے (یعنی ہاتھ سخت کر کے رکھ دے تا کہ وہ گذرنے نہ پائے اس کے ساتھ لڑائی اور کشتی نہ شروع کر دے) کیونکہ وہ تو شیطان ہے (کہ دین کی ہدایت کے خلاف کرنے پر مصر ہے)۔

کتے اور گدھے کے سامنے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَباسٍ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ بَادِيَةٍ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِيْ صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى ذٰلِكَ (ابوداؤد)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جبکہ ہم اپنے گاؤں میں تھے آپ کے ساتھ (آپ کے چچا اور ہمارے والد) عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے (کھلے) صحرا میں نماز پڑھی کہ آپ کے سامنے سترہ نہ تھا اور ہماری گدھی اور ایک کتیا آپ کے سامنے کھیل کر رہے تھے لیکن آپ نے ان کی کوئی پروا نہیں کی۔

عورت کے سامنے ہونے سے نماز نہیں ٹوٹتی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بِئْسَ مَا عَدَ لْتُمُوْنَا بِالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِيْ فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (کے سامنے جب کسی نے تذکرہ کیا کہ عورت، گدھے اور کتے کے سامنے سے گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو انہوں) نے فرمایا، یہ تو تم نے برا کیا کہ (نماز توڑنے کے حکم میں) تم نے ہمیں گدھے اور کتے کے برابر کر دیا حالانکہ (ایسا نہیں ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو (تہجد کی) نماز پڑھتے دیکھا اس حال میں کہ (جگہ کی تنگی کے باعث) میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی (اور میری ٹانگیں آپ کے سامنے ہوتی تھیں) اور جب آپ سجدہ میں جانے لگتے تو میری ٹانگ کو (اپنے ہاتھ سے) دباتے تو میں اس کو سکیڑ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

فائدہ: اوپر ذکر ہوا تھا کہ کراہت کی اصل وجہ یہ ہے کہ سامنے سے ہو کر گزرنے سے توجہ بٹتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کراہت کی وجہ یہی ہے لیکن اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شے (جو نمازی کے سامنے سے گزر جائے نمازی کی) نماز کو نہیں توڑتی۔

کسی کے گزرنے سے نماز ٹوٹنے کا مطلب

عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْطَعُ صَلٰوةَ الرَّجُلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيْدَ آخِرَةِ الرَّحْلِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ مِنَ الْأَصْفَرِ مِنَ الْأَبْيَضِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِیْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِیْ فَقَالَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ (ابوداؤد)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد کے سامنے جب کجاوہ کی پچھلی لکڑی کی مقدار کے برابر (سترہ) نہ ہو تو اس کی نماز کو گدھے کا اور سیاہ کتے کا اور عورت کا سامنے سے گذرنا توڑ دیتا ہے۔ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے شاگرد عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا کیا وجہ کہ سیاہ کتے کو سرخ کتے سے اور زرد کتے اور سفید کتے سے امتیاز حاصل ہے (کہ سیاہ کتے کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے دوسرے رنگ والوں سے نہیں ٹوٹتی) انہوں نے کہا اے بھتیجے جیسے تم نے مجھ سے پوچھا ایسے ہی میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ سیاہ کتا تو (پورا) شیطان ہوتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ چیزوں کے نمازی کے سامنے سے گذرنے سے نماز ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ عام طور سے ان چیزوں کے سامنے آنے سے ان کو دیکھ کر ان کی طرف دھیان چلا جاتا ہے اور اس دھیان میں انہماک بھی ہو جاتا ہے جس سے بعض اوقات آدمی بھول جاتا ہے کہ وہ کیا پڑھ رہا تھا اور اس نے کتنی نماز پڑھ لی تھی اور نتیجہ میں نماز توڑ بیٹھتا ہے۔ سیاہ کتے کی وجہ سے وحشت کچھ زیادہ ہوتی ہے اس لئے اس کی وجہ سے دھیان بٹنے کا اور زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ چونکہ نماز کا ٹوٹنا شیطان کو مطلوب ہے اور وہ ایسی ہی باتوں کے درپے ہوتا ہے جن سے نماز خراب ہو اور ٹوٹے اس لئے مجازی طور پر سبب کو شیطان کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ سیاہ کتے میں چونکہ سبیت زیادہ قوی ہے اس لئے اس کو مجازا کہا کہ وہ تو پورا شیطان ہے۔

نماز نہ ٹوٹنے کے باوجود نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے

عَنْ أَبِیْ جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَّقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِیْ قَالَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً (بخاری)

حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ اس پر کیا وبال پڑے گا تو اس کا چالیس (دن یا مہینے یا سال) تک کھڑے رہنا اس سے بہتر ہے

کہ وہ نمازی کے آگے سے گزر جائے۔ (اس حدیث کے ایک راوی ابونضر کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ (رسول اللہ ﷺ نے) چالیس دن کہے یا (چالیس) مہینے کہے یا (چالیس) سال کہے۔

قلبی خیالات اور وسوسوں سے نماز نہیں ٹوٹتی

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ.......... إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتّٰی إِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ أَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ یَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُهٗ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کہی جاتی ہے شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور جب اقامت ہو چکتی ہے تو وہ (واپس) آجاتا ہے یہاں تک آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر یعنی وہ وہ بات جس کا آدمی کو خیال بھی نہیں ہوتا (اور اس طرح سے آدمی کو خیالات میں مشغول کرتا ہے) یہاں تک کہ آدمی کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھ لی ہے۔

دینی خیال نماز کے خشوع کے منافی نہیں لیکن غیر اولی ہے

عَنْ عُمَرَ قَالَ إِنِّیْ لَأَحْسِبُ جِزْیَةَ الْبَحْرَیْنِ وَأَنَا فِی الصَّلَاةِ (ابن ابی شیبه)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (بعض اوقات غیر ارادی طور پر خیال کے غلبہ کی وجہ سے) نماز پڑھتے ہوئے بحرین کے جزیہ کا حساب لگا لیتا ہوں۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ إِنِّیْ لَأُجَهِّزَنَّ جَیْشِیْ وَأَنَا فِی الصَّلَاةِ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (کبھی خیال کے غلبہ کی وجہ سے) نماز پڑھتے ہوئے اپنے لشکر کی تیاری کا سوچ لیتا ہوں۔

نماز میں وضو اگر خود بخود ٹوٹ جائے

وضو کر کے نماز نئے سرے سے پڑھنا افضل ہے

عَنْ عَلِیِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَسَا أَحَدُکُمْ فِی الصَّلَاةِ فَلْیَنْصَرِفْ وَلْیُعِدِ الصَّلَاةَ (ابوداؤد)

حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی نماز میں ہوا خارج ہو جائے تو وہ پھر جائے (یعنی نماز ترک کردے) اور (وضو کر کے) دوبارہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔

وضو کر کے بقیہ نماز کو پورا کرنا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَصَابَهُ قَيئٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْقَلَسٌ أَوْمَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. (ابن ماجه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو (نماز پڑھتے ہوئے) قے ہو جائے یا اس کی نکسیر پھوٹ جائے یا معدہ سے کھانا یا پانی منہ تک آ جائے یا (محض خیال آنے سے) مذی خارج ہو جائے تو وہ مڑ جائے اور وضو کرے پھر اپنی نماز کو پورا کرے جب تک کہ وہ (کسی سے) بات نہ کرے۔

باب: 16

نماز باجماعت

فرض نماز کی جماعت کے ساتھ ادائیگی واجب ہے

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقُ مَعِیْ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ إِلٰی قَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقُ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ بِالنَّارِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے پھر ایک شخص کو حکم دوں تو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ایسے آدمیوں کے ساتھ کہ جن کے پاس جلانے کی لکڑی کے گٹھے ہوں ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو (باجماعت) نماز سے پیچھے رہ گئے اور ان پر ان کے گھر آگ سے جلا دوں۔

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْیَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا تُقَامُ فِیْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا یَاکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَةَ. (نسائی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی بستی اور گاؤں میں تین آدمی (بھی) ہوں اور وہاں نماز (جماعت سے) قائم نہ کی جاتی ہو مگر یہ کہ شیطان ان پر قابو پا لیتا ہے لہٰذا تم جماعت (کے ساتھ نماز پڑھنے) کو لازم پکڑو کیونکہ (جماعت سے نماز پڑھنے کے اہتمام سے تم شیطان کی بہت سی چالوں سے محفوظ رہو گے مثلاً تنہا نماز پڑھنے میں آدمی اکثر و بیشتر سستی کر بیٹھتا ہے۔ سوچتا ہے کہ ابھی پڑھتا ہوں ابھی پڑھتا ہوں اور اس میں کبھی تو مستحب وقت نکل جاتا ہے، کبھی اصل وقت ہی جاتا رہتا ہے اور کبھی نماز ہی فوت ہو جاتی ہے۔ پھر نماز میں جو اپنی غلطیاں ہوں ان پر تنبیہ نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں ایک تو وقت کی پابندی رہتی ہے، دوسرے اور لوگوں کو عمل کرتا دیکھ کر

خود کو تقویت و ہمت ہوتی ہے تیسرے لوگوں کا بھی لحاظ ہوتا ہے کہ سستی کروں گا تو ان کی نظروں میں برا بنوں گا اور چوتھے اپنی غلطیوں پر بھی تنبیہ ہوتی ہے۔ غرض جماعت سے پڑھنے میں شیطان کی بہت سی چالوں سے حفاظت ہوتی ہے ورنہ تنہا نماز پڑھنے والے کو شیطان آسانی سے اپنا شکار بنا لیتا ہے اور یہ تو عام مشاہدہ کی چیز ہے کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے دور) محض اکیلی بکری کو (آسانی سے شکار کر کے) کھا لیتا ہے۔

جماعت کی ادائیگی مسجد میں ہونی چاہیے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَ إِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلَاةُ فِى الْمَسْجِدِ الَّذِىْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ہدایت کے طریقوں میں سے ایک نماز کو اس مسجد میں ادا کرنا ہے جس میں (باقاعدہ) اذان کہی جاتی ہو (اور جماعت کا اہتمام کیا جاتا ہو)۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِىْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّىْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِىْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ کل (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے کہ وہ (کامل) مسلم (اور مکمل تابعدار) ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ ان (پانچ فرض) نمازوں کی (ادائیگی اور) محافظت (مسجدوں میں) کرے جہاں ان کے لئے پکارا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور (مسجد میں با جماعت) یہ نمازیں (ادا کرنا بھی) ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اور اگر تم ان نمازوں کو (مسجد میں با جماعت ادا کرنے کے بجائے) اپنے گھروں میں ہی پڑھ لو گے جیسا کہ جماعت سے پیچھے رہنے والا یہ (فلاں) شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو یقیناً تم اپنے نبی کی سنت کے تارک ہو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ (کیونکہ تمہاری کامیابی کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے تمہارے نبی کا طریقہ)۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت کی نماز تم میں سے اکیلے کی نماز

سے پچیس گنا فضیلت والی ہے۔

فائدہ: بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ثواب میں مزید اضافہ فرما کر ستائیس گنا کر دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ أَلفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر ستائیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔

صرف دو آدمی ہوں تو جماعت ہو سکتی ہے

عَنْ قُبَاثِ بْنِ أُشَيمِ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ أَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ أَرْبَعَةٍ تَتْرًا (طبرانی فی الکبیر).

حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کی (با جماعت) نماز (اس طرح سے) کہ ان میں سے ایک دوسرے کا امام بن جائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پاکیزہ (اور عمدہ) ہے بہ نسبت چار آدمیوں کے اکیلے اکیلے نماز پڑھنے سے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ إِتِّبَاعِهِ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرِ؟ قَالَ خَوْفٌ أَوْمَرَضٌ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِيْ صَلّٰى (ابوداؤد).

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اذان کی آواز سنی اور اس کے پیچھے (جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں) چلے آنے سے کوئی عذر مانع نہ ہو (پھر بھی مسجد میں نہ آئے) تو اس کی نماز جو اس نے پڑھی (کمال درجے میں) قبول نہیں ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا عذر کیا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا (جان و مال پر) خوف یا (ایسا) مرض (جس کی وجہ سے مسجد میں حاضری دشوار) ہو۔

اقتداء کے لئے امام کی نیت شرط نہیں مقتدیوں کی نیت شرط ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُ وَجَاءَ رَجُلٌ فَقَامَ إِلٰى جَنْبِيْ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ حَتّٰى كُنَّا رَهْطًا فَلَمَّا أَحَسَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّنَا خَلْفَهُ تَجَوَّزَ فِيْ صَلَاتِهِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَصَلّٰى صَلَاةً لَمْ يُصَلِّهَا عِنْدَنَا. فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَ فَطِنْتَ بِنَا اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ فَذٰلِكَ الَّذِيْ حَمَلَنِيْ عَلٰى مَا صَنَعْتُ (مسلم و احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں نوافل پڑھ رہے تھے کہ میں آیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا (اور آپ کی اقتداء کی نیت کر کے نماز شروع کر دی) ایک اور صاحب آئے اور وہ میرے پہلو

میں کھڑے ہوگئے (اور نماز میں شریک ہوگئے، اسی طرح کچھ اور لوگ بھی آگئے) یہاں تک کہ ہماری ایک جماعت ہوگئی۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اندازہ ہوا کہ ہم آپ کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) ہیں تو آپ نے اپنی نماز کو مختصر کیا (اور سلام پھیرا) پھر کھڑے ہوئے اور اپنے گھر کے اندر چلے گئے اور وہاں آپ نے وہ (طول طویل) نماز پڑھی جو ہمارے سامنے نہیں پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا رات آپ کو ہمارا علم ہوگیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور جو میں نے کیا اسی وجہ سے کیا (کہ تم لوگوں نے میری اقتداء شروع کر دی تھی جب کہ میرا ارادہ تنہا پڑھنے کا تھا)۔

کسی عذر کی وجہ سے جماعت کا ترک

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یَأْتِهٖ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اذان (کی آواز) سنی پھر وہ (مسجد میں) نہ آیا (اور اپنی جگہ پر نماز پڑھ لی) تو اس کی نماز (میں خوبی وکمال) نہیں ہے مگر جبکہ ایسا عذر سے ہو۔

سخت سردی اور بارش

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِیْ لَیْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِیْحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَیْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ یَقُوْلُ أَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ (بخاری و مسلم)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (سخت) سردی اور ہوا والی رات میں نماز کے لئے اذان کہی پھر آواز لگائی کہ (آج سخت سردی اور ہوا ہے اور یہ ترک جماعت کے لئے عذر ہے لہٰذا اے لوگو تمہیں رخصت ہے) تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ (اور اگر کوئی اس عذر میں بھی مسجد میں آکر نماز پڑھے تو یہ عزیمت ہے) پھر فرمایا کہ جب سردی اور بارش کی رات ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو (اذان کے بعد) یہ آواز لگانے کو فرماتے تھے کہ (اے لوگو) اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو (کہ یہ رخصت ہے)

جب سخت بھوک ہو اور کھانے کا خوب تقاضا ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهُ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب (تم میں سے کسی کو سخت بھوک ہو اور

اس کے مطالبہ پر) کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور ادھر جماعت کھڑی ہو جائے (اور نماز کا وقت بھی باقی ہو) تو تم پہلے کھانا کھا لو اور اس سے فارغ ہونے تک نماز کی جلدی نہ کرو کیونکہ سخت تقاضے کے وقت نماز میں بھی دھیان کھانے کی طرف لگا رہے گا لہٰذا کھانے سے فارغ ہو کر (خوب دھیان لگا کر نماز پڑھو)۔

تنہا عورتوں کی جماعت

تنہا عورتوں کی جماعت اگر کی جائے تو ہو جاتی ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُ أُمَّ وَرَقَةَ فِىْ بَيْتِهَا وَ جَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيْرًا

(ابو داؤد)

عبدالرحمٰن بن خلاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام ورقہ (رضی اللہ عنہا) سے ملنے کے لئے ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے (یہ بڑی عمر کی خاتون تھیں جس کی ایک دلیل ابن السکن کے یہ الفاظ ہیں کہ **وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ وَجَارِيَةٌ فَدَبَّرَتْهُمَا فَقَامَا إِلَيْهَا فَقَتَلَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ عُمَرُ قَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ خَالَتِىْ أُمِّ وَرَقَةَ الْبَارِحَةَ** یعنی ان کا ایک غلام تھا اور ایک لونڈی تھی جن کے بارے میں انہوں نے یہ وصیت کر رکھی تھی کہ ان کے مرنے پر وہ آزاد ہوں گے۔ لیکن ان دونوں نے جلد بازی سے کام لیا اور ایک رات دونوں نے مل کر ایک چادر ان کے چہرے پر ڈال کر ان کا سانس روک دیا اور اس طرح ان کو قتل کر دیا۔ صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج رات ہمیں اپنی خالہ ام ورقہ کے قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خالہ کہا جو ان کی بڑی عمر پر دلیل ہے۔ ان کو قرآن یاد تھا۔ ان کی درخواست پر) رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے ایک مؤذن مقرر فرما دیا تھا جو ان کے لئے اذان کہتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو کہا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں (تو وہ اپنے گھر والوں کو فرض نماز پڑھاتی تھیں) عبدالرحمٰن بن خلاد کہتے ہیں کہ میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا کہ وہ بہت بوڑھے آدمی تھے۔

فائدہ: حدیث کے یہ الفاظ کہ **أَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا** یعنی آپ ﷺ نے ان کو اپنے گھر والوں کو نماز پڑھانے کو کہا ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ پاس پڑوس کی عورتیں ان کے گھر جا کر ان کے پیچھے نماز نہ پڑھتی تھیں۔ اور مؤذن بھی چونکہ ان کے گھر کے آدمی نہ تھے اس لئے وہ بھی ان کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے۔ رہا ان کا غلام تو حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ غلام ان کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور اگر پڑھتا تھا تو صف بندی کی کیا صورت تھی۔ غلام میں دو حیثیتیں ہیں ایک مرد ہونے کی اور دوسری غلام ہونے کی۔ مرد ہونے کی حیثیت سے ضروری ہے کہ وہ بھی ان کے پیچھے نماز نہ پڑھتا ہو کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کا فرمان ہے۔ أَخِّرُوْهُنَّ اللّٰهُ (عبدالرزاق) یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پیچھے کیا ہے تم بھی ان کو پیچھے رکھو لہٰذا حضرت ام ورقہؓ کے پیچھے صرف لونڈی اور گھر میں موجود اور عورتیں نماز پڑھتی ہوں گی۔

تنہا عورتوں کی جماعت ہو جاتی ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاخَيْرَ فِيْ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ أَوْ فِيْ جَنَازَةِ قَتِيْلٍ (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی جماعت میں خیر نہیں ہے مگر جبکہ مسجد میں (مردوں کے پیچھے) ہوں یا مقتول (ومیت) کی نماز جنازہ ہو۔

اس حدیث میں اتنی بات تو مسلم ہے کہ مسجد میں مردوں کے پیچھے عورتوں کی نماز میں خیر ہے۔ پھر کونسی صورت میں خیر نہیں ہے اس میں دو احتمال ہیں۔

1- مسجد میں جانے کے لئے گھر سے نکلنا ہوتا ہے۔ مسجد میں جا کر مردوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو خیر سے خالی نہیں۔ لیکن گھر سے نکل کر کسی اور گھر میں جا کر یا کسی دوسری جگہ جا کر عورتیں جماعت سے نماز پڑھیں خواہ مردوں کے پیچھے یا عورتوں کے پیچھے اس میں خیر نہیں۔

2- جماعت النساء سے مراد تنہا عورتوں کی جماعت ہے کہ وہ کہیں بھی ہو اس میں خیر نہیں ہے اور إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ استثناء منفصل ہے کیونکہ مسجد میں جو جماعت ہوتی ہے وہ تنہا عورتوں کی نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حدیث سے پہلا احتمال سمجھا کہ اپنے گھر کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے گھر میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا خیر سے خالی ہے اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کی بناء پر یہ خیال کیا کہ اگر اپنے گھر میں موجود عورتیں تنہا جماعت سے پڑھ لیں تو جائز ہے اس لئے ان کا طرز عمل یہ ملتا ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّهَا كَانَتْ تَؤُمُّ النِّسَاءَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَتَقُوْمُ وَسْطًا (كتاب الآثار لمحمد)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان کے مہینے میں (گھر کی) عورتوں کو نماز پڑھاتی تھیں اور صف کے درمیان میں کھڑی ہوتی تھیں۔ (مرد امام کی طرح صف سے آگے ہو کر کھڑی نہ ہوتی تھیں)۔

عَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَالَتْ أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا (عبدالرزاق)

حجیرہ بنت حصین کہتی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور (ہم نے جو صف بنائی اسی میں) وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

ان کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرا مطلب سمجھا اور مطلقاً منع فرمایا۔

عَنْ عَلِيّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ لَا تَؤُمَّ الْمَرْأَةُ (مدونہ لمالک)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت امامت نہ کرے (کیونکہ نہ عورت کی امامت ہوگی نہ ہی تنہا عورتوں کی جماعت ہوگی)۔

فائدہ: مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ہوئے مطلب کو ترجیح حاصل ہے۔

1- حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں اور ان کی اتباع کا حکم ہے۔

2- ان کے علم و فہم اور تفقہ کو ترجیح حاصل ہے۔

3- اجازت و ممانعت میں تردد ہو جائے تو احتیاط کی وجہ سے ممانعت کو ترجیح ہوتی ہے۔

4- خیر القرون میں تنہا عورتوں کی جماعت کا شیوع اور رواج نہ تھا۔

5- نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھانے کا کہنا منقول ہے کسی اور کو نہیں یہاں تک کہ نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور نہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ام ورقہ کو ان کی کسی خصوصیت کی وجہ سے ایسا حکم دیا گیا۔

عورتوں کی مسجد میں حاضری سے حوصلہ شکنی

عَنْ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِيْ وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ دَارِكِ وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ قَالَ فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ أَقْصٰى شَيْئٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهٖ وَكَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ (احمد)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کے ساتھ (یعنی آپ کے پیچھے مسجد نبوی میں) نماز پڑھنا محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے لیکن (عورتوں کے اعتبار سے ضابطہ یہ ہے کہ) تمہارے کمرے (بلکہ کوٹھری) میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہاری اس نماز سے جو تمہارے حجرہ (یعنی اس صحن) میں ہو (جس کے گرد چاردیواری ہو) اور تمہارے حجرہ میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہارے کھلے صحن میں تمہاری نماز سے اور تمہارے کھلے صحن میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہارے محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز سے اور تمہارے محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز بہتر ہے (یہاں آکر) میری مسجد میں تمہاری نماز سے۔ اس پر ام حمید

رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کے لئے گھر کے سب سے اندر اور سب سے تاریک حصہ میں نماز کی جگہ بنائی گئی اور وہ اپنی وفات تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔

عورتوں کو مسجد میں حاضری سے ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رأى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ وہ کچھ (بے احتیاطیاں اور بے پردگیاں اور فتنے) دیکھ لیتے جو آپ کے بعد عورتوں نے ایجاد کرلی ہیں تو ان کو مسجد (میں حاضری) سے منع فرما دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو (مسجد میں حاضری) سے منع کر دیا گیا تھا۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دور کے حالات کے اعتبار سے مذکورہ بات کہی کیونکہ ان کے ہاں ایمان و عمل کا معیار اونچا تھا۔ اب جبکہ بگاڑ اور بہت بڑھ گیا ہے تو اس حکم کی تاکید بھی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔

امامت کا حقدار

امامت کے لئے ایک تو بنیادی اہلیت ضروری ہے یعنی آدمی عاقل و بالغ ہو بقدر ضرورت صحیح قراءت کر سکتا ہو اور نماز کے عام ضرورت کے مسائل سے باخبر ہو۔ اگر چند لوگ ہوں جن میں یہ بنیادی اہلیت پائی جاتی ہو اور ان میں سے کسی ایک کو امام بنانا ہو تو یہ ترتیب پیش نظر رکھی جائے۔

1- جو فقیہ ہو یعنی قرآن و سنت کا خوب ماہر ہو

i- عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ يَؤُمُّهُمْ أَفْقَهُهُمْ فَإِنْ كَانُوْا فِي الْفِقْهِ سَوَاءً فَأَقْرَؤُهُمْ فَإِنْ كَانُوْا فِي الْفِقْهِ وَالْقِرَائَةِ سَوَاءً فَأَسَنُّهُمْ (كتاب الام للشافعی)

حضرت عطاء رحمہ اللہ (جو کہ کبار تابعین میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ صحابہ کے مابین یہ کہا جاتا تھا کہ لوگوں کو امامت ان کا فقیہ ترین شخص کرائے (جو قرآن و سنت کا خوب ماہر ہو اور مسنون قراءت یعنی مفصلات یاد ہوں اگرچہ پورے قرآن کا حافظ نہ ہو)۔ اگر وہ فقہ میں یکساں درجے کے ہوں (یا ان میں کوئی بھی فقیہ نہ ہو) تو ان میں جو زیادہ قاری ہو (یعنی جس کو زیادہ قرآن یاد ہو اور صحیح بھی پڑھتا ہو) وہ امامت کرائے اور اگر فقہ اور قراءت میں بھی سب یکساں ہوں تو ان میں سب سے زیادہ عمر والا امام بنے۔

ii- عَنْ أَبِي مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ ...... أَفْقَهُهُمْ فِي الدِّيْنِ فَإِنْ كَانُوْا فِي الدِّيْنِ سَوَاءً فَأَقْرَأُهُمْ لِلْقُرْآنِ (حاكم)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کی امامت دین میں ان کا فقیہ ترین کرے اور اگر دین (کی فقہ) میں وہ برابر ہوں تو پھر جوان میں زیادہ قاری ہو وہ امامت کرے۔

iii- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تندرستی میں بھی اور مرض وفات میں بھی اپنی عدم موجودگی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کو کہا جن کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کَانَ أَبُوبَکْرٍ أَعْلَمَنَا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ عالم تھے۔ (فتح الملهم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کَانَ قِتَالٌ بَیْنَ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ لِیُصْلِحَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ قَالَ لِبِلَالٍ یَا بِلَالُ إِذَا حَضَرَ الْعَصْرُ وَلَمْ آتِ فَمُرْ أَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ (احمد و ابوداؤد)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے مابین لڑائی جھگڑا پڑ گیا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر آپ ان کی طرف ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے گئے اور (جاتے ہوئے) بلال رضی اللہ عنہ سے کہہ گئے کہ اے بلال جب عصر کا وقت ہو اور میں نہ آؤں تو ابوبکر کو کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فِیْ مَرَضِهٖ مُرُوْا أَبَابَکْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

2- عالم نہ ہو تو جو زیادہ قاری ہو

قاری سے یہاں مراد وہ شخص ہے جس کو قرآن زیادہ یاد ہو اگرچہ قرآن کے مضامین اور حدیث وسنت کے مسائل کا زیادہ علم نہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ قراءتِ قرآن نماز کا اہم جزو ہے۔ اوپر کی حدیثیں اس مسئلہ کی بھی دلیل ہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ کُنَّا بِحَاضِرٍ یَمُرُّبِنَا النَّاسُ إِذَا أَتَوُا النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَکَانُوْا إِذَا رَجَعُوْا مَرُّوْا بِنَا فَأَخْبَرُوْنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ کَذَا وَکَذَا وَکُنْتُ غُلَامًا حَافِظًا فَحَفِظْتُ مِنْ ذٰلِکَ قُرْآنًا کَثِیْرًا فَانْطَلَقَ أَبِیْ وَافِدًا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهٖ فَعَلَّمَهُمُ الصَّلَاةَ وَقَالَ یَؤُمُّکُمْ أَقْرَؤُکُمْ فَکُنْتُ أَقْرَأَهُمْ لِمَا کُنْتُ أَحْفَظُ فَقَدَّمُوْنِیْ فَکُنْتُ أَؤُمُّهُمْ (ابوداؤد)

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پانی کے پاس رہتے تھے (اور حالت کفر میں تھے) اور ہمارا علاقہ مسافروں کی گذرگاہ بھی تھی (دیگر علاقوں کے) لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتے تو ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور جب واپس لوٹتے تب بھی ہمارے پاس سے ہو کر گزرتے۔ (اور پانی کی

وجہ سے ہمارے علاقہ میں کچھ ٹھہرتے بھی تھے۔ اس کی وجہ سے ان سے گفتگو کا موقع ملتا) تو وہ ہمیں بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ یہ بات فرمائی (اور یہ یہ آیات سنائیں) میں چونکہ (چھ سات سال کی) چھوٹی عمر کا تھا اور اچھے حافظہ والا تھا لہٰذا اس طرح سے میں نے بہت سا قرآن یاد کرلیا۔ (ایک دفعہ) میرے والد اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو نماز سکھائی اور فرمایا تم میں جو زیادہ قاری ہو (یعنی جس کو زیادہ قرآن یاد ہو) وہ تمہاری امامت کرائے۔ میں نے چونکہ (گزرنے والے قافلوں سے سن سن کر) یاد کرلیا تھا اس لئے اپنی قوم میں مجھے ہی سب سے زیادہ قرآن یاد تھا۔ تو لوگوں نے مجھے ہی (نماز پڑھانے کے لئے) آگے کر دیا اور میں ان کی امامت کراتا تھا۔

فائدہ: چونکہ یہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان میں مذکورہ بالا معنی میں کوئی فقیہ نہ تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے یہاں ان سے بات ہی زیادہ قرآن جاننے سے شروع کی۔ اسی طرح کا سا انداز مندرجہ ذیل حدیث میں بھی ہے کہ

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ لِصَاحِبٍ لَّهُ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ وَكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبَيْنِ فِي الْعِلْمِ. (ابوداؤد)

حضرت مالک بن جویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیس دن مدینہ منورہ میں قیام کیا جب واپس جانے لگے تو) رسول اللہ ﷺ نے ان سے یا ان کے ساتھی سے فرمایا جب نماز کا وقت ہو تو اذان کہنا پھر اقامت کہنا پھر (چونکہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ یہ دونوں قرآن دانی اور دین کے علم میں یکساں ہیں اس لئے آپ نے نہ تو فقہ و علم کا ذکر کیا اور نہ قراءت کا ذکر کیا بلکہ یوں فرمایا) تم میں جو (عمر میں) بڑا ہے وہ تمہارا امام بنے۔ ایک روایت میں ہے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت ہم دونوں علم میں ایک جیسے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے اوپر حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں چھ سات سال کے بچے کو امام بنانا مذکور ہے۔ یہ لوگ چونکہ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ان کو یہ علم نہ تھا کہ بچہ امامت کا اہل نہیں۔ نابالغ بچے کی امامت کے اہل نہ ہونے کی دلیل آگے آرہی ہے۔

3- جو عالم ہو قاری نہ ہو

عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَائَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ...... (مسلم)

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اگر کسی قوم میں فقیہ یعنی قرآن وسنت کا ماہر ہو تو وہ اس قوم کی امامت کرائے۔ اگر ایسا شخص نہ ہو تو) قوم کی امامت ان کا وہ شخص کرے جو کتاب اللہ کا

زیادہ قاری ہو (یعنی جس کو قرآن زیادہ یاد ہو) اور اگر قراءت میں سب برابر ہوں (یا ان میں سے کسی کو بھی مقدار مسنون سے زیادہ یاد نہ ہو) تو پھر وہ شخص (امامت کرائے) جو ان میں (قرآن کے مضامین کا تو زیادہ عالم نہ ہو البتہ) سنت (یعنی مسائل) کا زیادہ عالم ہو۔

4- جو اسلامی زندگی میں بڑا ہو

اوپر ذکر کردہ مسلم کی حدیث کے الفاظ آگے یوں ہیں

فَإِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا .

اور اگر وہ سنت (کے مسائل جاننے) میں یکساں ہوں (یا ان میں سنت کا جاننے والا کوئی نہ ہو) تو جو (مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت میں مقدم و سابق ہو (وہ امامت کرائے) اور اگر وہ ہجرت میں بھی یکساں ہوں (یا ان میں سے کسی نے بھی ہجرت نہ کی ہو) تو جو (اسلامی زندگی کی) عمر میں بڑا ہو (یعنی پہلے اسلام لایا ہو) وہ امامت کرے۔

نابالغ فرض نماز کی امامت نہیں کراسکتا

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يَّؤُمَّ الْغُلَامُ حَتّٰى يَحْتَلِمَ (مدونہ لمالک)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جائز نہیں سمجھتے تھے کہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکا (فرض نمازوں میں) امامت کرے۔

پندرہ سال عمر ہو لیکن نابالغ ہو تو تراویح پڑھا سکتا ہے

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ لَابَأْسَ أَنْ يَّؤُمَّ الْغُلَامُ لَمْ يَحْتَلِمْ فِيْ رَمَضَانَ (عمدة القاری)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ لڑکا جو (پندرہ سال کی عمر کو پہنچ گیا ہو لیکن) ابھی بالغ نہ ہوا ہو وہ اگر رمضان (کی تراویح) میں امامت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

فاسق کو معزول کرنے پر اختیار نہ ہو اور دوسری جگہ جماعت نہ ملتی ہو تو فاسق کے پیچھے نماز ترک نہ کرے

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَاتَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَحْسَنُ مَايَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاؤُا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ (بخاری)

عبید اللہ بن عدی (تیسرے خلیفہ راشد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جبکہ وہ (اپنے گھر میں باغیوں کی وجہ سے) محصور تھے گئے اور کہا کہ آپ تو تمام مسلمانوں کے امام ہیں لیکن آپ کو جو حالت پیش آئی ہے وہ

آپ دیکھتے ہی ہیں (کہ آپ آکر ہمیں نماز بھی نہیں پڑھا سکتے) اور باغیوں کا امام (کنانہ بن بشر مسجد نبوی) میں ہمیں نماز پڑھاتا ہے اور (اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے) ہم گناہ خیال کرتے ہیں۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز تو سب سے بہتر عمل ہے جو لوگ کرتے ہیں۔تو جب لوگ (نماز کا) بہتر عمل کریں تو تم بھی ان کے ساتھ بہتر عمل کرو (یعنی نماز پڑھو) اور جب وہ کوئی برا عمل کریں تو تم ان کی برائی (میں مت شریک ہو بلکہ اس) سے اجتناب کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ خَلْفَ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف (جو کہ انتہائی ظالم اور سفاک گورنر تھا اس) کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

فاسق کے پیچھے پڑھی گئی نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رضی اللّٰہ عنہما كَانَا يُصَلِّيَانِ خَلْفَ مَرْوَانَ فَقَالَ مَاكَانَ يُصَلِّيَانِ إِذَا رَجَعَا إِلٰى مَنَازِلِهِمَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَاكَانَ يَزِيْدَانِ عَلٰى صَلَاةِ الْأَئِمَّةِ (مسند الامام الشافعی)

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ اپنے والد حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ مروان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔حضرت جعفر صادق نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا وہ جب اپنے گھروں کو لوٹتے تھے تو (دوبارہ) نماز نہ پڑھتے تھے۔ان کے والد محمد باقر رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ نہیں۔واللہ وہ (اپنے) حکمرانوں کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو (دوبارہ) نہ پڑھتے تھے۔

محلّہ کی مسجد یا جامع مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجْبِرِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَسْجِدَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ فَرَغُوْا مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالُوْا أَلَا تُجَمِّعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ سَالِمٌ لَا تُجَمَّعُ صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ فِيْ مَسْجِدٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ (المدونة لمالک)

حضرت عبدالرحمٰن بن مجبر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور مشہور تابعی) حضرت سالم رحمہ اللہ کے ساتھ جامع مسجد میں داخل ہوا تو لوگ (اس وقت کی فرض) نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔لوگوں نے کہا کیا آپ نماز کے لئے (دوسری) جماعت نہ کریں گے۔سالم رحمہ اللہ نے فرمایا ایک مسجد میں ایک ہی نماز کی دو مرتبہ جماعت نہیں کی جاتی۔

عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِ الْمَدِيْنَةِ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا فَمَالَ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ فَصَلّٰى بِهِمْ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اطراف سے (جہاں آپ کسی کام سے تشریف لے گئے تھے) نماز کے لئے واپس آئے (لیکن چونکہ نماز کا وقت ہوئے دیر ہو چکی تھی) تو آپ نے دیکھا کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ (گھر میں با جماعت) نماز پڑھی (مسجد میں جماعت نہیں کی حالانکہ آپ کا گھر مسجد کے ساتھ متصل تھا اور اس زمانہ میں عورتیں بھی مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوتی تھیں)

فرض نماز تنہا پڑھ لی ہو پھر جماعت مل جائے تو کیا کرے

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَآنِيْ جَالِسًا فَقَالَ أَلَمْ تُسْلِمْ يَا يَزِيْدُ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالَ وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ االنَّاسِ فِيْ صَلَا تِهِمْ قَالَ إِنِّيْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ مَنْزِلِيْ أَحْسِبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ فَقَالَ إِذَا جِئْتَ الصَّلَاةَ فَوَجَدْتَ النَّاسَ يُصَلُّوْنَ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةٌ وَهٰذِهٖ مَكْتُوْبَةٌ (ابو داؤد)

حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نماز پڑھا رہے تھے۔ میں (انتظار میں) بیٹھ گیا اور لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز سے فارغ ہو کر) پھرے اور آپ نے مجھے (علیحدہ) بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا اے یزید کیا تم مسلمان نہیں ہو چکے۔ میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا (پھر) لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تم کو کس بات نے روکا۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے گھر میں (یہ فرض) نماز پڑھ لی تھی کیونکہ میرا خیال تھا کہ آپ لوگ نماز پڑھ چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا جب تم نماز کی جگہ (یعنی مسجد میں آؤ اور لوگوں کو (جماعت سے) نماز پڑھتا پاؤ تو تم بھی ان کے ساتھ (شریک ہوکر) نماز پڑھو اگرچہ تم نماز پڑھ ہی چکے ہو۔ جو تم جماعت کے ساتھ پڑھو گے یہ تمہارے لئے نفل ہوگی اور وہ جو تم پڑھ چکے ہو وہ فرض ہوگی۔

فائدہ: ایسا صرف ظہر اور عشاء میں کیا جا سکتا ہے۔ مغرب اور فجر کی نماز کا استثناء خود حدیث میں ملتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ نفل کی تین رکعتیں نہیں ہوتیں اور فجر کے فرضوں کے بعد نفل نماز پڑھنے سے ممانعت ہے اسی طرح چونکہ عصر کے فرضوں کے بعد بھی نفل نماز پڑھنے سے ممانعت آئی ہے لہٰذا عصر کی نماز تنہا پڑھ لی ہو تو نفل کی نیت سے جماعت کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ أَدْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا (مالک)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس شخص نے مغرب یا فجر کی نماز تنہا

پڑھ لی پھر ان کو امام کے ساتھ پایا (کہ وہ یہ نمازیں پڑھا رہا ہے) تو ان کی طرف نہ لوٹے (یعنی امام کے ساتھ شریک نہ ہو)۔

باب: 17

صف بندی

وقت ہونے پر امام مسجد میں داخل ہو تو مؤذن اقامت شروع کر سکتا ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ بِلَالًا كَانَ لَا يُقِيمُ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ حِيْنَ يَرَاهُ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ (اپنے گھر سے جس کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا مسجد میں) نہ نکل آتے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت نہیں کہتے تھے۔ جب آپ نکل آتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھتے تب اقامت شروع کرتے۔

اقامت شروع ہونے پر مقتدی کھڑے ہو جائیں

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَاخُذُ النَّاسُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْمَ النَّبِيُّ ﷺ مَقَامَهُ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لئے اقامت رسول اللہ ﷺ کے (مسجد میں) قدم رکھنے پر شروع کی جاتی تھی اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے اپنی جگہ پہنچنے سے پہلے صفیں بنا لیتے تھے۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا سَاعَةَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ يَقُوْمُوْنَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَاتِی النَّبِيُّ ﷺ مَقَامَهُ حَتّٰى تَعْتَدِلَ الصُّفُوْفُ (عبدالرزاق)

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جس وقت مؤذن (رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر سے نکلتا دیکھ کر اقامت شروع کرتا اور اقامت کا پہلا کلمہ) اللہ اکبر کہتا تھا تو صحابہ اسی وقت نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے (اور صفیں بنانے لگتے تھے) اور رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ پہنچتے بھی نہ تھے کہ صفیں درست ہو جاتی تھیں۔

کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو مقتدی قد قامت الصلوٰۃ کہنے تک کھڑا ہو جائے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ (ابن المنذر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ (کبھی کسی وجہ سے انہیں اٹھنے میں دیر ہو جاتی تھی تو) موذن جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہتا تو کھڑے ہو جاتے تھے (اس سے زیادہ تاخیر نہ کرتے تھے)

اگر امام مسجد سے باہر ہو اور موذن اقامت شروع کر دے تو مقتدی امام کے داخل ہونے تک بیٹھے رہیں

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِیْ قَدْ خَرَجْتُ (مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب (غلط فہمی سے یہ سمجھ کر میں نکل ہی رہا ہوں حالانکہ میں ابھی نہیں نکلا) اقامت کہی جانے لگے (تو تمہارے قیام کا دارومدار میرے مسجد کے اندر ہونے پر ہے اقامت پر نہیں لہٰذا) تم کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ تم مجھے دیکھ لو کہ میں (اپنے گھر سے مسجد میں) نکل آیا ہوں۔

صفوں کو سیدھا کرنے کا اہتمام

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَأَنَّمَا يُسَوِّیْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَأٰى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يُكَبِّرَ فَرَأٰى رَجُلاً بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ (مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خود بھی اور کسی کو کہہ کر بھی) ہماری صفیں (اس حدتک) سیدھی کرتے تھے کہ گویا ان کے ذریعہ سے تیر کی لکڑیوں کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ (اور تیر اسی وقت کار آمد ہوتا ہے جب اس کی لکڑی بالکل سیدھی ہو اس میں ذرا سا بھی ٹیڑھ نہ ہو۔ اور آپ ہماری صفیں سیدھی کراتے رہے) یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوا کہ اب ہم نے آپ سے صفیں سیدھی کرنے کی بات کو خوب (اچھی طرح) سمجھ لیا ہے (اور ہم خود صفیں درست کرنے کا اہتمام کرلیں گے تب آپ نے اپنا اہتمام چھوڑا) پھر ایک دن آپ (نماز کے لئے) نکلے اور اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے، تکبیر کہنے ہی لگے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندو تم اپنی صفوں کو خوب سیدھا کیا کرو ورنہ (پاداش میں) اللہ تعالیٰ تمہارے (دلوں کے) درمیان مخالفت پیدا کر دیں گے (اور اس طرح تم آپس کے اتفاق سے محروم ہو جاؤ گے)

عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِی الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ اِسْتَوُوْا (مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (جب) نماز (جماعت سے کرانے) کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنا ہاتھ ہمارے کندھوں پر رکھتے (تا کہ ہم آگے پیچھے نہ ہوں) اور فرماتے (صفوں میں) سیدھے ہو جاؤ۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَعَنْ يَسَارِهٖ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (جب جماعت سے نماز پڑھاتے تو تکبیر کہنے سے پہلے) اپنی دائیں طرف (کو رخ کر کے) فرماتے تھے (اے لوگو) سیدھے ہو جاؤ (اور) اپنی صفوں کو سیدھا کرلو اور اپنی بائیں طرف (بھی) فرماتے تھے (کہ اے لوگو) سیدھے ہو جاؤ اور اپنی صفیں سیدھی کرلو۔

صف میں مل مل کر کھڑے ہونا چاہیئے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْأَعْنَاقِ فَوَ الَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ إِنِّىْ لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذْفُ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو جوڑ کر رکھو اور مل مل کر کھڑے ہو اور صفیں (بھی) قریب قریب بناؤ (کہ بیچ میں اور صف بننے کی گنجائش نہ ہو) اور (ہو سکے تو ایک سطح پر کھڑے ہو تا کہ) گردنوں کو مقابل رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صف کے درمیان خلل (یعنی خالی جگہوں) سے داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ چھوٹے قد والی سیاہ بکری کا بچہ ہے (جو چھوٹے چھوٹے خلل میں سے پار ہو جاتا ہے۔ مسلمان مل کر اجتماعی طور سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کھڑے ہوں اور اپنی لاپرواہی سے اس مجلس میں شیطان کو راہ پانے کا موقع دیں غیر مناسب حرکت ہے خاص کر جبکہ شیطان نے لوگوں کی نماز خراب کرنے کی کوشش ہی کرنی ہے۔)

مل کر کھڑے ہونے میں کندھوں کو ملائیں اور گھٹنوں اور ٹخنوں کو ایک سیدھ میں رکھیں

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَرُكْبَتَهٗ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهٖ وَكَعْبَهٗ بِكَعْبِهٖ (ابوداؤد)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کر کے تین مرتبہ فرمایا اپنی صفوں کو سیدھا کرلو۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ہر شخص اپنا کندھا اپنے ساتھ والے کے کندھے کے ساتھ اور اپنا گھٹنا اس کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنا ٹخنہ اس کے ٹخنے کے ساتھ ملائے

ہوئے ہے۔

فائدہ: مل کر کھڑے ہونے میں یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص اپنے گھٹنے اور ٹخنے دونوں ہی ساتھ والے شخص کے گھٹنے اور ٹخنے کے ساتھ ملا سکے۔ ٹخنے ملائیں تو گھٹنوں کے درمیان فاصلہ رہ جاتا ہے۔ لیکن گھٹنوں کے درمیان خلل اور فاصلہ کو کالعدم سمجھا گیا اور شیطان چونکہ اس خلل میں سے داخل نہیں ہوسکتا اس لئے حدیث میں سیدھ میں رکھنے کو ملانے سے تعبیر کیا گیا۔ اسی طرح ٹخنوں کو ملانا بھی درحقیقت سیدھ میں رکھنے سے تعبیر ہے اور ٹخنوں کے درمیان خلل اور فاصلہ کو بھی کالعدم سمجھا گیا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ جب آدمی کسی بڑی ذات کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو دونوں پاؤں کے درمیان معتدل فاصلہ رکھتا ہے جو کہ چند انگلیوں کی چوڑائی کا ہوتا ہے اور اس کو ادب سمجھا جاتا ہے جبکہ پاؤں پھیلا کر کھڑے ہونے کو ادب کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ اب آدمی جب تنہا نماز پڑھے تو ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ پاؤں کے درمیان چند انگلیوں کا فاصلہ رکھے لیکن جب باجماعت نماز پڑھے تو ادب کی اس ہیئت کو ترک کر کے بے ادبی کی ہیئت کو اختیار کرے یہ نامناسب بات ہے حالانکہ نماز کی تو ساری ہیئت ادب کی ہے۔ لہٰذا حدیث میں گھٹنے اور ٹخنے ملانے سے مراد ان کو ایک سیدھ میں رکھنا ہے البتہ کندھوں کو واقعتاً ملانا ہے۔

پہلے اگلی صفوں کو پورا کرنا چاہئے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِىْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِى الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (پہلے) اگلی صف کو مکمل کرو، پھر اس کے بعد والی کو (مکمل کرو اور پھر اس کے بعد والی کو) اور جو کوئی کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہئے۔

امام کو صف کے وسط کے مقابل کھڑے ہونا چاہئے

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَسَّطُوا الْإِمَامَ. (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اپنے) امام کو بیچ میں رکھو (اور اس کے پیچھے دائیں بائیں برابر کی مسافت میں کھڑے ہو)

صف بندی میں سب سے آگے مرد ہوں پھر لڑکے پھر عورتیں ہوں

عَنْ أَبِىْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِىِّ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ (ابو داؤد)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے (ایک دفعہ) فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی تفصیل نہ بیان کروں۔ (لوگوں نے کہا ضرور بیان کیجئے تو) انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لئے

اقامت کہنے کا حکم دیا اور مردوں کی صف بنائی اور مردوں کے پیچھے لڑکوں کی صف بنائی پھر ان سب کو نماز پڑھائی۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو نماز پڑھائی جس میں) میں نے اور ہمارے گھر میں موجود ایک یتیم (یعنی ضمیرہ بن سعد) نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی (یعنی ہم دونوں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے) اور (میری والدہ) ام سلیم ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

صرف ایک مقتدی ہو تو وہ امام کے ساتھ اس کے دائیں جانب کھڑا ہو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ فَجِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَدَارَنِيْ حَتّٰى أَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى أَقَامَنَا خَلْفَهٗ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی آ گیا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر مجھے اپنے داہنے ہاتھ پر کھڑا کر دیا پھر (اتنی دیر میں) جبار بن صخر (بھی) آ گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بائیں ہاتھ پر کھڑے ہوئے تو آپ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور ہمیں پیچھے کیا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔

جماعت میں عورت اگر مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے اور مرد اس کو پیچھے جانے کا نہ کہے تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ أَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (عبدالرزاق)

ابو معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورتوں کو جہاں اللہ نے پیچھے رکھا ہے وہیں تم ان کو پیچھے رکھو (یعنی نماز میں عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا کرو)۔

فائدہ: مردوں اور عورتوں کے درمیان ترتیب واجب ہے اور ضروری ہے کہ عورتیں مردوں سے پیچھے کھڑی ہوں اور اس کے لئے مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں کو پیچھے کریں۔ اگر کوئی مرد ایسا نہ کرے یعنی نہ تو نماز شروع کرنے سے پہلے عورت کو پیچھے جانے کا کہے اور اگر وہ نماز شروع کرنے کے بعد ساتھ آ کر کھڑی ہوئی تو نہ ہی اس کو پیچھے ہونے کا اشارہ کرے تو مرد واجب کے ترک کا مرتکب ہوتا ہے اور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اس کا اثر یہ فرماتے ہیں

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ إِلٰى جَانِبِ الرَّجُلِ وَكَانَا فِيْ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ فَسَدَتْ صَلَاتُهٗ (کتاب

(الآثار لمحمد)

یعنی جب عورت مرد کی جانب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور دونوں کی نماز ایک ہی ہو تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے) اور چونکہ یہ اثر ایسا نہیں ہے کہ جو محض عقل و قیاس سے معلوم ہو سکے اس لئے محدثین کے ضابطہ کے مطابق یہ بات متعین ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کی حدیث کا یہی مطلب نقل ہوا۔

اگر مرد و عورت کے درمیان کوئی پردہ وغیرہ حائل ہو تو جائز ہے

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ رُبَمَا كُنْتُ أَنَا وَالْمَرْأَةُ فِيْ بِنَاءٍ ضِيْقٍ فَتَحْضُرُ الصَّلَاةُ فَإِنْ صَلَّيْتُ أَنَا وَهِيَ كَانَتْ بِحِذَائِيْ . فَإِنْ صَلَّتْ خَلْفِيْ خَرَجَتْ مِنَ الْبِنَاءِ قَالَ تَسْتُرُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا ثَوْبٌ ثُمَّ تُصَلِّيْ بِحِذَائِكَ إِنْ شِئْتَ (احمد)

حارث بن معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بسا اوقات میں اور میری بیوی چھوٹی سی کوٹھری میں ہوتے ہیں اور نماز کا وقت آ جاتا ہے۔ اگر میں اور وہ (جماعت سے) ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھیں تو وہ میرے محاذات میں ہوتی ہے۔ اور اگر وہ میرے پیچھے نماز پڑھے تو کوٹھری (کے تنگ ہونے کی وجہ) سے اس کو باہر نکلنا پڑتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے اور اس کے درمیان کوئی کپڑا ڈال لو پھر اگر تم چاہو تو وہ تمہارے محاذی کھڑے ہوکر نماز پڑھ لے۔

صف کے دائیں حصہ میں کھڑے ہونے کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ. (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں دائیں صف والوں کے لئے (بشرطیکہ بائیں طرف کا حصہ خالی نہ رہا ہو۔ اور اگر نمازی کم ہوں اور مجبوراً بائیں طرف کی جگہ پر کرنے کیلئے اس طرف کھڑا ہو تو اس صورت میں یہ حدیث میں مذکور فضیلت کا مستحق رہے گا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ عَمَّرَ جَانِبَ الْمَسْجِدِ الْأَيْسَرِ لِقِلَّةِ أَهْلِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کے نمازیوں کے کم ہونے کے وقت جس نے بائیں جانب کو آباد رکھا تو اس کو دوگنا اجر ملے گا (ایک تو صف میں کھڑے ہونے کا اصل اجر،

دوسرا دائیں جانب کھڑے ہونے کی رغبت کا)

کشادگی ہوتے ہوئے ستونوں کے درمیان صف بنانا مکروہ ہے

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِي عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا (ابن ماجه)

معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں ستونوں کے درمیان صف بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور اس سے ہٹا دیا جاتا تھا (کیونکہ ستونوں کی وجہ سے صف ٹوٹ جاتی ہے جبکہ صف کا سیدھا اور متصل ہونا مطلوب ہے)

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ قَالَ صَلَّيْنَا خَلْفَ أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَاضْطَرَّنَا النَّاسُ فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ (واللفظ للحاكم فتَأَخَّرَ أَنَسٌ) فَلَمَّا صَلَّيْنَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كُنَّا نَتَّقِيْ هٰذَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی)

عبدالحمید بن محمود رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے ایک امیر کے پیچھے نماز پڑھی تو لوگوں (کے ہجوم) نے ہمیں مجبور کر دیا اور ہم نے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی (حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے لیکن وہ ستونوں سے پیچھے ہٹ گئے) جب ہم نماز پڑھ چکے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم اس بات سے (یعنی ستونوں کے درمیان صف بنانے سے) بچتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ بالا کراہت اس وقت ہے جب مسجد میں گنجائش ہو۔ اگر ہجوم کی وجہ سے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مجبوری ہو تو کراہت نہیں۔ اسی طرح تنہا نماز پڑھنے والا ستونوں کے درمیان کھڑا ہو تو جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَأَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰى أَثَرِهٖ فَسَأَلْتُ بِلَالًا أَيْنَ صَلّٰى فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اور بلال (رضی اللہ عنہم) بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ خاصی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ (بیت اللہ سے) باہر تشریف لائے۔ آپ کے (باہر نکلنے کے) بعد لوگوں میں سے سب سے پہلے میں بیت اللہ میں داخل ہوا اور میں نے بلال سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگلے دو ستونوں کے درمیان۔

باب: 18

امام اور مقتدیوں کی ذمہ داریاں

امام کی ذمہ داریاں

شرعی اعتبار سے وہ اپنے تمام معاملات درست رکھے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا تَرْتَفِعُ صَلَا تُهُمْ فَوْقَ رُؤُسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ ...... (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین طرح کے لوگ ہیں کہ جن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی (یعنی ان کی نماز کو کچھ بھی قبولیت حاصل نہیں ہوتی۔ ان میں سے) ایک وہ شخص ہے جو کچھ لوگوں کی امامت کرے درانحالیکہ وہ (یعنی ان میں سے اکثر) لوگ (کسی شرعی سبب کی وجہ سے) اس کو ناپسند کرتے ہوں۔

مقتدیوں کی خاطر نماز ہلکی کرے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيْهِمِ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی (امام بنے اور) لوگوں کو نماز پڑھائے تو نماز ہلکی رکھے کیونکہ ان میں بیمار اور کمزور اور بوڑھے (سب ہی) ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی اپنی نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ امام مسنون قراءت سے زیادہ نہ کرے بلکہ اگر ضرورت ہو تو مسنون کے بھی ہلکے درجہ کو اختیار کرے اور اسی طرح تسبیحات میں تین دفعہ جو کہ مسنون تعداد ہے زیادہ نہ کرے جو کہ مستحب ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ مقتدیوں کی رعایت فرماتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاصَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةٍ وَلَا أَتَمَّ صَلَاةٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةً أَنْ تُفْتَتَنَ أُمُّهُ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی کہ اس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے ہلکی بھی ہو اور پوری بھی ہو (یعنی ارکان، واجبات اور سنن مؤکدہ پورے کرتے تھے۔ وہ مستحبات جن سے نماز لمبی ہوتی ہو ان کو چھوڑ دیتے تھے) آپ ﷺ (نماز پڑھانے کے دوران) کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تھے تو (أَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا یعنی نماز لمبی کرنے کا ارادہ لینے کے باوجود) نماز کو اس کی ماں کی پریشانی کے خوف سے ہلکا کر دیتے تھے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلاً قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَالْحَاجَةِ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے فجر کی نماز جماعت سے ان فلاں (امام) صاحب کی وجہ سے چھوڑنی پڑتی ہے جو ہمیں بڑی لمبی نماز پڑھاتے ہیں (جب کہ اپنے کام کاج یا کسی اور عذر کی وجہ سے ہمیں اتنی لمبی نماز کی طاقت نہیں ہوتی) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نصیحت میں اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بعض (مقتدیوں کی مجبوریوں کی رعایت نہ کر کے اور لمبی لمبی نماز پڑھا کر لوگوں کو ایک اجتماعی واجب کام سے) متنفر کرتے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے اس کو چاہئے کہ (اجتماعیت قائم رکھنے کی پوری کوشش کرے۔ انتشار و افتراق کا سبب بننے سے بچے لہٰذا) وہ (مقتدیوں کی پوری رعایت کرے اور) نماز ہلکی رکھے کیونکہ ان میں کمزور بھی ہوں گے بوڑھے بھی ہوں گے اور ایسے بھی ہوں گے جن کو کوئی کام درپیش ہو۔

مقتدیوں کی ذمہ داریاں

امام کا اتباع کریں

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِي بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف اپنا چہرہ کیا اور فرمایا اے لوگو میں تمہارا امام ہوں (اور امام اس کو کہتے ہیں جس کے پیچھے پیچھے لوگ چلیں) لہٰذا (نماز کے افعال میں تم میرے پیچھے پیچھے رہو اور) تم مجھ پر سبقت نہ کرو نہ رکوع کرنے میں اور نہ سجدہ کرنے میں اور نہ (پہلے قعدہ سے یا سجدہ سے اٹھ کر) قیام کرنے میں اور نہ سلام پھیرنے میں (اور یہ نہ خیال کرنا کہ تم میرے پیچھے ہوتے ہو تو) مجھے تمہاری حرکات کا علم نہیں ہوتا بلکہ) میں تم کو اپنے سامنے سے بھی دیکھتا ہوں اور اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں (کہ پیچھے کی شعائیں بھی مڑ کر میری آنکھوں میں داخل ہو جاتی ہیں)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَمَا یَخْشٰی أَحَدُکُمْ إِذَا رَفَعَ رَاسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاسَهُ رَاسَ حِمَارٍ أَوْیَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی (رکوع یا سجدہ سے اٹھتے ہوئے) جب اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے تو وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے (کیونکہ جو اتنا بھی نہ سمجھے کہ اقتداء میں امام کی پیروی کرنی ہے اس سے سبقت نہیں کرنی تو وہ بہت ہی بے وقوف اور معنی گدھے کی طرح ہے اور اس لائق ہے کہ اپنے جرم کی پاداش میں ظاہراً بھی گدھے کی طرح ہو جائے)۔

جس حال میں امام کو پائے اسی میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے

عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ وَجَدَنِیْ قَائِمًا أَوْ رَاکِعاً أَوْ سَاجِدًا فَلْیَکُنْ مَعِیْ عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ أَنَا عَلَیْهَا (سنن سعید بن منصور)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھے (باجماعت نماز میں) قیام کرتا پائے یا رکوع کرتا پائے یا سجدہ کرتا پائے تو چاہیے کہ جس حالت میں میں ہوں (تکبیر تحریمہ کہہ کروہ) اسی حالت میں مجھ سے مل جائے۔

امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے تو وہ رکعت شمار کی جائے گی

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا جِئْتُمْ إِلَی الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْهَا شَیْئًا وَمَنْ أَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ أَدْرَکَ الصَّلَاةَ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم (جماعت سے نماز پڑھتے ہوئے) سجدے میں ہوں تو تم بھی (نماز میں شریک ہو کر) سجدہ کرلو لیکن اس سجدہ کو کچھ شمار نہ کرو۔ اور جو کوئی رکوع کو پالے تو (وہ اس کو شمار کرلے کیونکہ) اس نے رکعت کو پالیا۔

امام کے اپنی پشت سیدھی کرنے سے پیشتر رکوع میں ملے تب رکعت شمار ہوگی

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَدْرَکَ رَکْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَکَهَا قَبْلَ أَنْ یُّقِیْمَ الْإِمَامُ صُلْبَهٗ (ابن خزیمه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے (اپنی تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد) امام کے اپنی پشت سیدھی کرنے سے پہلے نماز کا رکوع پالیا تو اس نے اس رکعت کو پالیا۔

قراءت میں غلطی پر

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ یَزِیْدَ الْمَالِکِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ فِی الصَّلَاةِ فَتَرَکَ شَیْئًا لَمْ یَقْرَأْهُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَرَکْتَ آیَةَ کَذَا وَکَذَا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَّا أَذْکَرْتَنِیْهَا قَالَ کُنْتُ أُرَاهَا نُسِخَتْ (ابو داؤد)

حضرت مسور بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ بیچ کی کچھ آیتیں آپ چھوڑ گئے اور ان کو نہیں پڑھا۔ (نماز سے فراغت پر) ایک شخص نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فلاں فلاں آیتیں چھوڑ دی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم نے مجھے وہ (نماز ہی میں) کیوں نہ بتلا دیں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے خیال ہوا کہ منسوخ نہ ہوگئی ہوں۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ کُنَّا نَفْتَحُ عَلَی الْأَئِمَّةِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (حاکم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اماموں کو لقمہ دے دیا کرتے تھے (یعنی قراءت میں ان کی غلطی بتا دیا کرتے تھے)۔

قراءت کے علاوہ کسی غلطی پر یا کسی بات پر تنبیہ کرنے کے لئے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ التَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جب امام کو کسی بات پر متنبہ کرنا مقصود ہو تو) مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مارنا چاہئے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلٰی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِیُصْلِحَ بَیْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلٰی أَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَأُقِیْمُ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰی أَبُوْبَکْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِی الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰی وَقَفَ فِی الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَکَانَ أَبُوْبَکْرٍ لَا یَلْتَفِتُ فِی الصَّلَاةِ. فَلَمَّا أَکْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِیْقَ اِلْتَفَتَ فَرَأٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْکُثْ مَکَانَکَ فَرَفَعَ أَبُوْبَکْرٍ یَدَیْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی مَا أَمَرَهٗ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِکَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی اسْتَوٰی فِی الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِیُّ ﷺ فَصَلّٰی ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ یَا أَبَا بَکْرٍ مَا مَنَعَکَ أَنْ تَثْبُتَ إِذَا أَمَرْتُکَ قَالَ

أَبُوبَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَاءِ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ کی طرف ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اس دوران نماز کا وقت آ گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو میں اقامت کہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں (تم اقامت کہو میں نماز پڑھا دیتا ہوں) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ (واپس) تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ پہنچے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا لیکن (چونکہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں (ادھر ادھر) توجہ نہیں کرتے تھے (اس لئے انہوں نے اس کو محسوس نہیں کیا) جب لوگوں نے کئی مرتبہ ہاتھ پر ہاتھ مارے تب انہوں نے توجہ کی اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اللہ عز و جل کی حمد کی پھر پیچھے ہٹ کر صف میں شریک ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور باقی نماز پڑھائی۔ جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا کہ اے ابوبکر جب میں نے تم کو حکم دیا تھا (کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور نماز پڑھاتے رہو) تو اپنی جگہ کھڑے رہنے سے کس چیز نے تمہیں روکا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے (یعنی میرے) لئے لائق نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے ہو کر نماز پڑھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا بات کہ میں نے تمہیں بہت زیادہ ہاتھ پر ہاتھ مارتے دیکھا۔ جس کو اپنی نماز میں کوئی بات پیش آ جائے (اور وہ امام کو اطلاع دینا چاہے) تو اس کو چاہئے کہ سبحان اللہ کہے کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو امام اس کی طرف (بآسانی) توجہ کرے گا۔ ہاتھ پہ ہاتھ مارنا تو عورتوں کے لئے ہے۔

باب: 19

سترہ کا بیان

سترہ اختیار کرنا واجب نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِباً علٰى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِمِنًی إِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَیَّ أَحَدٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ اس وقت میں بلوغت کے قریب تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے سامنے کسی دیوار (یا اوٹ) کے بغیر لوگوں کو منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ میں (گدھی پر سوار) صف کے کچھ حصہ کے سامنے سے گزرا پھر گدھی پر سے اترا اور اس کو چرنے کیلئے چھوڑ دیا اور خود صف میں شریک ہو گیا۔ میرے اس عمل کی وجہ سے کسی نے مجھ پر نکیر نہیں کی۔

سترہ اختیار کرنا مستحب ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ إِلٰى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو کسی سترہ کی طرف نماز پڑھے اور سترہ کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔

عَنْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِكَ (مسلم)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے کجاوہ کی پچھلی لکڑی کی مثل کھڑی کر لے تو (اس کی طرف) نماز پڑھے اور اس سترہ سے پرے جو کوئی گزرے اس کا کچھ خیال نہ کرے۔

سترہ کو بالکل ناک کی سیدھ میں نہ رکھے بلکہ دائیں یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ إِلٰى عُوْدٍ وَلَا عُمُوْدٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلٰى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا (ابوداؤد)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کسی لکڑی یا ستون یا درخت (کو سترہ بنا کر اس) کی طرف نماز پڑھتے دیکھا تو صرف یہی دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کو دائیں یا بائیں بھوؤں کے سامنے کیا۔

سترہ ایسی چیز کا ہو جو شفاف نہ ہو

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَّجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِيْ نَحْرِهِ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھے جو (شفاف نہ ہونے کی وجہ سے) اس کو لوگوں سے اوٹ میں کرتی ہو پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنے کی کوشش کرے تو چاہیے کہ نمازی اس کو اس کے سینہ پر (ہاتھ رکھ کر) روک دے۔

سترہ کم از کم ایک ہاتھ بلند ہو

عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَسْتُرِ الرَّجُلُ فِيْ صَلَاتِهِ السَّهْمَ (احمد)

حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کو چاہیے کہ اپنی نماز میں تیر کو سترہ بنا لے (جو ایک ہاتھ یعنی ڈیڑھ فٹ کا ہوتا تھا)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكُزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھوٹے نیزے کو (جو ڈیڑھ فٹ لمبا ہوتا تھا) گاڑ دیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: ابوداؤد میں بڑے تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے آخِرَةُ الرَّحْلِ ذِرَاعٌ فَمَا فَوْقَهُ کجاوہ کی پچھلی لکڑی ایک ہاتھ کی بھی ہوتی تھی اور اس سے زائد کی بھی ہوتی تھی)۔

امام کا سترہ مقتدیوں کا بھی سترہ ہوتا ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ هَبَطْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَعْنِيْ فَصَلّٰى إِلٰى جِدَارٍ فَاتَّخَذَهُ قِبْلَةً وَ نَحْنُ خَلْفَهُ فَجَاءَتْ بُهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زَالَ يُدَارِءُهَا حَتّٰى لَصِقَ بَطْنَهُ بِالْجِدَارِ وَ مَرَّتْ مِنْ وَّرَائِهِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثنیہ اذاخر کے مقام پر ٹھہرے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ نے ایک دیوار کی طرف نماز پڑھی اور اس کو قبلہ بنالیا اور ہم آپ کے پیچھے تھے اس دوران ایک بکری کا بچہ آپ کے سامنے سے گزرنے لگا تو آپ (کچھ آگے بڑھ کر) اس کو گزرنے سے روکتے رہے یہاں تک کہ (اس کوشش میں) آپ کا پیٹ دیوار کے قریب جا لگا اور بکری کا بچہ آپ کے پیچھے سے (لیکن مقتدیوں کے آگے سے) گزرا (اور مقتدیوں کے آگے سے گزرنے کا آپ نے اعتبار نہیں کیا)۔

باب: 20

مسافر کی نماز

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَ زِيْدَ فِي صَلٰوةِ الْحَضَرِ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ (محترمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا (شروع میں) حضر اور سفر (دونوں حالتوں) میں دو دو رکعت نماز فرض ہوئی (سوائے مغرب کی نماز کے کہ وہ شروع ہی سے تین رکعت مقرر ہوئی جیسا کہ بیہقی کی روایت ہے إِلَّا الْمَغْرِبَ فَإِنَّهَا وِتْرُ النَّهَارِ. پھر سفر کی نماز (تو دو رکعت برقرار رکھی گئی البتہ حضر کی (ظہر، عصر اور عشاء کی دو رکعت) نماز میں اضافہ کیا گیا (اور وہ چار رکعتیں فرض کی گئیں)

سفر میں امن ہو تب بھی قصر کا حکم

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ (مسلم)

حضرت یعلیٰ بن امیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا (قرآن پاک میں ہے) تم پر نماز کو قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں پریشان کریں گے (اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا قصر کافروں کے فتنہ و فساد سے خوف کے وقت ہے) اور اب تو لوگ (کافروں کے فساد سے) امن میں ہوگئے ہیں (تو اب بھی قصر کیوں کی جائے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا جس بات سے تمہیں تعجب ہوا ہے اسی سے مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایک صدقہ (یعنی سہولت کا حکم) ہے جو اللہ نے تم پر جاری رکھا ہے تو اس کے صدقہ (اور سہل حکم) کو قبول کرو۔

سفر میں قصر کرنا واجب ہے محض اجازت و رخصت نہیں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِى الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِى السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی زبانی حضر میں چار رکعتیں فرض فرمائیں اور سفر میں دو رکعتیں فرض فرمائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِى السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ أَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں (بھی) رہا۔ آپ نے دو رکعتوں سے زیادہ (سفر کی) نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (سفر میں بھی) رہا لیکن انہوں نے دو رکعتوں سے زیادہ (سفر کی) نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی۔ اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (سفر میں بھی) رہا لیکن انہوں نے (بھی) دو رکعتوں سے زیادہ (سفر کی) نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (سفر میں بھی) رہا اور انہوں نے (بھی) دو رکعتوں سے زیادہ (سفر کی) نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی۔ اور یہ سب خلفاء حضرات ایسا کیوں نہ کرتے جبکہ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ) میں عمدہ نمونہ ہے۔

مسافت سفر کم از کم تین دن رات کی ہے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْوَالِبِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ إِلٰى كَمْ نَقْصِرُ الصَّلَاةَ فَقَالَ أَتَعْرِفُ السُّوَيْدَاءَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنِّىْ قَدْ سَمِعْتُ بِهَا قَالَ فِىْ ثَلَاثِ لَيَالٍ قَوَاصِدَ فَإِذَا خَرَجْنَا إِلَيْهَا قَصَرْنَا الصَّلَاةَ (الآثار للامام محمد)

علی بن ربیعہ والبی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم کتنی مسافت پر نماز قصر کریں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم سویداء (مقام) سے واقف ہو۔ کہتے ہیں میں نے جواب دیا کہ نہیں البتہ میں نے اس (مقام) کے بارے میں سنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تین درمیانی راتوں کے سفر پر ہے۔ جب ہم اس تک (یا اتنی مسافت پر) جاتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں۔

جب بستی کی آبادی سے باہر نکلے اس وقت قصر کرے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ أَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ كُلُّهُمْ صَلّٰی مِنْ حِیْنَ یَخْرُجُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ إِلٰی أَنْ یَّرْجِعَ إِلَیْهَا رَكْعَتَیْنِ فِی الْمَسِیْرِ وَالْمَقَامِ بِمَكَّةَ.(طبرانی فی الاوسط)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا۔ ان سب نے مدینہ (منورہ) سے نکلنے کے وقت سے اس میں واپس داخل ہونے تک چلنے کے دوران بھی اور مکہ (مکرمہ) میں قیام کے دوران بھی (قصر کی) دو دو رکعت نماز پڑھی۔

عَنْ أَبِیْ حَرْبٍ أَنَّ عَلِیًّا خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ فَصَلَّی الظُّهْرَ أَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّا لَوْجَاوَزْنَا هٰذَا الْخُصَّ لَصَلَّیْنَا رَكْعَتَیْنِ (ابن ابی شیبہ).

ابوحرب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ سے (سفر پر) نکلنے لگے تو رستے میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا اگر ہم وہ (سامنے نظر آنے والا) چھپر پار کر جاتے تو (ہم آبادی سے باہر ہو جاتے اور صرف) دو رکعت پڑھتے۔

مسافر آبادی میں لوٹنے تک قصر کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ یَقْصُرُ الصَّلَاةَ حِیْنَ یَخْرُجُ مِنْ شُعَبِ الْمَدِیْنَةِ وَ یَقْصُرُ إِذَا رَجَعَ حَتّٰی یَدْخُلَهَا (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ (سفر پر جانے کے لئے) مدینہ کے رستوں سے نکلتے تو قصر شروع کرتے اور مدینہ میں واپس داخل ہونے تک قصر کرتے رہتے۔

کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَجْمَعَ عَلٰی إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا أَتَمَّ الصَّلَاةَ (ابن ابی شیبہ)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب (کسی بستی میں) پندرہ دن کی اقامت کا پختہ ارادہ کر لیتے تو نماز پوری پڑھتے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلٰی إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ یَوْمًا فَأَتْمِمِ الصَّلَاةَ (الآثار لمحمد)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم سفر پر ہو اور (اس دوران کسی بستی میں) پندرہ دن ٹھہرنے پر اپنے دل کو پختہ کر لو تو نماز پوری پڑھو۔

فائدہ: فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں چند دن قیام کیا۔ مدت کے بارے میں

مختلف قول ملتے ہیں۔انیس دن سترہ دن اور پندرہ دن۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ (بخاری)

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام کیا اور قصر کرتے رہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقَامَ سَبْعَ عَشَرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سترہ دن قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشَرَةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔

اس موقع پر مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام فی الواقع جتنا بھی رہا ہو اس پورے عرصہ میں آپ ﷺ نے نماز قصر پڑھی۔اول تو اس کی تصریح نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کسی خاص مدت کی اقامت کی نیت بھی کی تھی لہٰذا یہ ممکن ہے کہ آج کل کرتے کرتے اتنی مدت ہوگئی ہو اور ایسے میں نماز قصر ہی کی جاتی ہے۔اور اگر آپ ﷺ نے اقامت کی نیت بھی کی تھی تو مذکورہ بالا تین مدتوں میں سے پندرہ دن کی مدت کے اختیار کرنے کو ترجیح حاصل ہے جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

1- کمتر ہونے کی وجہ سے یہ مدت یقینی اور اتفاقی ہے۔دیگر مدتیں یقینی نہیں۔

2- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا فتوے اس مدت کے مطابق ہیں۔

دشمن کی سرزمین میں صرف قصر ہی کریں

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ بِتَبُوْكٍ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ (ابوداؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔

مسافر مقیم کے پیچھے پوری نماز پڑھے

عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ إِنَّا إِذَا كُنَّا مَعَكُمْ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا وَإِذَا رَجَعْنَا إِلٰى رِحَالِنَا صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ (احمد)

موسیٰ بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم (مسافرت کی حالت میں) مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے (جو اس وقت وہاں مقیم تھے) تو میں نے ان سے کہا کہ جب ہم آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو ہم آپ کے پیچھے چار رکعت پڑھتے ہیں (کیونکہ آپ مقیم ہونے کی وجہ سے چار رکعت پڑھتے ہیں) اور جب ہم اپنے ٹھکانوں میں چلے جاتے ہیں (اور اپنی نماز پڑھتے ہیں) تو (مسافر ہونے کی وجہ سے) دو رکعت پڑھتے ہیں تو ہمارا یہ عمل کیسا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ابوالقاسم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ (مالک)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ (مکرمہ) تشریف لاتے تو لوگوں کو (اپنے سفر کی وجہ سے) دو رکعت پڑھاتے اور (اپنا سلام پھیر کر لوگوں سے) کہتے کہ اے مکہ والو ہم تو مسافر ہیں لہٰذا تم اپنی نمازیں پوری کر لو۔

آدمی اپنے شہر سے مسافت پر کسی بستی میں نکاح کر لے اور بیوی کو وہیں رکھے تو اس بستی میں پہنچنے پر پوری نماز پڑھے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ ذُبَابٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلّٰى بِمِنًى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَأَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ تَأَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ تَأَهَّلَ فِيْ بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلَاةَ الْمُقِيْمِ (احمد)

عبدالرحمٰن بن ابی ذباب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں پوری چار رکعتیں پڑھائیں۔ لوگوں نے ان پر اعتراض کیا (کہ آپ تو مدینہ منورہ سے تشریف لائے ہیں اور مکہ مکرمہ میں آپ کا پندرہ دن کا قیام نہیں ہوا تو آپ نے پوری نماز کیوں پڑھائی آپ کو تو قصر کرنی چاہئے تھی) انہوں نے (اس کی وجہ بتاتے ہوئے) فرمایا کہ اے لوگو جب میں مکہ مکرمہ میں آیا تو میں نے ایک عورت سے نکاح کر لیا (اور اس کو یہیں رکھنے کا ارادہ ہے مدینہ منورہ لے جانے کا ارادہ نہیں ہے) اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو کسی شہر میں نکاح کر لے تو وہ مقیم کی طرح نماز پڑھے۔

فجر کی سنتیں سفر میں بھی موکدہ ہوتی ہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ.

(احمد و ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو سنتیں (کسی بھی وجہ سے) مت ترک کرو اگرچہ گھوڑے تمہیں روند رہے ہوں۔

باقی نمازوں کی سنتیں غیر موکدہ ہو جاتی ہیں البتہ ان کا پڑھنا افضل ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَاءً ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَا يُنْقَصُ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ (ترمذی)

وَفِي رِوَايَةٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضر اور سفر میں نماز پڑھی تو میں نے آپ کے ساتھ حضر میں ظہر کے چار فرض پڑھے اور ان (سے پہلے چار سنتیں اور) ان کے بعد دو سنتیں پڑھیں۔ اور میں نے آپ کے ساتھ (سفر میں) ظہر کے دو فرض پڑھے اور ان کے بعد دو سنتیں پڑھیں۔ اور (سفر میں) عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور ان کے بعد کچھ نماز نہ پڑھی۔ اور میں نے (آپ کے ساتھ) حضر و سفر میں یکساں مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں اور مغرب تو دن کی طاق نماز ہے اور ان کے بعد دو سنتیں پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ (سفر میں) عشاء کے دو فرض پڑھے اور ان کے بعد دو سنتیں پڑھیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوا يُصَلُّونَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلُّونَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَ هَا لَأَتْمَمْتُهَا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا۔ وہ سب حضرات ظہر اور عصر (اور اسی طرح عشا) کی دو دو رکعت پڑھتے تھے۔ (اور بعض اوقات میں) نہ ان سے پہلے (سنتیں) پڑھتے تھے اور نہ ان کے بعد (سنتیں) پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے فرض سے پہلے اور اس کے بعد سنتیں پڑھنی ہوں تو میں فرض ہی پورے نہ پڑھ لوں۔

باب: 21

بیمار کی نماز

کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے اور آپ کا دایاں پہلو چھل گیا۔ ہم آپ کے پاس آپ کی عیادت کیلئے گئے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

بیٹھ نہ سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ (بخاری)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے بواسیر کا مرض تھا میں نے (اس بیماری میں) نماز پڑھنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا (اول تو یہ کوشش کرو کہ) کھڑے ہو کر نماز پڑھو (اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو) اور اگر (بیٹھنے کی) طاقت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھو۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يُصَلِّيْ الْمَرِيْضُ مُسْتَلْقِيًا عَلٰى قَفَاهُ تَلِيْ قَدَمَاهُ الْقِبْلَةَ (دار قطنی)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مریض (اگر بیٹھ نہ سکے تو) اپنی گدی پر چت لیٹ کر نماز پڑھے (اور) اس کے قدم قبلہ رخ ہوں۔

فائدہ: چت لیٹ کر نماز پڑھے اور ہو سکے تو اپنے گھٹنے اٹھا کر رکھے اور اپنے سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ لے تاکہ چہرہ قبلہ رخ ہو جائے۔ چونکہ یہ صورت بیٹھنے کے زیادہ قریب ہے اس لئے اس صورت کو پہلو پر لیٹنے کے مقابلہ میں ترجیح حاصل ہوگی۔

رکوع وسجدہ نہ کر سکے تو ان کے لئے سر کا اشارہ کرے

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ أَوْمَأَ بِرَاسِهٖ إِيْمَاءً وَلَمْ يَرْفَعْ إِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا (مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب مریض کو سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنے سر سے اشارہ کرے (اور سر کو کچھ جھکا دے) اور (سجدہ کی خاطر) اپنے ماتھے تک کوئی چیز نہ اٹھائے۔

مریض مجبور ہو تو چوکڑی مار کر بیٹھے

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسًا يُصَلِّيْ مُتَرَبِّعًا عَلٰى فِرَاشِهٖ (بخاری)

حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چوکڑی مار کر بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا۔

مجبوری میں سہارا لینا

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ اتَّخَذَ عُمُوْدًا فِيْ مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ (ابوداؤد)

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمر رسیدہ ہوئے اور جسم بوجھل ہوگیا تو اپنے مصلے پر آپ نے ایک ستون سا بنوا لیا جس سے (نماز پڑھتے ہوئے بوقت ضرورت) سہارا لیتے تھے۔

عَنْ أُهْبَانَ بْنِ أَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكٰى رُكْبَتَهٗ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهٖ وِسَادَةً (بخاری)

حضرت اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تکلیف ہوئی تو وہ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔

پانچ نمازوں تک بے ہوشی رہے تو ان کی قضا کرے

عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى عَمَّارٍ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَأَفَاقَ نِصْفَ اللَّيْلِ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ (دار قطنی)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے وقت میں بے ہوشی رہی اور آدھی رات کو ہوش آیا تو انہوں نے (اس وقت) ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ قَالَ فِي الْمُغْمٰى عَلَيْهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً قَالَ يَقْضِيْ (کتاب

(الآثار لمحمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص پورے ایک دن رات (یعنی کل پانچ نمازوں تک) بے ہوش رہے تو وہ (ہوش آنے پر) ان نمازوں کو قضا کرے۔

فائدہ: پانچ نمازوں سے زائد یعنی کم از کم چھ نمازوں تک بے ہوشی رہے تو اس صورت میں فوت شدہ نمازوں کی قضا نہیں پڑھنی۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِنْ يَوْمَيْنِ فَلَمْ يَقْضِ (دار قطنی)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دو دن سے زیادہ بے ہوش رہے تو (ہوش آنے پر) انہوں نے فوت شدہ نمازیں قضا نہیں پڑھیں۔

باب: 22

فوت شدہ نمازوں کی قضا

جس کو نماز پڑھنا یاد نہ رہا ہو

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ نَسِیَ صَلوٰةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا جو نماز (پڑھنے) کو بھول گیا تو اسے چاہئے کہ جب اسے یاد آئے اسی وقت پڑھ لے (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو ورنہ مکروہ وقت گزرنے کے بعد پڑھے) اس کا بس یہی کفارہ ہے۔

جو سوتا رہ گیا ہو

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِيَاخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَاسِ رَاحِلَتِهٖ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک سفر رات کو آخری حصہ میں پڑاؤ کیا (اور تھکن کی وجہ سے سب سو گئے اور اگر چہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جاگتے رہنے اور سب کو نماز کے وقت اٹھانے کی ذمہ داری لی تھی لیکن ان کی بھی آنکھ لگ گئی) تو ہم میں سے کوئی بھی نہ جاگا یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا (اس وقت ہم جاگے) نبی علیہ السلام نے فرمایا چاہئے کہ ہر شخص اپنی سواری کا سر پکڑ کر (اس جگہ سے) چلے کیونکہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے پاس شیطان آ گیا تھا (مطلب یہ کہ یہاں ہم سے اگر چہ غیر اختیاری طور پر ہی سہی شیطان کے مطلب کی بات یعنی نماز قضا ہوگئی ہے) کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے پانی منگوایا (اور وضو کیا) پھر (فجر کی) دو سنتیں پڑھیں پھر اقامت کہی گئی اور آپ علیہ السلام نے فجر کی نماز پڑھائی۔

کسی مجبوری کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنگ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) آئے اور قریش کے کافروں کو کوسنے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (قریش کے ساتھ جنگ کی وجہ سے) میں عصر کی نماز پڑھ ہی نہ سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنگ کی مشغولیت کی وجہ سے) میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ پھر ہم (وادی) بطحان گئے اور (وہاں) آپ نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی نماز کے لئے وضو کیا۔ پھر سورج غروب ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

سستی یا لاپرواہی سے نماز چھوڑی ہو

ایسے شخص کے بارے میں قرآن یا حدیث میں صراحت سے کوئی حکم نہیں بتایا گیا نہ تو نماز قضا پڑھنے کا اور نہ ہی نماز قضا نہ پڑھنے کا۔ بعض حضرات نے یہ خیال کیا کہ حدیث میں قضا پڑھنے کا حکم اس وقت ہے جب آدمی نماز پڑھنا بھول گیا ہو لہٰذا نماز پڑھنے کو بھول جانا قضا نماز پڑھنے کے لئے شرط ہے۔ چونکہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے میں وہ شرط مفقود ہے لہٰذا وہ نماز کو قضا نہیں پڑھ سکتا اور اس کو فوت شدہ نمازوں پر صرف توبہ کرنی چاہیئے۔

ان چند ایک لوگوں کو چھوڑ کر باقی پوری امت اس بات کی قائل ہے کہ ایسے شخص کو اپنی فوت شدہ نمازیں قضا پڑھنی چاہئیں کیونکہ روزہ اور حج جبکہ فرض یا واجب ہوں حدیث میں ان کو اللہ تعالیٰ کے قرض سے تعبیر کیا گیا ہے اور قرض کی ادائیگی کو اصل ضابطہ بتایا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنَّ أُخْتِيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ. (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور حج کی ادائیگی سے پہلے اس کی وفات ہوگئی ہے (کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں (میں وہ ادا کرتا) آپ نے فرمایا تو اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا

جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ إِنَّ أَبِی مَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ أَرَأَیْتَ لَوْکَانَ عَلٰی أَبِیْکَ دَیْنٌ أَکُنتَ قَاضِیَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَیْنُ اللّٰہِ أَحَقُّ. (جمع الفوائد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کی وفات ہوگئی ہے وہ (فرض ہونے کے باوجود) حج نہیں کر سکے کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے والد کے ذمہ قرض ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں (میں وہ بھی ادا کرتا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ کا قرض زیادہ لائق ہے کہ وہ ادا کیا جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَۃٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ إِنَّ أُمِّی مَاتَتْ وَعَلَیْهَا صَوْمُ نَذْرٍ أَ فَأَصُوْمُ عَنْهَا؟ قَالَ أَرَأَیْتِ لَوْکَانَ عَلٰی أُمِّکِ دَیْنٌ فَقَضَیْتِہٖ أَکَانَ یُؤَدِّی ذٰلِکَ عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَصُوْمِیْ عَنْ أُمِّکِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک عورت نے کہا اے اللہ کے رسول میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے اوران کے ذمہ نذر کا روزہ تھا کیا میں ان کی طرف سے روزہ رکھ لوں۔ آپ نے فرمایا یہ بتاؤ اگر تمہاری ماں کے ذمہ کچھ قرض ہوتا اور تم وہ ادا کرتیں تو کیا تمہاری ماں کی طرف سے قرض کی ادائیگی ہو جاتی۔ عورت نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنی ماں کی طرف سے روزہ بھی رکھو (تا کہ ان پر جو خدا کا قرض ہے وہ ادا ہو جائے)

معلوم ہوا کہ فرض اور واجب حج یا روزہ جو کہ عبادت ہے بندے کے ذمہ خدا تعالیٰ کا قرض ہوتا ہے اور وہ نہ تو بندے کی موت سے اور نہ اس کے کسی اور عذر سے ساقط ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرض صرف اسی صورت میں ساقط ہوتا ہے جب اس کی ادائیگی کی جائے یہاں تک کہ حج کی صورت میں تو بندے کے وارثوں میں سے کوئی اس کی طرف ادا کر دے تو وہ قرض کی ادائیگی شمار ہوتی ہے۔ نماز بھی حج و روزے ہی کی طرح کی عبادت اور خدا کا قرض ہے جو (جیسا کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا) کسی عذر سے ساقط نہیں ہوتا اور عذر دور ہونے پر نماز قضا پڑھنا ضروری ہوتا ہے تو جان بوجھ کر نماز چھوڑنے سے بھی قرض ساقط نہیں ہوتا۔ زندگی میں ذمہ سے ساقط ہونے کی تو فقط یہی صورت ہے کہ اگر اتنی صحت ہو کہ قضا کرسکتا ہو تو نماز اور روزے کی قضا کرے۔

فائدہ: یاد رہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے روزے کی قضا رکھنے کا حکم مندرجہ ذیل حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔

عَنْ عُمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِعَائِشَةَ إِنَّ أُمِّی تُوُفِّیَتْ وَعَلَیْهَا صِیَامُ رَمَضَانَ أَیَصْلُحُ

أَنْ أَقْضِيَ عَنْهَا فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تَصَدَّقِيْ عَنْهَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى مِسْكِيْنٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِكِ. (بخاری).

عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میری والدہ وفات پا گئی ہیں جب کہ ان کے ذمہ پورے رمضان کے روزے تھے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں ان کی طرف سے روزہ کی قضا رکھ لوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ نہیں البتہ تم ان کی طرف سے صدقہ کر دو۔ ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کی طرف سے روزہ رکھو (کیونکہ کسی دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنے کا حکم اب منسوخ ہو چکا)۔

ادا اور قضا نماز کے درمیان ترتیب

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُّ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کفار قریش کو کوسنے لگے اور کہا اے اللہ کے رسول (کفار قریش کے ساتھ جنگ کی مشغولیت کی وجہ سے) میں عصر کی نماز نہ پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا واللہ میں بھی عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا۔ پھر ہم (وادی) بطحان گئے اور (وہاں) نبی ﷺ نے (پہلے) عصر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

چھ سے کم فوت شدہ نمازوں کے درمیان ترتیب

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ شَغَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَرْبَعِ صَلَاةٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر مشرکین نے نبی ﷺ کو چار نمازوں (کو ان کے وقت میں پڑھنے) سے مشغول رکھا (کہ جنگ کی مشغولیت کی وجہ سے آپ کو یہ نمازیں پڑھنے کی مہلت نہیں ملی) یہاں تک کہ رات کا جتنا حصہ اللہ نے چاہا وہ بھی گذر گیا۔ (فراغت ملنے پر) نبی ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی پھر اقامت کہی اور نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور نبی ﷺ نے مغرب

کی نماز پڑھائی پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی۔

باب: 23

سجدہ سہو

سجدہ سہو سلام کے بعد کرے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَیْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُوالْیَدَیْنِ أَ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی اثْنَتَیْنِ أُخْرَیَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (چار رکعت والی نماز میں) دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو (ایک شخص جو اپنے نسبتاً لمبے ہاتھوں کی وجہ سے) ذوالیدین (کہلاتے تھے انہوں) نے کہا اے اللہ کے رسول کیا نماز میں کمی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے (کیونکہ آپ نے آج چار کے بجائے صرف دو رکعتیں پڑھائی ہیں) نبی ﷺ (کو خود یاد نہ آیا تو آپ) نے (لوگوں سے) پوچھا کہ کیا ذوالیدین سچ کہہ رہے ہیں۔لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں (یہ درست کہہ رہے ہیں آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھائی ہیں۔ یہ شروع دور کا قصہ ہے جب نماز میں بات کرنے کی اجازت تھی لہٰذا) آپ (اپنے مصلے پر) کھڑے ہوئے اور باقی دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور (نماز میں) اپنے معمول کے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی کچھ طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ شَكَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ. (احمد و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو وہ (یقینی بات پر عمل کرے اور) (ایک طرف) سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔

فائدہ: اگرچہ ترجیح اور افضلیت تو اسی کو حاصل ہے کہ سجدہ سہو سلام کے بعد ہو لیکن اگر کوئی سلام کے

بغیر ہی سجدہ سہو کر لے اور پھر دوبارہ تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے تو یہ بھی جائز ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُحَیْنَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَامَ فِیْ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ وَ عَلَیْہِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ یُکَبِّرُ فِیْ کُلِّ سَجْدَۃٍ وَھُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ یُّسَلِّمَ وَسَجَدَھُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَکَانَ مَا نَسِیَ مِنَ الْجُلُوْسِ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) ظہر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ (دوسری رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے حالانکہ پہلا قعدہ آپ کے ذمہ تھا (یعنی پہلا قعدہ کئے بغیر کھڑے ہو گئے)۔ جب آپ نے نماز پوری کی تو بیٹھے ہونے کے وقت پہلا قعدہ بھولنے کی وجہ سے سلام سے پیشتر دو سجدے کئے اور ہر سجدے کے لئے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کئے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا شَکَّ أَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمْ یَدْرِ کَمْ صَلّٰی ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْیَطْرَحِ الشَّکَّ وَلْیَبْنِ عَلٰی مَا اسْتَیْقَنَ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ أَنْ یُّسَلِّمَ. (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اس کے علم میں نہ رہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی تین رکعتیں یا چار رکعتیں تو وہ شک (یعنی چار رکعت والی بات) کو چھوڑ دے اور یقینی (یعنی تین رکعت والی) بات پر نماز کو جاری رکھے اور سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

سجدہ سہو دو ہیں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ...... إِذَا شَکَّ أَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلْیَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْیُتِمَّ عَلَیْہِ ثُمَّ لِیُسَلِّمْ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے (مثلاً یہ کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں) تو وہ اصل بات کو یاد کرنے کے لئے غور کرے اور غور و فکر کے نتیجہ کے مطابق اپنی نماز کو پورا کرے پھر (ایک طرف کو) سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ شَکَّ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا یُسَلِّمُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس کو اپنی نماز میں شک ہو جائے (مثلاً یہ کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں اور غور و فکر سے بھی ذہن ایک طرف نہ ہو) تو (کمتر یعنی دو

رکعتوں کو اختیار کرے جس کا ہونا یقینی ہے اور دائیں طرف) سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد دوبارہ پڑھے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهٰى فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ (ترمذی و ابوداؤد).

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی اور اس میں کچھ سہو ہو گیا تو آپ نے (دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد) دو سجدے کئے پھر (دوبارہ) تشہد پڑھا پھر (دوسری مرتبہ دونوں جانب) سلام پھیرا۔

مقتدی کے سہو پر سجدہ نہیں اور امام کے سہو پر امام اور مقتدی دونوں پر سجدہ ہے

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنْ سَهَى الإِمَامُ فَعَلَيْهِ وَعَلٰى مَنْ خَلْفَهُ السَّهْوُ وَإِنْ سَهٰى مَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ سَهْوٌ وَالإِمَامُ كَافِيْهِ (دار قطنی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اگر امام کو سہو ہو جائے تو اس پر اور اس کے مقتدیوں پر سجدہ سہو لازم ہوگا اور اگر امام کے پیچھے مقتدی کو سہو ہو تو نہ اس مقتدی پر سجدہ سہو ہوگا اور نہ ہی امام پر سجدہ سہو ہوگا۔

سجدہ سہو ہونے کے چند مواقع

1- قعدہ اولی کرنا بھول جائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحُوْا بِهٖ فَمَضٰى فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ (نسائی و ترمذی)

حضرت عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے نماز پڑھائی تو آپ دو رکعتوں پر (قعدہ کئے بغیر) کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے یاد دلانے کے لئے سبحان اللہ کہا لیکن آپ نے نماز جاری رکھی (واپس نہیں بیٹھے) اور جب اپنی نماز مکمل کی تو (دائیں جانب سلام پھیرنے کے بعد) دو سجدے کئے (پھر تشہد پڑھا) پھر (دوبارہ) سلام پھیرا۔

2- آخری قعدہ کے بجائے کھڑے ہونے کے قریب ہو جائے

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلّٰى بِهِمْ فِيْ سَفَرٍ كَانُوْا مَعَهٗ فِيْهِ فَصَلّٰى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ نَاءَ لِلْقِيَامِ فَسَبَّحَ بَعْضُ أَصْحَابِهٖ فَرَجَعَ ثُمَّ لَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. (مؤطا محمد)

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سفر میں اپنے ساتھ موجود لوگوں کو نماز

پڑھائی۔ اور (سفر میں چونکہ نماز قصر ہوتی ہے لہٰذا) دو رکعتیں پڑھائیں پھر (بجائے آخری قعدہ کرنے کے کھڑے ہونے لگے (اور کھڑے ہونے کے قریب ہوگئے) تو ان کے ایک ساتھی نے تسبیح کہی۔ (تسبیح سن کر) حضرت انس واپس قعدہ کی طرف لوٹ آئے۔ پھر جب نماز مکمل کرلی (یعنی تشہد پڑھ لیا) تو (سہو کے) دو سجدے کئے۔

جب شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا شَکَّ أَحَدُکُمْ فِیْ صَلَا تِهٖ فَلَمْ یَدْرِکَمْ صَلّٰی ثَلَا ثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْیَطْرَحِ الشَّکَّ وَلْیَبْنِ عَلٰی مَا اسْتَیْقَنَ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اس کو یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں تو اس کو چاہئے کہ وہ شک کو جھٹک دے اور جس عدد پر اسے یقین ہے (جو ظاہر ہے کہ کمتر عدد ہے) اس پر اپنی نماز کو جاری رکھے پھر (آخر میں سہو کے) دو سجدے کرے۔

جب شک ہو لیکن غور کرنے سے ایک عدد پر گمان غالب حاصل ہو جائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا شَکَّ أَحَدُکُمْ فِیْ صَلَا تِهٖ فَلْیَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْیُتِمَّ عَلَیْهِ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے (کہ مثلاً تین رکعت پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں) تو وہ درست عدد کے بارے میں غور کرے (اور دیکھے کہ کس عدد پر اس کا گمان غالب ٹھہرتا ہے) پھر اس عدد پر اپنی نماز کو پورا کرے پھر (سہو کے) دو سجدے بھی کرے۔

باب: 24

سجدہ تلاوت

سجدہ تلاوت واجب ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ یَقُوْلُ یَا وَیْلَتٰی أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ وَأَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان (جلن اور حسد کی وجہ سے) الگ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے ہلاکت ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا تو اس کے لئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں نے انکار کیا تو میرے لئے جہنم ہے۔

سجدے کے مواقع

عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ الْعَتْمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَاهٰذِهٖ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِی الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِیْهَا حَتّٰی أَلْقَاهُ (بخاری)

ابو رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ انہوں نے إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ کی سورت پڑھی اور (اس کی آیت سجدہ پڑھ کر) سجدہ کیا۔ (نماز کے بعد) میں نے پوچھا یہ کیسا سجدہ تھا۔ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت ابوالقاسم (رسول اللہ) ﷺ کے پیچھے یہ سجدہ کیا تھا تو میں آپ سے ملاقات تک (یعنی اپنے مرنے تک) اس سورت میں سجدہ تلاوت کرتا ہی رہوں گا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ (کی سورت) اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ (کی سورت) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ (تلاوت) کیا ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ (سَجْدَةَ صٓ) فَقَالَ أَوَمَا تَقْرَأُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ وَأُولٰئِکَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ فَکَانَ دَاوٗدُ مِمَّنْ أُمِرَ نَبِيُّکُمْ أَنْ يُّقْتَدٰى بِهٖ فَسَجَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ سورت ص میں کس دلیل سے سجدہ کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے ہو وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمَانَ (یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان بھی ہیں) اور أُولٰئِکَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ یعنی یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ دکھائی تو آپ ان کی راہ کی پیروی کیجئے اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی ان ہستیوں میں سے ہیں جن کی پیروی کرنے کا تمہارے نبی کو حکم ہوا ہے تو (حضرت داؤد علیہ السلام کی پیروی میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سجدہ کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِکُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت نجم میں سجدہ (تلاوت) کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ السَّجْدَةِ الَّتِيْ فِيْ حٰمٓ قَالَ اسْجُدْ بِآخِرِ الْآيَتَيْنِ (طحاوی)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سورت حٰمٓ سجدہ کے سجدہ (تلاوت) کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کہاں کیا جائے) تو انہوں نے فرمایا (متعلقہ) دو آیتوں کے آخر میں سجدہ کرو۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً لَيْسَ فِيْهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ شَيْءٌ اَلْأَعْرَافَ وَالرَّعْدَ وَالنَّحْلَ وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَمَرْيَمَ وَالْحَجَّ وَسَجْدَةَ الْفُرْقَانِ وَسُلَيْمَانَ سُوْرَةَ النَّمْلِ وَالسَّجْدَةِ وَفِيْ صٓ وَسَجْدَةَ الْحَوَامِيْمِ (ابن ماجه)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیارہ جگہ پر سجدہ (تلاوت) کیا۔ ان میں مفصل (یعنی آخر سوا چار پاروں) کا کوئی سجدہ شامل نہیں ہے۔ (وہ گیارہ مواقع یہ ہیں) سورت اعراف، سورت رعد، سورت نحل، سورت بنی اسرائیل، سورت مریم، سورت حج، سورت فرقان، سورت نمل، سورت الم سجدہ، سورت ص اور سورت حٰمٓ سجدہ۔

سجدہ تلاوت کے لئے طہارت شرط ہے

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ (بیہقی)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا آدمی سجدہ (تلاوت) صرف طہارت کے ساتھ ادا کرے۔

سجدہ تلاوت میں پڑھنے کی ایک دعا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ (ترمذی)

زَادَ الْحَاكِمُ: فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے قرآن کے سجدوں میں یہ کلمات پڑھتے تھے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (میرے چہرے نے سجدہ کیا اس ذات کے لئے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔ پس بابرکت ہے اللہ بہترین خالق۔

سجدہ کرنے کا وقت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے قرآن پڑھتے تھے اور جب آپ سجدہ (کی آیت) پر سے گزرتے تو (اگر کوئی مجبوری نہ ہوتی تو اسی وقت) تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔

سجدہ کی آیت پر رکوع کرنا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْأَعْرَافَ وَالنَّجْمَ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ فَإِنْ شَاءَ رَكَعَ وَقَدْ أَجْزَأَ عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ سَجَدَ ثُمَّ قَرَأَ السُّوْرَةَ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا جس نے (نماز میں کوئی ایسی سورت پڑھی جس کے ختم پر سجدہ تلاوت ہے یعنی اس نے) سورت اعراف اور سورت نجم اور سورت اقراء باسم ربک پڑھی (اور آخر میں سجدہ والی آیت پڑھی) تو اگر وہ چاہے تو رکوع کرلے اور یہ رکوع اس کے سجدہ سے کفایت کرے گا اور چاہے تو سجدہ تلاوت کرلے پھر (کھڑے ہوکر) کوئی اور سورت پڑھ لے (پھر رکوع کرے)۔

باب: 25

نماز وتر

وتر کی نماز واجب ہے

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا (ابوداؤد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وتر (کی نماز) ثابت ہے تو جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر ثابت ہیں تو جس نے وتر نہیں پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر ثابت ہیں تو جس نے وتر نہیں پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

فائدہ: یہ فرمان کہ جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں سخت وعید ہے جو کسی واجب کے ترک پر ہی ہوتی ہے۔

وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک ہے

عَنْ أَبِىْ تَمِيْمِ الْجَيْشَانِيِّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِىْ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِىَ الْوِتْرُ فَصَلُّوْهَا فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الْفَجْرِ (احمد)

ابوتمیم جیشانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ابوبصرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز مزید عطا فرمائی ہے اور وہ وتر (کی نماز ہے) تو تم اس کو عشاء کی نماز اور فجر کی نماز کے مابین ادا کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر صبح (کے طلوع) ہونے سے پہلے پڑھ لو۔

رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنا افضل ہے لیکن نیند کا خوف ہو تو اول رات میں پڑھ لے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَّقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةً وَذٰلِكَ أَفْضَلُ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں (تہجد کیلئے) نہ اٹھ سکے گا تو وہ رات کے اول حصہ میں (عشاء کی نماز کے بعد) وتر پڑھ لے اور جس کو امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ جائے گا تو وہ رات کے آخری حصہ میں جبکہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں وتر پڑھے اور یہ (یعنی رات کے آخر حصہ میں وتر پڑھنا) افضل ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بہتر یہ ہے کہ) تم اپنی تہجد کی نماز کے آخر میں وتر پڑھو)

رات کو وتر نہ پڑھے ہوں تو صبح ان کی قضا کرے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ وَلَمْ يُوْتِرْ فَلْيُوْتِرْ (بیہقی و حاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جائے اور اس نے وتر نہ پڑھے ہوں تو وہ (اب قضا) وتر پڑھے۔

وتر کی تین رکعتیں

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ آخِرِ هِنَّ (نسائی).

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى (کی سورت) اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ (کی سورت) اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (کی سورت) پڑھتے تھے اور سلام صرف ان کے آخر میں پھیرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ...... ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ کے ہاں سوئے

(تاکہ آپ کی رات کی عبادت کا مشاہدہ کریں۔ رات میں انہوں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے، آپ نے مسواک کی اور وضو کیا (پھر نوافل ادا کئے ان کے بعد) پھر آپ نے وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رمضان ہوں یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ (عام طور سے تہجد کی نماز میں) گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔آپ (پہلے) چار رکعت پڑھتے تھے تو تم ان کے حسن اور طول کے بارے میں مت پوچھو۔ پھر آپ (مزید) چار رکعت پڑھتے تھے تو تم ان کے حسن او رطول کے بارے میں (بھی) مت پوچھو۔ پھر آپ تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ قَالَتْ بِأَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَّثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ وَعَشَرَةٍ وَّثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُوْتِرُ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَلَا أَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ (احمد و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول اللہ ﷺ وتر کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے (چونکہ وتر کی رکعتوں کی تعداد تین ہے جو طاق عدد ہے۔اس کے ساتھ جتنے بھی نفل جمع کئے جائیں تو عدد طاق ہی رہے گا۔اور وتر لغت میں طاق عدد کو کہتے ہیں اس لئے وتر سمیت کل تہجد کی نماز کو وتر کہہ دیا جاتا ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (تفصیل کرتے ہوئے) فرمایا کہ آپ (کبھی) چار (نفل) اور تین (وتر) پڑھتے تھے اور (کبھی) چھ (نفل) اور تین (وتر) پڑھتے تھے اور (کبھی) آٹھ (نفل) اور تین (وتر) پڑھتے تھے اور (کبھی) دس نفل اور تین (وتر) پڑھتے تھے۔ اور آپ (نفل سمیت) تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہیں پڑھتے تھے اور (نفل سمیت) سات سے کم وتر نہیں پڑھتے تھے۔

ایک رکعت وتر جائز نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ (موطا محمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک رکعت (نماز) تو کبھی بھی کافی نہیں ہوئی۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ قَالَ بَلَغَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ أَنَّ سَعْدًا يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ فَقَالَ مَا أَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ قَطُّ (طبرانی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ وتر کی ایک

رکعت پڑھتے ہیں تو فرمایا ایک رکعت تو کبھی بھی کافی نہیں ہوئی۔

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْبُتَیْرَاءِ أَنْ یُصَلِّیَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً یُوْتِرُبِهَا (ابن عبدالبرفی التمهید)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بتیرا (دم کٹی) سے منع فرمایا جو یہ ہے کہ آدمی وتر کی ایک رکعت پڑھے۔

رسول اللہ ﷺ سے جو ایک رکعت وتر منقول ہے اس کا مطلب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَإِذَا خَشِیَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰی (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کو (افضل نفلی) نماز دو دو رکعتیں کرکے ہے (کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرلے) اور جب تم میں سے کسی کو طلوع فجر (کے قریب) ہونے کا خوف ہو تو وہ ایک رکعت پڑھ لے جو پڑھی ہوئی نماز کو وتر (یعنی طاق عدد) بنادے گی۔

فائدہ: چونکہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے تین رکعت پڑھنا منقول ہے جیسا کہ اوپر متعدد احادیث میں ذکر ہوا اور ایک رکعت وتر سے منع کیا گیا ہے لہٰذا اس حدیث میں جو ایک رکعت کا ذکر ہے تو اس سے مراد ہے تہجد کے نوافل کے بعد وتر کی دو رکعتوں کے ساتھ ان پر سلام پھیرے بغیر ایک رکعت ملانا۔ رسول اللہ ﷺ کا مستقل نئی تحریمہ کے ساتھ صرف ایک رکعت پڑھنا کسی بھی حدیث میں منقول نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ (دارقطنی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت کے ساتھ (پڑھی ہوئی نماز کو) طاق عدد میں کردیا۔

فائدہ: 1- چونکہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز کے آخر میں وتر پڑھتے تھے اس لئے اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ آپ نے ایک رکعت پڑھ کر پہلے پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادیا۔ اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ وتر طاق عدد کو بھی کہتے ہیں۔ نوافل اور وتر کے عدد کا مجموعہ طاق عدد ہوتا ہے اس لئے کل نماز کو بھی مجازاً وتر (طاق) کہہ دیا جاتا ہے تو جب آدمی وتر کی آخری رکعت پڑھتا ہے تو اس سے کل نماز کو وتر (طاق) کہہ دیا جاتا ہے۔

2- چند ایک صحابہ مثلاً حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالا قسم کے الفاظ سے یہ سمجھا کہ وتر کی صرف ایک رکعت پڑھنا بھی کافی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی بتیراء سے ممانعت اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر انکار اس

بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ ان حضرات کا اجتہاد تھا کہ انہوں نے اس طرح سے سمجھا ورنہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ایک رکعت وتر پڑھنا نہیں تھی۔ اس کی ایک اور بڑی دلیل یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ رضي الله عنه بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنه فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی۔ (اس وقت) ان کے پاس حضرت عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام (کریب) تھے (ان کو اس پر تعجب ہوا اور ان کے عمل کو غلط سمجھا اور شکایت کے طور پر) وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو یہ بات بتائی (جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سمیت عام طور پر صحابہ وتر کی ایک رکعت نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اس کو جائز سمجھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے شاگرد کریب کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمل پر شدید انکار ہے اور ڈر ہے کہ وہ کہیں ان کے بارے میں کوئی نکتہ چینی یا عیب گوئی کریں حالانکہ وہ صحابی ہیں) تو فرمایا (اگرچہ ہمیں بھی ان کے اس عمل سے اتفاق نہیں لیکن اس کے باوجود) تم ان کو کچھ نہ کہو کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں (اور یہ عمل ان کے اجتہاد کی بنیاد پر ہے)

3- مذکورہ بالا حضرات کے برعکس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اگرچہ وتر کی رکعتیں تین ہی رکھیں لیکن انہوں نے یہ سمجھا کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں پھر کھڑے ہو کر نئی تحریمہ کے ساتھ ایک اور رکعت پڑھیں اور اس کے بعد پھر سلام پھیریں۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ (بخاری)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وتر کی (پہلی دو) رکعتوں اور (آخری) رکعت کے درمیان (بیٹھ کر تشہد پڑھ کے) سلام پھیرتے تھے حتیٰ کہ (اس کے بعد) اپنی کسی ضرورت کا حکم بھی دے دیا کرتے تھے۔

دو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنا بظاہر نبی ﷺ کی طرف منسوب ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوِتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيمَةٍ وَيُسْمِعُنَاهَا (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر اور دو رکعتوں کے درمیان سلام کے ساتھ

فرق کرتے تھے اور سلام کو (آواز سے کہہ کر) ہمیں سناتے تھے۔

لیکن ایسا سمجھنا درست نہیں جس کی دو وجہیں ہیں:

1- یہاں دو رکعتوں سے وتر کی پہلی دو رکعتیں مراد ہونا قطعی نہیں ہے بلکہ بتیراء سے ممانعت کی وجہ سے یہ متعین ہے کہ دو رکعتوں سے مراد تہجد کی نماز کی آخری دو رکعتیں ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی آخری دو رکعتوں اور وتر کی نماز کے درمیان سلام پھیرتے تھے تا کہ نفل کی نماز اور وتر کی نماز علیحدہ علیحدہ تحریمہ سے ہوں کیونکہ وتر واجب ہیں ان کا نفل نماز سے علیحدہ ہونا ضروری ہے۔

2- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ (نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَلْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں (اس طریقے سے) جیسے دن کی طاق نماز یعنی مغرب کی نماز ہے (کہ جیسے مغرب کی تین رکعتوں کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے اسی طرح وتر کی تین رکعتوں کے بعد سلام ہے دو کے بعد نہیں)۔

دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی ہے

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ أَنَساً رضی اللہ عنہ عَنِ الْقُنُوْتِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ أَوْعِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَائَةِ (بخاری)

عبدالعزیز رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ اس کو رکوع کے بعد پڑھنا ہے یا قراءت سے فارغ ہو کر (رکوع میں جانے سے پہلے) پڑھنا ہے۔ انہوں نے فرمایا (رکوع کے بعد نہیں) بلکہ قراءت سے فراغت پر (رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت) پڑھنی ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ (نسائی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے تو دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

قنوت پڑھنے سے پہلے تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا

عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ (بخاری فی جزء رفع الیدین)

اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے پھر رکوع سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھاتے تھے اور دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوْتِ (بخاری فی جزء رفع الیدین)

ابوعثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قنوت کے وقت اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھاتے تھے۔

قنوت میں منقول دعا

عَنْ خَالِدِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُوْ عَلٰى مُضَرَ إِذْ جَاءَهُ جِبْرَئِيْلُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ فَسَكَتَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْكَ سَبَّابًا وَلَا لَعَّانًا وَإِنَّمَا بَعَثَكَ رَحْمَةً ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ثُمَّ عَلَّمَهُ الْقُنُوْتَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ...... الخ (مراسیل ابی داؤد)

حضرت خالد بن عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ مضر کے لئے بدعا کر رہے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل (علیہ السلام) آئے اور آپ کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔ آپ خاموش ہوئے تو کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو برا بھلا کہنے والا اور لعن طعن کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو محض رحمت بنا کر بھیجا ہے پھر انہوں نے یہ آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ پڑھی پھر جبرئیل (علیہ السلام) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قنوت سکھایا اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ...... الخ

وتر کا سلام پھیر کر کیا کہے

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيْلُ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ (نسائی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر کی نماز میں سلام پھیر لیتے تو سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ تین مرتبہ کہتے اور تیسری مرتبہ میں اپنی آواز کو (کچھ) بلند کرتے۔

باب: 26

سنن مؤکدہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَۃَ عَنْ صَلاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِہٖ فَقَالَتْ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ قَبْلَ الظُّھْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ یَخْرُجُ فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ یَدْخُلُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَکَانَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ یَدْخُلُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَیَدْخُلُ بَیْتِیْ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ...... وَکَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ (مسلم)

عبداللہ بن شفیق رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (فرضوں سے) زائد (سنت مؤکدہ) نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے پھر آپ (گھر سے) باہر نکلتے (اور مسجد میں جا کر لوگوں کو ظہر کی) نماز پڑھاتے پھر (میرے گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے پھر (میرے گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور آپ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور (میرے گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور جب فجر طلوع ہوتی تو (فرضوں سے پہلے) دو رکعت پڑھتے۔

عَنْ أُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (ترمذی)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک دن رات میں بارہ رکعتیں (سنت مؤکدہ) پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جاتا ہے۔ (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) چار ظہر (کے فرضوں) سے پہلے اور دو ان کے بعد اور دو رکعتیں مغرب (کے فرضوں کے بعد اور دو رکعتیں عشاء (کے فرضوں) کے بعد اور دو رکعتیں فجر (کے فرضوں) سے پہلے۔

ظہر کی چار مؤکدہ سنتیں پہلے نہ پڑھی ہوں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ظہر سے پہلے چار رکعت نہ پڑھ پاتے تو آپ ان کو ظہر کے بعد پڑھتے۔

جمعہ کی مؤکدہ سنتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز (کے فرض جماعت سے) پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ...... (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے فرض سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور ان میں دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (یعنی ان کو دو دو کر کے نہیں پڑھتے تھے)

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ سِتًّا (طحاوی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے بعد نماز پڑھے (مراد ہے کہ سب پڑھیں) تو وہ چھ رکعتیں پڑھے۔

چار رکعت سنت مؤکدہ کو ایک سلام سے پڑھنا ہے

عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخْعِيِّ قَالَ كَانُوا لَا يَفْصِلُونَ بَيْنَ أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ بِتَسْلِيمٍ إِلَّا بِالتَّشَهُّدِ وَلَا أَرْبَعٍ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَلَا أَرْبَعٍ بَعْدَهَا (كتاب الحجة لمحمد)

مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ ظہر سے پہلے کی چار سنتوں میں اور جمعہ سے پہلے کی اور بعد کی چار سنتوں میں دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھتے تھے لیکن سلام نہیں پھیرتے تھے۔

فجر کی سنتوں میں قراءت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو سنتوں میں (پہلی رکعت میں) سورت قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھی اور (دوسری رکعت میں) سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِیَّ ﷺ شَهْرًا فَكَانَ یَقْرَأُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِقُلْ یَاأَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ (کے معمولات) کو ایک ماہ تک بغور دیکھا (ان میں سے ایک یہ تھا کہ) آپ فجر (کے فرضوں) سے پہلے کی دو سنتوں میں سورت قُلْ یَا أَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ اورسورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَقْرَأُ فِیْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِی الْأُوْلٰی مِنْهُمَا قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَیْنَا الْآیَةَ الَّتِیْ فِی الْبُقَرَةِ وَفِی الْآخِرَةِ منهُمَا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی) فجر کی دوسنتوں کی پہلی رکعت میں سورت بقرہ کی آیت قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَیْنَا پڑھتے تھے اور ان کی دوسری رکعت میں آمَنَّابِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ والی آیت پڑھتے تھے۔

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب قضا کرے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک (غیر واجب) نماز پڑھنے سے اور فجر کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک (غیر واجب) نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعَ الشَّمْسُ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے فجر کی سنتیں نہ پڑھیں تو وہ ان کو سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

فجر کی نماز قضا ہو جائے اور زوال سے پہلے قضا کرے تو سنتیں بھی پڑھے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ نَسْتَیْقِظْ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِیَاخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَاسِ رَاحِلَتِهٖ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِیْهِ الشَّیْطَانُ قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ أُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّی الْغَدَاةَ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ہم ایک سفر میں تھے تو) ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ رات کے آخری

حصہ میں پڑاؤ کیا (اور سو گئے۔ اللہ کا حکم کہ رسول اللہ ﷺ سمیت) ہم بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہر شخص اپنی سواری کو پکڑے (اور یہاں سے چلے) کیونکہ یہ ایسی منزل ہے جہاں ہمارے پاس شیطان آ گیا تھا (جو یہی چاہتا ہے کہ اور کچھ نہ ہو سکے تو یہی سہی کہ لوگ سوتے رہ جائیں اور نماز قضا ہو جائے)۔ ہم نے ایسا ہی کیا (اور کچھ دور چل کر پڑاؤ کیا) پھر آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر دو سنتیں پڑھیں پھر اقامت کہی گئی اور آپ نے فجر کی (فرض) نماز پڑھائی۔

فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے اور امام کے ساتھ ملنے کی امید ہو تو پہلے سنتیں پڑھے

عَنْ أَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَالْإِمَامُ یُصَلِّی. فَأَمَّا بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَدَخَلَ فِی الصَّفِّ وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ. فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ مَكَانَهٗ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَیْنِ (طحاوی)

ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ فجر کی نماز کے لئے مسجد میں گیا (جماعت کھڑی ہو چکی تھی) اور امام نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو صف میں شریک ہو گئے (اور فرض پڑھنے لگے) جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے پہلے دو سنتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ (نماز میں) شریک ہوئے۔ جب امام نے سلام پھیر لیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ بیٹھے رہے یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو (کر روشن ہو) گیا تو کھڑے ہوئے اور دو سنتیں (قضا) پڑھیں۔

باب: 27

غیر مؤکدہ سنتیں اور نوافل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جو عصر (کے فرضوں) سے پہلے چار رکعت پڑھے۔

غیر موکدہ چار سنتیں دو دو کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے اور ان کے درمیان میں سلام پھیرتے تھے (یعنی دو دوگانے پڑھتے تھے)

ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد نفل

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى أَثَرِ كُلِّ صَلَاةٍ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ (مسند اسحاق بن راهويه)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے آخر میں دو رکعت (نفل) پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر (کی نمازوں) کے۔

مخصوص نوافل

اشراق کے نفل

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰہَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعت نفل پڑھے تو اس کو (پورے) ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔

چاشت کے نفل

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُحَافِظُ عَلٰی صَلَاةِ الضُّحٰی إِلَّا أَوَّابٌ قَالَ وَهِیَ صَلَاةُ الْأَوَّابِیْنَ (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاشت کی نماز کی محافظت تو صرف بڑے توبہ کرنے والے ہی کرتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ چاشت کی نماز تو اوابین (یعنی بڑے توبہ کرنے والوں) کی نماز ہے۔

چاشت کا وقت

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ (مسلم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے توبہ کرنے والوں کی نماز (یعنی چاشت کی نماز) کا وقت وہ ہے جس وقت اونٹنی کے بچوں کے پیر جلتے ہیں (یعنی ایک چوتھائی دن گذرنے پر جب دھوپ تیز ہو جاتی ہے)۔

چاشت کی رکعتیں

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضی الله عنها کَمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ صَلَاةَ الضُّحٰی قَالَتْ أَرْبَعَ رَکْعَاتٍ وَیَزِیْدُ مَا شَاءَ (مسلم)

معاذہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی کتنی نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) چار رکعت پڑھتے تھے اور مزید جتنی چاہتے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ لَیْلٰی قَالَ مَا أَخْبَرَنِیْ أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّی الضُّحٰی إِلَّا أُمُّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ بَیْتَهَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ فَصَلّٰی ثَمَانَ رَکْعَاتٍ مَا رَأَیْتُهُ صَلّٰی صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَیْرَ أَنَّهُ کَانَ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ (بخاری و مسلم)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے صرف حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے گھر میں داخل ہوئے اور آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ (کہتی ہیں کہ) میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کبھی اس سے ہلکی نماز پڑھی ہو البتہ (ہلکی ہونے کے باوجود) آپ رکوع وسجود پوری طرح ادا کرتے تھے۔

تحیۃ الوضو

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَدَعَا بِلَالاً فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِیْ إِلَی الْجَنَّۃِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَکَ أَمَامِیْ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَمَا أَصَابَنِیْ حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَہٗ وَرَأَیْتُ أَنَّ لِلّٰہِ عَلَیَّ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِہِمَا (ترمذی)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو بلایا اور پوچھا کہ وہ کیا عمل ہے جس کی وجہ سے تم مجھ سے پہلے جنت میں چلے گئے۔ میں (روحانی طور پر) کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوا مگر یہ کہ میں نے تمہارے چلنے کی آواز اپنے آگے آگے سنی۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں جب کبھی بھی اذان دیتا ہوں تو اس کے بعد (اس عمل کے شکرانہ کے طور پر) دو رکعت پڑھتا ہوں اور جب کبھی میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں اس وقت وضو کرتا ہوں اور (طہارت کی توفیق پر) ہمیشہ دو رکعت پڑھتا ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے دو رکعتیں مجھ پر (گویا) لازم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہی دو باتوں کی وجہ ہے۔

تہجد کی نماز

عَنْ أَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّہٗ سَأَلَ عَائِشَۃَ کَیْفَ کَانَتْ صَلَاۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَاکَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی إِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُصَلِّیْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلُ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَ طُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلُ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا (مسلم)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی (تہجد کی) نماز میں کیا کیفیت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ (اکثر اوقات) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعت پڑھتے تھے تو تم ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو۔ (ان کے بعد) آپ پھر چار رکعت پڑھتے تھے تو تم ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو پھر آپ تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِیْ قَیْسٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ لَا تَدَعْ قِیَامَ اللَّیْلِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ لَا یَدَعُہٗ وَکَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ کَسَلَ صَلّٰی قَاعِدًا (ابوداؤد)

عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قیام لیل (یعنی تہجد کی نماز) کو نہ

چھوڑو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کو (کسی حالت میں) نہ چھوڑتے تھے۔ آپ جب بیمار ہوتے یا تھکے ہوئے ہوتے تو بیٹھ کر نماز پڑھتے (لیکن بالکل چھوڑتے نہ تھے)

تحیۃ المسجد

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو (بہتر یہ ہے) جب تک وہ دو رکعت (تحیۃ المسجد کے) نہ پڑھ لے بیٹھے نہیں۔

فائدہ: تحیۃ المسجد کے واجب نہ ہونے کے دلائل یہ ہیں:

1- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُوْنَ الْمَسْجِدَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ وَلَا يُصَلُّوْنَ (ابن ابی شیبه)

زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں (ایسا بھی ہوتا تھا کہ کبھی) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب مسجد میں جاتے تھے اور نماز پڑھے بغیر باہر آ جاتے تھے۔

2- سب ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ بے وضو شخص مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔ اگر مسجد میں داخل ہونے پر تحیۃ المسجد واجب ہوتی تو بلا وضو مسجد میں داخل ہونا جائز ہی نہ ہوتا۔

نماز توبہ

عَنْ أَبِیْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ ...... الی آخر الآیه (ترمذی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بھی کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے پھر کھڑا ہوتا ہے اور طہارت حاصل کرتا ہے (یعنی وضو کرتا ہے) پھر (دو رکعت) نماز ادا کرتا ہے پھر اللہ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔ پھر (اپنی بات کی تائید میں) رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ. اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کام کریں اپنے حق میں تو یاد کرتے ہیں اللہ کو اور بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی۔ (آل عمران: 135)۔

نماز استخارہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِی الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا

يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ أَوْقَالَ فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ قَالَ وَيُسَمِّیْ حَاجَتَهٗ (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام ہی کاموں کے لئے استخارہ اسی اہتمام سے سکھایا کرتے تھے جس اہتمام سے آپ ہمیں قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے (اور) فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کو کوئی اہم بات پیش آ جائے تو وہ دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر یہ (دعائیہ کلمات) کہے:
اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ أَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ (اس جگہ پر اپنے کام کا نام لے) خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ (یا یوں کہے) خَيْرٌ لِّیْ فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهٖ) فَاقْدِرْهُ لِیْ و يَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ و مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ یا یوں کہے شَرٌّ لِّیْ فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهٖ) فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ.

اے اللہ میں آپ کے علم سے خیر طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت سے قدرت طلب کرتا ہوں اور آپ کے فضل عظیم میں سے کچھ کا سوال کرتا ہوں کیونکہ آپ ہی قدرت (کے تمام خزانوں) والے ہیں جب کہ میں قدرت والا نہیں اور آپ علم (کے تمام خزانوں) والے ہیں جب کہ میں علم والا نہیں اور آپ تو تمام غیبوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام (مثلاً فلاں کاروبار یا فلاں عورت سے نکاح کرنا) میرے دین اور میری دنیوی زندگی اور میری اخروی زندگی کے لئے خیر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر کر دیجئے اور وہ مجھے میسر کر دیجئے پھر اس میں میرے لئے برکت ڈال دیجئے۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے دین اور میری دنیوی زندگی اور میری اخروی زندگی کے لئے شر ہے تو اس کو مجھ سے دور کر دیجئے اور مجھے اس سے دور کر دیجئے اور خیر جہاں بھی ہو اس کو میرے لئے مقدر کر دیجئے پھر مجھے اس پر راضی کر دیجئے۔

صلاۃ التسبیح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيْكَ أَلَا أَمْنَحُكَ أَلَا أَحْبُوْكَ أَلَا أَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ ذَنْبَكَ أَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَقَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ وَخَطَأَهٗ وَعَمَدَهٗ وَصَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ وَسِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ عَشْرُ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ. فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ أَوَّلِ رَكْعَةٍ فَقُلْ وَأَنْتَ قَائِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُ وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُ وَ أَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمْرِكَ مَرَّةً (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (اپنے چچا) عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا اے عباس اے چچا کیا میں تم کو کچھ عطیہ نہ کروں، کیا میں تم کو کچھ ہدیہ نہ کروں، کیا میں تم کو کچھ ہبہ نہ کروں، کیا میں تمہیں ایسی دس باتیں نہ بتاؤں کہ جب تم ان کو کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے، قدیم و جدید، خطا سے ہوں یا عمد سے، چھوٹے ہوں یا بڑے اور پوشیدہ ہوں یا اعلانیہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیں۔ وہ دس باتیں یہ ہیں کہ تم چار رکعات نماز پڑھو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھو۔ جب پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے کھڑے پندرہ مرتبہ سبحان الله و الحمد لله و لا إله الا الله و الله اكبر کہو۔ پھر رکوع کرو اور (رکوع کی تسبیحات کے بعد) رکوع ہی میں دس بار یہ کلمات کہو۔ پھر رکوع سے اپنا سر اٹھاؤ اور (ربنا لك الحمد کہہ چکنے کے بعد قومہ ہی میں) دس بار یہ کلمات کہو پھر سجدہ میں جاؤ اور (سجدہ کی تسبیحات کہنے کے بعد) سجدہ ہی میں دس مرتبہ یہ کلمات کہو۔ پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ اور (جلسہ میں) دس مرتبہ یہ کلمات کہو۔ پھر (دوبارہ) سجدہ میں جاؤ اور (تسبیحات کے بعد سجدہ ہی میں) دس بار یہ کلمات کہو۔ پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ اور (کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ کر) دس بار یہ کلمات کہو۔ اس طرح سے یہ ہر رکعت میں پچھتر کلمے ہو گئے ایسا تم چاروں رکعتوں میں کہو۔ اگر ہو سکے کہ تم یہ نماز ہر روز ایک مرتبہ پڑھ سکو تو ایسا کرلو۔ اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اور اگر یہ نہ کرو

تو مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور اگر یہ بھی نہ کرو تو سال ہی میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور اگر یہ بھی نہ کرو تو اپنی عمر میں تو ایک مرتبہ پڑھ ہی لو۔

نفل نماز کے احکام

فرض نمازوں میں جو نقص رہ گیا ہو وہ نوافل سے پورا کیا جاتا ہے

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ إِنَّ أَوَّلَ مَایُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلاتُهُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَ أَنْجَحَ وَ إِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَةٍ شَیْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنْ الْفَرِیْضَةِ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن (حقوق اللہ میں سے) بندے کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ نماز ہے۔ اگر وہ درست ہوئی تو آدمی کامیاب رہے گا اور اگر وہ خراب ہوئی تو آدمی ناکام رہے گا۔ اور اگر اس کی فرض نماز میں کچھ نقص ہوا (مثلاً واجبات کی ادائیگی میں خلل رہا) تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دیکھو کیا میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں۔ (اگر ہوں گے) تو ان سے اس نقص کو پورا کیا جائے گا۔

بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ حَدِّثِینِی عَنْ وِتْرِ النَّبِی ﷺ قَالَتْ کَانَ یُوْتِرُ بِثَمَانِیْ رَکْعَاتٍ لَا یَجْلِسُ إِلَّا فِی الثَّامِنَةِ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَةً أُخْرٰی لَا یَجْلِسُ إِلَّا فِی الثَّامِنَةِ وَالتَّاسِعَةِ وَلَا یُسَلِّمُ إِلَّا فِی التَّاسِعَةِ ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتِلْکَ إِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً یَابُنَیَّ فَلَمَّا أَسَنَّ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَکْعَاتٍ لَمْ یَجْلِسْ إِلَّا فِی السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ وَلَمْ یُسَلِّمْ إِلَّا فِی السَّابِعَةِ ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتِلْکَ تِسْعُ رَکْعَاتٍ (ابوداؤد)

سعد بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ مجھے نبی ﷺ کی تہجد اور وتر کے بارے میں بتائیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ (دو دو کر کے پہلے چھ نفل پڑھتے تھے۔ پھر وتر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے اور اس طرح سے کل نماز کی) آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور (وتر کی تیسری رکعت پڑھنے کی خاطر) صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے (تاکہ اس میں تشہد پڑھیں) پھر آپ کھڑے ہوتے اور ایک اور رکعت پڑھتے۔ تو (تہجد اور وتر کی طاق رکعتوں کے مجموعہ کے اعتبار سے) آپ (وتر پڑھنے کی خاطر) صرف آٹھویں اور نویں رکعت میں بیٹھتے تھے اور صرف نویں رکعت پر سلام

پھیرتے تھے۔ اس کے بعد آپ بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تھے۔ اس طرح سے کل گیارہ رکعتیں ہو جاتی تھیں۔ اے بیٹے جب آپ عمر رسیدہ ہوئے اور آپ کا جسم آپ پر بوجھل ہوگیا تو آپ (بجائے نو کے) سات رکعتیں پڑھتے اور ان میں (وتر کی خاطر) صرف چھٹی اور ساتویں رکعت پر بیٹھتے اور صرف ساتویں رکعت پر سلام پھیرتے۔ پھر آپ بیٹھ کر دو نفل پڑھتے تو یہ کل نو رکعتیں ہو جاتیں۔

نفل بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ (بخاری)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے آدمی کے بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا آدمی اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو یہ زیادہ فضیلت کی بات ہے اور جو بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھے تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی بہ نسبت آدھا اجر ملتا ہے۔

فائدہ: کسی مجبوری اور مرض سے فرض، واجب اور نفل بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب مرض میں مبتلا ہو جائے یا سفر میں نکل جائے تو اقامت اور صحت کی حالت میں وہ جو عمل کرتا تھا اسی کی مثل اس کے لئے اجر لکھا جاتا ہے۔

سواری پر بیٹھے ہوئے نفل پڑھنا

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُوْمِئُ رَاسَهٗ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ (بخاری)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری پر نفل نماز پڑھتے دیکھا۔ جس رخ کو بھی سواری ہوتی آپ اسی رخ کو اپنا سر رکھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ فرض نمازوں میں ایسا نہ کرتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَّتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهٗ رِكَابُهٗ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور نفل نماز پڑھنا چاہتے تو (شروع) میں اپنی اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف کر لیتے (اور اس طرح سے خود بھی قبلہ رخ ہو جاتے) پھر تکبیر تحریمہ کہتے) پھر اس کے بعد (اونٹنی کا رخ منزل مقصود کی طرف کر دیا جاتا اور) جس رخ پر اونٹنی آپ کو رکھتی

اسی رخ پر آپ نماز پڑھ کر مکمل کرتے۔

نفل کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَائَتِهٖ نَحْوٌمِنْ ثَلَا ثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَضٰى صَلَا تَهٗ نَظَرَ فَإِنْ كُنْتُ يَقْظٰى تَحَدَّثَ مَعِيْ وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اِضْطَجَعَ

(بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (کبھی) بیٹھ کر (تہجد کی نفلی) نماز پڑھتے تھے۔اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ) آپ بیٹھ کر قراءت کرتے تھے اور جب آپ کی قراءت میں سے تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور (باقی) قراءت کھڑے ہو کر کرتے۔ پھر آپ رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔ (پھر) دوسری رکعت میں آپ پہلی رکعت کی مثل کرتے۔اور جب آپ اپنی نماز مکمل کر لیتے تو دیکھتے اگر میں بیدار ہوتی تو (کچھ دیر) مجھ سے (باہمی دلچسپی کی کوئی) بات کرتے اور اگر میں سوئی ہوئی ہوتی تو آپ (بھی) لیٹ جاتے تھے۔

باب: 28

نماز تراویح

تراویح کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ أَنْ یَّامُرَهُمْ فِیْهِ بِعَزِیْمَةٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ رمضان (کی راتوں) میں قیام کی ترغیب دیتے تھے لیکن لوگوں کو اس کی فرضیت کا حکم نہیں دیتے تھے۔ فرماتے تھے جو شخص رمضان (کی راتوں) میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کرے تو اس کے گزشتہ (تمام صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تراویح کی جماعت

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰی مِنَ الْقَابِلَةِ فَکَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّیْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ یَخْرُجْ إِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَیْتُ الَّذِیْ صَنَعْتُمْ وَلَمْ یَمْنَعْنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَیْکُمْ إِلَّا أَنِّیْ خَشِیْتُ أَنْ یُّفْرَضَ عَلَیْکُمْ وَذٰلِکَ فِیْ رَمَضَانَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اعتکاف کے دوران) ایک رات مسجد میں آواز کے ساتھ نماز پڑھی۔ کچھ لوگ بھی (جو مسجد میں موجود تھے) آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ پھر اگلی رات میں آپ نے اسی طرح نماز پڑھی تو زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات بھی (آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے شوق میں) لوگ جمع ہوئے لیکن آپ اپنے معتکف سے باہر تشریف نہ لائے (بعض لوگوں کا خیال ہوا کہ شاید آپ سو رہے ہوں اس لئے انہوں نے کھنکھناہٹ بھی کی لیکن آپ باہر نہ آئے) جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا (کہ جمع ہوئے اور بعض کھنکھنائے بھی) وہ سب میرے علم میں تھا لیکن تمہارے پاس باہر آنے سے مجھے اس خوف نے روکا کہ کہیں یہ جماعت تم پر فرض نہ کر

دی جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ رمضان میں ہوا تھا۔

عَنْ أَبِی ذَرٍ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَاحَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِى السَّادِسَةِ وَقَامَ بِنَا فِى الْخَامِسَةِ حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهٖ فَقَالَ إِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ ثَلَاثٌ مِنَ الشَّهْرِ وَصَلّٰى بِنَا فِى الثَّالِثَةِ وَدَعَا أَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى تَخَوَّفْنَا الْفَلَاحَ (ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (رمضان کے) روزے رکھے۔ آپ نے ہمیں (تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ (رمضان کے) مہینے کے سات دن باقی رہ گئے۔ (جب تیئسویں رات ہوئی) تو آپ نے ہمیں (تراویح کی) نماز تہائی رات تک پڑھائی۔ پھر چوبیسویں رات کو آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی اور پچیسویں رات کو آپ نے ہمیں آدھی رات تک نماز پڑھائی۔ (اس وقت) میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہی اچھا ہو اگر آپ ہمیں آج کی باقی رات بھی مزید نماز پڑھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی امام کے ساتھ (نماز میں) اس کے فارغ ہونے تک قیام کرے اس کے لئے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے (اور پوری رات قیام کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے) پھر آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ مہینے کی صرف تین راتیں باقی رہ گئیں۔ پھر آپ نے ہمیں ستائیسویں کو نماز پڑھائی اور (اس کے لئے) اپنے گھر والوں کو اور اپنی عورتوں کو بلوالیا اور ہمیں اتنی دیر تک نماز پڑھائی کہ ہمیں سحری کے فوت ہونے کا خطرہ ہونے لگا۔

فائدہ: جب تیسری رات سحری کا وقت ختم ہونے سے کچھ ہی دیر پہلے فارغ ہوئے تو ظاہر ہے کہ اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ نے تہجد کے لئے مزید کچھ نفل نہ پڑھے ہوں گے اور تراویح ہی تہجد کے قائم مقام بن گئی ہوگی۔ البتہ پہلی رات صرف تہائی رات تک جماعت کرائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کو دیکھتے ہوئے یہ بعید ہے کہ اس کے بعد آپ نے مزید کچھ نماز نہ پڑھی ہوگی۔ غرض تراویح تہجد ہی کا حصہ ہے کہ کبھی صرف تراویح میں ہی رات گذر گئی اور کبھی مزید نماز بھی پڑھی۔

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ ...... فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِکَ فِىْ خِلَافَةِ أَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِکَ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی حصہ میں تراویح کا معاملہ یہی رہا (کہ تراویح کی ایک جماعت نہ ہوتی تھی اور لوگ اپنی اپنی تراویح پڑھتے تھے یا ٹکڑیوں میں کسی حافظ و قاری کے پیچھے پڑھتے تھے)

عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِیْ مَالِکٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ فَرَأٰی نَاسًا فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ یُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَایَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَهُمُ الْقُرْآنُ وَأُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یَقْرَأُ وَهُمْ مَعَهٗ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ قَالَ قَدْ أَحْسَنُوْا وَقَدْ أَصَابُوْا وَلَمْ یَکْرَهْ ذٰلِکَ لَهُمْ (بیهقی)

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رمضان کی ایک رات میں رسول اللہ ﷺ (اپنے گھر سے) باہر (مسجد میں) تشریف لائے اور مسجد کے ایک کونے میں کچھ لوگوں کو (جماعت سے) نماز پڑھتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں (یعنی یہ لوگ جماعت سے کیسی نماز پڑھ رہے ہیں) ایک شخص نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ یہ کچھ لوگ ہیں جو حافظ نہیں ہیں۔ ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) تراویح میں قرآن پڑھ رہے ہیں تو یہ بھی ان کی نماز میں شریک ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں نے اچھا اور صحیح کیا اور آپ ﷺ نے ان کے عمل کو ناپسند نہیں کیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیْ أَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَیْلَةً فِیْ رَمَضَانَ إِلَی الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ یُصَلِّی الرَّجُلُ بِنَفْسِهٖ وَیُصَلِّی الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّیْ أَرٰی لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِئٍ وَاحِدٍ لَکَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰی أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَیْلَةً أُخْرٰی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِیْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ یُرِیْدُ آخِرَ اللَّیْلِ وَکَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ (بخاری)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ متعدد جماعتوں میں متفرق تھے کہیں تو ایک شخص تنہا (تراویح کی) نماز پڑھ رہا تھا اور کہیں ایک شخص پڑھتا تھا تو اس کے ساتھ کچھ لوگ شریک تھے۔ (یہ دیکھ کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ میں اگر ان سب کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ پھر آپ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا اور سب کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا (اور متفرق جماعتیں ختم کر کے مسجد میں صرف ایک جماعت کر دی۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح میں امام بنایا اور سب لوگوں کو ان کے پیچھے تراویح پڑھنے کا حکم دیا) پھر ایک اور رات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا تو (مسجد میں) سب لوگ اپنے (ایک) قاری کے پیچھے (تراویح کی) نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا یہ نیا کام (کہ مستقل طور پر تراویح ایک امام کے پیچھے ہو) کیا ہی اچھا ہے (کیونکہ ہمارے پاس اس نئے کام کی دلیل ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس طرح باجماعت تراویح پڑھائی تھی لیکن صرف تین رات پڑھائی تھی مستقل معمول اس

اندیشہ سے اختیار نہ کیا تھا کہ کہیں یہ فرض نہ کر دی جائے۔ اب وحی کا سلسلہ ختم ہو جانے سے وہ اندیشہ نہ رہا) نیز فرمایا وہ نماز جس سے تم سوئے رہتے ہو (یعنی اخیر رات میں تراویح کی نماز) افضل ہے اس نماز سے جو تم پڑھتے ہو۔ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (عام) لوگ تراویح رات کے اول حصہ میں پڑھتے تھے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک جب تک مسجد میں باقاعدہ مصلے پر ایک امام کے پیچھے تراویح کی جماعت کا انتظام نہیں ہوا تھا اس وقت تک تو ایک مسجد میں متعدد چھوٹی چھوٹی جماعتیں جائز تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر سب کو باقاعدہ مصلے پر ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا اور متعدد جماعتیں بند کر دیں۔ لہٰذا جس مسجد میں باقاعدہ مصلے پر ایک امام کے پیچھے جماعت تراویح کا انتظام ہو اس میں پھر بھی تراویح کی متعدد جماعتیں ہوں یہ غلط بات ہے اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی نفی ہے۔

تراویح کی رکعتوں کی تعداد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ بھی ثابت ہیں اور بیس بھی ثابت ہیں

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَأَوْتَرَ.

(ابن حیان)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو رمضان میں تراویح پڑھائی تو آٹھ رکعتیں پڑھیں اور (پھر) وتر پڑھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں (تراویح کی) بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے تراویح میں آٹھ رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ (مالک)

سائب بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں (یعنی آٹھ تراویح اور تین وتر) پڑھائیں۔ اور قاری (ایک رکعت میں) سو سو آیتیں پڑھتا تھا (جس کی وجہ سے قیام بہت طویل ہوتا تھا۔ اس) طول قیام کی وجہ سے ہم لاٹھیوں کا سہارا

لیتے تھے اور ہم فجر کے قریب کہیں جا کر فارغ ہوتے تھے۔

بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا اور اس پر اجماع و اتفاق ہے

عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (ابن ابی شیبة)

یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو (تراویح کی) بیس رکعتیں پڑھائیں۔

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (مؤطا مالک)

یزید بن رومان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں لوگ (بیس رکعت تراویح اور تین وتر ملا کر) تیئس رکعتیں پڑھتے تھے۔

عنْ عطاءٍ قَالَ أَدْرَکْتُ النَّاسَ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ ثَلَا ثًا وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَةً بِالْوِتْرِ (ابن ابی شیبة)

حضرت عطاء (تابعی) رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے صحابہ کو وتر سمیت تیئس رکعتیں پڑھتے پایا۔

ہر چار رکعت کے بعد ترویحہ

عَنْ أَبِی الْخُصَیْفِ قَالَ کَانَ یَؤُمُّنَا سُوَیْدُ بْنُ غَفْلَةَ فِیْ رَمَضَانَ فَیُصَلِّیْ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً (بیهقی)

ابوخصیف رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ رمضان میں ہمیں پانچ ترویحوں میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

باب: 29

نمازخوف

طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهٗ وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ بِمَنْ مَعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِیْ لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوے میں شریک ہوا۔ ہم دشمن کے مقابل ہوئے تو ہم نے ان کے مقابل صفیں بنا لیں۔ (نماز کا وقت آیا تو) رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لشکر کا ایک حصہ آپ کے ساتھ (نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہا۔ اس ایک حصہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے (پہلی رکعت پڑھی اور) رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر یہ حصہ اس حصہ کی جگہ چلا گیا جس نے نماز نہیں پڑھی تھی اور یہاں دوسرا حصہ آ گیا اور (اس کے ساتھ) رسول اللہ ﷺ نے (دوسری رکعت پڑھی اور) رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے (اپنی اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کی اور اس کے) رکوع اور دو سجدے کئے (اور قعدہ کر کے سلام پھیرا)۔

امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کے اپنی نماز پورے کرنے کے دو طریقے

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَقَامُوْا صَفَّيْنِ ...... ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَصَلُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوْا ثُمَّ ذَهَبُوْا فَقَامُوْا مَقَامَ أُولٰئِكَ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أُولٰئِكَ إِلٰى مَقَامِهِمْ فَصَلُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوْا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ اس کے لئے لشکر

کے دو حصے ہوگئے۔ (اپنی نماز پوری کر کے رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور یہ دوسرا حصہ کھڑا ہوا اور اپنی (چھوٹی ہوئی) رکعت پوری کی پھر (قعدہ کر کے) سلام پھیرا پھر یہ دوسرا حصہ پہلے حصہ کی جگہ دشمن کے مقابل کھڑا ہوگیا اور پہلا حصہ ان کی جگہ آگیا اور اس نے اپنی (چھوٹی ہوئی) رکعت پوری کی پھر (قعدہ کر کے) سلام پھیرا۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ...... ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّتَكَلَّمُوْا حَتّٰى يَقُوْمُوْا فِىْ مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ وَتَاتِى الطَّائِفَةُ الْأُوْلٰى حَتّٰى يُصَلُّوْا رَكْعَةً وُحْدَانًا ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ فَيَقُوْمُوْنَ مَقَامَ أَصْحَابِهِمْ وَتَاتِى الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى حَتّٰى يَقْضُوا الرَّكْعَةَ الَّتِىْ بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ وُحْدَانًا (كتاب الاثار محمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ......(جب امام سلام پھیر دے) تو دوسرا حصہ بغیر بات کئے پہلے حصے کی جگہ چلا جائے اور پہلا حصہ اس جگہ آجائے اور اپنی رکعت کو ہر شخص تنہا تنہا ادا کرے۔ (نماز پوری کر کے) پہلا حصہ واپس دوسرے حصہ کی جگہ چلا جائے اور وہاں کھڑا ہو جائے اور دوسرا حصہ آئے اور اس جگہ جو رکعت باقی رہ گئی تھی اس کو ہر شخص تنہا تنہا پڑھے۔

نبی ﷺ کے بعد نماز خوف کا جواز

عَنْ حَبِيْبٍ أَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ كَابُلَ فَصَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ الْخَوْفِ (ابو داؤد)

حبیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کابل کی جنگ لڑی تو حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے ہم مسلمانوں کو نماز خوف پڑھائی۔

عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ بِطَبْرِسْتَانْ فَقَامَ فَقَالَ أَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا فَصَلّٰى بِهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَبِهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً (ابو داؤد)

ثعلبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبرستان میں تھے تو وہ کھڑے ہوئے اور پوچھا تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے (پڑھی ہے) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کو نماز پڑھائی ایک حصہ کو ایک رکعت اور دوسرے حصہ کو ایک رکعت (اور ہر حصہ نے اپنی چھوٹی ہوئی رکعت خود پوری کی)۔

باب:30

نماز استسقاء

رسول اللہ ﷺ نے صرف دعا پر بھی اکتفا کیا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ ةُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُحِطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا أَنْ نَصِلَ إِلٰى مَنَازِلِنَا...... (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول بارش کا قحط ہوگیا ہے لہٰذا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لئے بارش برسا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو ہمارے لئے بارش شروع ہوگئی اور (بارش کی شدت کی وجہ سے) ہمارے لئے اپنے گھروں کو پہنچنا مشکل ہوگیا۔

استسقاء کے لئے نماز وغیرہ

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَ هُ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَ ةِ (بخاری)

عباد بن تمیم کے چچا جو صحابی تھے رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جس دن آپ استسقاء کے لئے باہر نکلے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت کی اور قبلہ رخ ہو کر دعا کی پھر (دعا کے دوران) آپ ﷺ نے اپنی چادر کو الٹا اور (اس سے پہلے) آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں جن میں آپ نے قراءت آواز سے کی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ يَسْتَسْقِي فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَّبَ رِدَاءَ هُ فَجَعَلَ

الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء کی نماز پڑھنی تھی آپ باہر نکلے اور اذان و اقامت کے بغیر ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی (جس میں آپ نے قراءت آواز سے کی) پھر (ہماری طرف رخ کر کے) ہمیں خطبہ دیا اور (پھر) اللہ سے دعا کی اور (دعا کے وقت) آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لیا۔ پھر (دعا ہی کے دوران) آپ نے اپنی چادر کو الٹا اور اس کے دائیں جانب کو بائیں طرف اور بائیں جانب کو دائیں طرف کر لیا (جس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جیسے چادر کی حالت پلٹ گئی اسی طرح اللہ تعالیٰ ہماری خشک سالی اور قحط کی حالت کو پلٹ دیں)۔

دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى بَنِي آبِي اللَّحْمِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَاسَهُ (ابوداؤد)

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (مدینہ منورہ کے ایک مقام) زوراء کے قریب (مدینہ منورہ کے دوسرے مقام) احجار زیت میں استسقاء کرتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر بارش کے لئے دعا کر رہے تھے (اور آپ نے) اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے سامنے پھیلائے ہوئے تھے اور ان کو اپنے سر سے اوپر نہ کیا تھا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کی اور اپنے ہاتھ کی پشت کو آسمان کی طرف کیا (تاکہ ہتھیلیاں جو ہاتھ کے اندر کا حصہ ہیں وہ زمین کی جانب ہو جائیں۔ اس میں غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کی اندرونی تہہ کو زمین کی طرف کر دیں تاکہ ان میں جو بارش ہو وہ برس سکے)۔

باب: 31

سورج گرہن کی نماز

عَنۡ أَبِی بَکۡرَۃَ قَالَ کُنَّا عِنۡدَ النَّبِیِّ ﷺ فَانۡکَسَفَتِ الشَّمۡسُ فَقَامَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ یَجُرُّ رِدَاءَ ہٗ حَتّٰی دَخَلَ الۡمَسۡجِدَ فَدَخَلۡنَا فَصَلّٰی بِنَا رَکۡعَتَیۡنِ حَتّٰی انۡجَلَتِ الشَّمۡسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ لَا یَنۡکَسِفَانِ لِمَوۡتِ أَحَدٍ وَإِذَا رَأَیۡتُمُوۡھَا فَصَلُّوۡا وَادۡعُوۡا حَتّٰی یُکۡشَفَ مَا بِکُمۡ (بخاری)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے) تھے کہ سورج کو گرہن ہوا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی چادر کھینچتے ہوئے اٹھ کر چلے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے۔ ہم بھی (آپ کے ساتھ) مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ نے ہمیں (بڑی طویل) دو رکعتیں پڑھائیں یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت کی وجہ سے نہیں گہناتے اور جب تم سورج کو گہنا تا ہوا (یعنی اس کو گرہن لگتا) دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرو یہاں تک کہ تمہیں پیش آنے والی (سورج کے گرہن کی) کیفیت دور ہو جائے۔

سورج گرہن کی نماز کے لئے اعلان

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا کُسِفَتِ الشَّمۡسُ علٰی عَھۡدِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ نُوۡدِیَ أَنَّ الصَّلٰوۃَ جَامِعَۃٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب سورج گرہن ہوا تو (اذان کے بجائے محض یہ) اعلان کیا گیا کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔

سورج گرہن کی نماز کا طریقہ

عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰہِ قَالَ کُسِفَتِ الشَّمۡسُ عَلٰی عَھۡدِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ فِیۡ یَوۡمٍ شَدِیۡدِ الۡحَرِّ فَصَلّٰی رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ بِأَصۡحَابِہٖ فَأَطَالَ الۡقِیَامَ حَتّٰی جَعَلُوۡا یَخِرُّوۡنَ (ابوداؤد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرمی کے دن سورج

گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی اور اتنا طویل قیام کیا کہ لوگ (غش کھا کھا کر) گرنے لگے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ أَرْمِىْ بِأَسْهُمٍ لِّىْ بِالْمَدِيْنَةِ فِىْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ كُسِفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى مَاحَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِى الصَّلٰوةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ (منورہ) میں اپنے تیر چلانے (کی مشق کر) رہا تھا کہ سورج گرہن ہوگیا میں نے اپنے تیر پھینکے اور خود سے کہا کہ اللہ کی قسم میں ضرور دیکھوں گا کہ سورج گرہن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا۔ میں آپ کے پاس آیا تو آپ نماز میں کھڑے (دعا کیلئے) اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور آپ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اللّٰهُ أَكْبَرُ کہنے لگے اور دعا کرنے لگے یہاں تک کہ سورج سے گہن ختم ہوگیا۔

عَنْ قُبَيْصَةَ الْهِلَالِيِّ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِىْ رِوَايَةٍ حَتّٰى بَدَتِ النُّجُوْمُ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ فِى الْمَدِيْنَةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتِ الشَمْسُ فَقَالَ إِنَّمَا هٰذِهِ الْآيَاتُ يُخَوِّفُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا كَأَحْدَثِ صَلٰوةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ. (ابوداؤد و نسائی).

حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسا شدید تھا کہ ستارے تک نظر آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ خوفزدہ ہوکر اپنے کپڑے کھینچتے ہوئے نکلے میں اس دن آپ کے ساتھ مدینہ (منورہ) میں تھا۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں بڑا طویل قیام کیا۔ (پہلی رکعت میں سورہ بقرہ پڑھنے کے برابر اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران پڑھنے کے برابر اور (جب) آپ نماز سے پھرے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی (قدرت اور زور کی) نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے (اپنے بندوں کو) ڈراتا ہے (یعنی جھنجھوڑتا ہے کہ یہ ساری کائنات میرے حکم کی تابع ہے) تو تم جب یہ نشانیاں دیکھو تو (اللہ تعالیٰ کے زور کا اعتراف کرتے ہوئے نماز میں کھڑے ہو جاؤ اور) قریب ترین فرض نماز جو تم نے پڑھی ہے (یعنی فجر کی) اس کی طرح تم نماز پڑھو۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالْغُلَامُ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِىْ غَرْضَيْنِ لَنَا حَتّٰى إِذَا

كَانَتِ الشَّمۡسُ قِيۡدَ رُمۡحَيۡنِ أَوۡ ثَلَاثَةٍ فِیۡ عَيۡنِ النَّاظِرِ مِنَ الۡأُفُقِ اِسۡوَدَّتۡ حَتّٰی آضَتۡ كَأَنَّهَا تَنُّوۡمَةٌ فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهٖ اِنۡطَلِقۡ بِنَا إِلَی الۡمَسۡجِدِ فَوَاللّٰهِ لَيُحۡدِثَنَّ شَانُ هٰذِهِ الشَّمۡسِ لِرَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ فِیۡ أُمَّتِهٖ حَدَثًا قَالَ فَدُفِعۡنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسۡتَقۡدَمَ فَصَلّٰی فَقَامَ بِنَا كَأَطۡوَلَ مَا قَامَ بِنَا فِیۡ صَلوٰةٍ قَطُّ لَا نَسۡمَعُ لَهٗ صَوۡتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطۡوَلَ مَا رَكَعَ بِنَا فِیۡ صَلوٰةٍ قَطُّ لَا نَسۡمَعُ لَهٗ صَوۡتًا قَالَ ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطۡوَلَ مَاسَجَدَ بِنَا فِیۡ صَلوٰةٍ قَطُّ لَا نَسۡمَعُ لَهٗ صَوۡتًا ثُمَّ فَعَلَ فِی الرَّكۡعَةِ الۡأُخۡرٰی مِثۡلَ ذٰلِكَ قَالَ فَوَافَقَ تَجَلِّی الشَّمۡسِ جُلُوۡسَهٗ فِی الرَّكۡعَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ (ابوداؤد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ میں اور ایک انصاری نوجوان تیراندازی کر رہے تھے یہاں تک کہ دیکھنے والے کی نظر میں سورج افق سے دو یا تین نیزے اوپر ہوا تھا کہ وہ (گرہن کی وجہ سے) سیاہ ہوگیا اور ایک سیاہ پھل تنومہ کی طرح ہوگیا۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو ہم مسجد کی طرف چلتے ہیں کیونکہ اللہ کی قسم اس سورج کی یہ کیفیت رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ کی امت کے بارے میں کسی نئی ہدایت کا باعث ہوگی۔ کہتے ہیں کہ (ہم تیزی سے چلے گویا کہ) ہمیں دھکیلا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ سامنے تھے۔ آپ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا جو مثل اس طویل ترین قیام کے تھا جو آپ نے ہمارے ساتھ کبھی نماز میں کیا ہو (اور) ہم آپ کی کچھ آواز نہ سنتے تھے۔ پھر آپ نے ہمارے ساتھ رکوع کیا جو مثل اس طویل ترین رکوع کے تھا جو آپ نے کبھی ہمارے ساتھ کیا ہو (اور) ہم آپ کی آواز نہ سنتے تھے۔ پھر آپ نے ہمارے ساتھ سجدہ کیا جو مثل اس طویل ترین سجدے کے تھا جو آپ نے کبھی ہمارے ساتھ کیا ہو (اور) ہم آپ کی آواز نہ سنتے تھے۔ پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ دوسری رکعت کے بعد قعدہ میں تھے کہ سورج صاف ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔

اس نماز میں قراءت آہستہ کرنی ہے

عَنۡ سَمُرَةَ بۡنِ جُنۡدُبٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ فِیۡ كُسُوۡفٍ لَا نَسۡمَعُ لَهٗ صَوۡتًا (ترمذی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورج گرہن کے وقت نماز پڑھائی (جس میں) ہم آپ کی (قراءت کے سری ہونے کی وجہ سے اس کی) آواز نہ سنتے تھے۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيۡتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الۡكُسُوۡفَ فَلَمۡ أَسۡمَعۡ مِنۡهُ فِيۡهَا حَرۡفًا مِنَ الۡقِرَاءَةِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (جیسا کہ طبرانی میں ہے رسول اللہ ﷺ کے ایک

جانب ہو کر) آپ کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھی تو میں نے اس نماز میں آپ ﷺ سے قراءت کا ایک حرف بھی نہیں سنا (کیونکہ آپ نے قراءت آہستہ کی تھی)

فائدہ: اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سوج گرہن کی نماز باجماعت ہوگی اور اس میں امام قراءت آہستہ کرے گا اور ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہوگا جیسا کہ عام طور سے نماز میں ہوتا ہے۔

1- اس کے برعکس بعض حدیثوں میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت آواز سے کی۔

عَنْ عائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَهَرَ فِي الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز میں آواز سے قراءت کی۔

لیکن ترجیح اسی بات کو حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت آہستہ سے کی تھی کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو عورتوں کی صف میں پیچھے تھیں جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ جو ان سے آگے مردوں کی صف میں تھے وہ قراءت کے آواز سے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی نے بھی یہ ذکر نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا سورتیں پڑھی تھیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے **فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً نَحْواً مِنْ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ** یعنی رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور بڑا طویل قیام کیا جو سورہ بقرہ پڑھنے کے برابر تھا۔ اگر آپ ﷺ نے آواز سے قراءت کی ہوتی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو علم ہوتا کہ کونسی سورتیں پڑھی ہیں اور وہ ان ہی کو ذکر کرتے (محض) اندازہ نہ بتاتے۔

2...... بعض حدیثوں میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک رکعت میں پانچ رکوع کیئے، بعض میں ہے چار رکوع کیئے، بعض میں ہے تین رکوع کیئے اور بعض میں ہے کہ دو رکوع کیئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوا آپ ﷺ نے زندگی میں ایک مرتبہ سورج گرہن کی نماز پڑھائی اور آپ نے ایک رکعت میں صرف ایک ہی رکوع کیا تھا لیکن ایک تو سخت گرمی کا دن تھا، دوسرے مکمل سورج گرہن ہونے کی وجہ سے اندھیرا سا چھا گیا تھا پھر آپ نے بہت ہی طویل قیام کیا جس سے لوگ غشی کھا کھا کر گرنے لگے، علاوہ ازیں آپ تسبیح، تحمید، تہلیل وغیرہ کے کلمات بھی کہتے رہے جن میں آواز بلند بھی ہوتی رہی تو مذکورہ حالات میں ان کلمات کو سن کر بعض لوگوں کو خیال ہوتا کہ آپ رکوع میں گئے ہیں اس لئے وہ بھی رکوع میں چلے جاتے۔ رکوع سے اٹھنے کے بعد پھر ایسی آواز نہ سنتے جس سے سجدہ میں جانے کا خیال ہوتا اس لئے دوبارہ قیام اختیار کر لیتے۔ بعد میں پھر یہی خیال ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ پھر رکوع میں گئے ہیں۔ اس طرح سے بعض کو دو دفعہ خیال ہوا، بعض کو تین دفعہ، بعض کو چار دفعہ اور بعض کو پانچ دفعہ رکوع میں جانے کا خیال ہوا۔

باب: 32

نماز جمعہ

جمعہ کے دن کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِیْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے (اور چونکہ سورج تو ہر روز ہی طلوع ہوتا ہے لہٰذا مراد ہے کہ سب دنوں میں سے بہترین دن) جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن میں وہ اس سے نکالے گئے اور قیامت بھی صرف جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِیْهِ سَاعَةٌ لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰهَ تعالی شَیْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِیَّاه وَأَشَارَ بِیَدِهٖ یُقَلِّلُهَا (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرماتے ہیں اور آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے سمجھایا کہ وہ گھڑی بڑی مختصر ہے۔

فائدہ: اس کے بارے میں دو وقت منقول ہیں:

1- عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ...... أَیُّ سَاعَةٍ هِیَ قَالَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ إِنَّهَا لَیْسَتْ سَاعَةَ الصَّلوٰةِ قَالَ بَلٰی إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلّٰی ثُمَّ جَلَسَ لَا یَحْبِسُهٗ لِإِلَّا الصَّلوٰةُ فَهُوَ فِی الصَّلَاةِ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے پوچھا جمعہ کی گھڑی وہ کونسی گھڑی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ وہ دن کی گھڑیوں میں سے آخری گھڑی ہے۔ کہتے ہیں میں نے پوچھا وہ وقت نماز پڑھنے کا تو نہیں ہوتا (کیونکہ وہ تو عصر کا مکروہ وقت ہوتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مومن بندہ جب نماز پڑھ لے پھر (دوسری) نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے تو وہ نماز پڑھنے ہی کے شمار میں ہوتا ہے۔

2- امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد سے نماز ختم ہونے تک

عَنْ أَبِیْ مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ هِیَ مَا بَيْنَ أَنْ يَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰی أَنْ تُقْضَی الصَّلٰوةُ (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (جمعہ کے دن کے) قبولیت کی گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک ہے۔

جمعہ کا غسل مسنون ہے واجب نہیں

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ (ترمذی)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن (صرف) وضو کیا تو یہ بھی اچھی بات ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنے میں زیادہ فضیلت ہے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاؤُا فَقَالُوْا يَاابْنَ عَبَّاسٍ أَتَرَی الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَأَ الْغُسْلُ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَ يَعْمَلُوْنَ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ إِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ يَوْمٍ حَارٍ وَعَرِقَ النَّاسُ فِیْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰی ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ آذٰی بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تِلْكَ الرِّيْحَ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِيْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ جَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ذِكْرُهٗ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوْا عَنِ الْعَمَلِ وَوُسِعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِیْ كَانَ يُؤْذِیْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ (ابوداؤد)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہل عراق میں سے کچھ لوگ (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس) آئے اور پوچھا کہ اے ابن عباس کیا آپ جمعہ کے دن غسل کرنے کو واجب سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ

نہیں البتہ اس میں پاکیزگی زیادہ ہے اور غسل کرنے والے کے لئے فضیلت ہے۔ اور جو غسل نہ کرے تو (کوئی حرج نہیں کیونکہ) غسل کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ (جمعہ کا) غسل کیسے شروع ہوا۔ لوگ (عام طور سے) محنت ومشقت کرتے تھے، اونی کپڑے پہنتے تھے اور اپنی پشتوں پر بوجھ لادتے تھے اور ان کی مسجد تنگ تھی اور نیچی چھت والی تھی (بلکہ) وہ تو محض ایک چھپر تھا۔ ایک گرمی کے دن (جو جمعہ کا دن تھا) جبکہ لوگ اونی لباس میں پسینہ پسینہ ہو رہے تھے یہاں تک کہ ان سے (پسینے کی) بدبو کے بھبھکے اٹھنے لگے جس سے ایک دوسرے کو تکلیف ہو رہی تھی رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر (مسجد میں) تشریف لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ بدبو محسوس کی تو فرمایا اے لوگو! جب یہ (یعنی جمعہ کا) دن ہو تو (بہتر ہے کہ) غسل کیا کرو اور جو بہترین تیل اور خوشبو تم کو میسر ہو وہ لگا لیا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے کشادگی کر دی اور لوگ (اونی لباس ترک کر کے) دوسرا لباس پہننے لگے اور خود محنت کرنے کی ضرورت نہ رہی (کہ غلام اور ملازم مل گئے) اور مسجد بھی وسیع ہوگئی اور پسینے سے جو ایک دوسرے کو تکلیف ہوتی تھی وہ جاتی رہی (تو اب غسل کیوں واجب ہونے لگا)۔

جمعہ فرض ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحْرِقُ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں جو جمعہ کی نماز سے غیر حاضر ہو جاتے تھے (اور یہ کھلم کھلا منافق ہوتے تھے) فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو (جمعہ کی) نماز پڑھائے پھر جو لوگ جمعہ کی نماز سے پیچھے رہ جائیں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے یہ فرماتے سنا کہ لوگ (بلا کسی عذر کے) جمعہ (کی نمازوں) کو ترک کرنا چھوڑ دیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے (جس سے ہدایت کو قبول کرنے کی صلاحیت جاتی رہے گی) اور پھر وہ (خدا سے اور اس کی راہ ہدایت سے) بالکل غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

کن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ أَوْصَبِيٍّ أَوْمَرِيْضٍ (ابوداؤد)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کی نماز ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے سوائے چار آدمیوں کے مملوک غلام یا عورت یا بچہ یا مریض۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَرْبَعَةٌ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِمْ اَلْمَرْأَةُ وَ الْمَمْلُوْكُ وَالْمُسَافِرُ وَالْمَرِيْضُ (کتاب الآثار لمحمد)

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار آدمیوں پر جمعہ فرض نہیں عورت، غلام، مسافر اور مریض پر۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيْ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (شہر سے باہر کے) لوگ جمعہ کے دن اپنے گھروں سے اور عوالی (یعنی مدینہ منورہ کی مشرقی جانب چار سے آٹھ میل کے فاصلہ پر بستیوں) سے باری باری آتے تھے (یعنی کچھ ایک جمعہ آتے کچھ دوسرے جمعہ آتے۔ سب نہیں آتے تھے کیونکہ ان پر جمعہ فرض نہیں تھا)۔

عَنْ أَبِیْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ فَجَاءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِیْ يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهٗ (بخاری)

ابن ازہر رحمہ اللہ کے آزاد کردہ غلام ابو عبید کہتے ہیں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور نماز پڑھائی پھر مڑ کر خطبہ دیا پھر فرمایا تمہارے آج کے دن میں تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں (کہ آج عید بھی ہے اور جمعہ بھی ہے) تو اہل عوالی میں سے جو یہ پسند کرے کہ وہ جمعہ کا انتظار کرے تو وہ انتظار کرلے اور جو یہ پسند کرے کہ (اپنے گھر) واپس لوٹ جائے تو میں اس کو (اپنے گھر واپس لوٹنے کی) اجازت دیتا ہوں (کیونکہ اس پر جمعہ فرض نہیں ہے)۔

جمعہ صرف قصبہ وشہر میں ہی ہوتا ہے گاؤں یا جنگل میں نہیں

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ قَالَ لَاجُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ إِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعہ اور تشریق (کی تکبیریں) صرف مصر جامع میں ہوتی ہیں (اور مصر جامع وہ بستی ہوتی ہے جو گلیوں محلوں پر مشتمل ہو اور اس میں کم از کم پچیس تیس متصل دکانوں پر مشتمل (مستقل) بازار ہو جس میں عام ضرورت کی تقریباً تمام اشیاء مہیا ہوتی ہوں)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِالْقَیْسِ بِجُوَاثٰی مِنَ الْبُحْرَیْنِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں جمعہ کے قائم ہونے کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو قائم کیا گیا وہ بحرین کے ایک قصبہ جواثی میں قائم کیا گیا۔

فائدہ: اہل جواثی کا ایک وفد فتح مکہ سے پہلے 8ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آیا تھا۔ وفد کے واپس جانے کے بعد وہاں جمعہ قائم کیا گیا۔ اس وقت تک بہت سی بستیوں میں اسلام پھیل چکا تھا جن کے رہنے والے نماز جمعہ کے لئے مدینہ منورہ نہیں آ سکتے تھے۔ اس کے باوجود ان بستیوں میں جو کہ گاؤں اور دیہات تھے جمعہ قائم نہیں کیا گیا۔ اور جواثی کوئی گاؤں نہ تھا بلکہ قصبہ تھا جس کی آبادی چار ہزار افراد سے زائد تھی۔ یہاں ایک قلعہ بھی تھا اور یہ کھجوروں کی ایک بڑی اور اہم تجارتی منڈی بھی تھی جیسا کہ مشہور جاہلی شاعر امرؤ القیس کہتا ہے۔

رُحْنَا کَأَنَّا مِنْ جُوَاثَا عَشِیَّةً　　　تَعَالَی النِّعَاجُ بَیْنَ عِدْلٍ وَّ مُحْقَبِ

یعنی ہم نے دن میں خوب شکار کیا اور رات کو ہم شکار کے گوشت کے ساتھ اس طرح لدے پھندے واپس لوٹے جیسا کہ جواثا سے لوگ کھجوروں کی بوریاں سواریوں پر لاد کر لے جاتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ ...... فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشَرَةَ لَیْلَةً وَفِیْ رِوَایَةِ أَنَسٍ أَرْبَعَ عَشَرَةَ لَیْلَةً (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے تو مدینہ منورہ سے پہلے قبا کی بستی میں جو اس وقت ایک گاؤں تھا) قبیلہ بنوعمرو بن عوف میں چودہ دن ٹھہرے (لیکن اس دوران آپ نے وہاں جمعہ کی نماز نہیں پڑھی حالانکہ جمعہ کی نماز مکہ مکرمہ میں ہی فرض ہو چکی تھی)

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ...... فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی أَتٰی عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهٗ بِنَمِرَةٍ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰی إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقُصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَأَتٰی بَطْنَ الْوَادِیْ فَخَطَبَ النَّاسَ ...... ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّی الْعَصْرَ وَلَمْ یُصَلِّ بَیْنَهُمَا شَیْئًا (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے یہاں تک کہ آپ عرفات پہنچے۔ وہاں آپ نے اپنے لئے دھاری دار چادر سے بنایا ہوا قبہ دیکھا تو اس میں تشریف فرما ہوئے۔ پھر جب سورج کا ڈھلاؤ ہوا تو آپ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کے لانے کا حکم دیا۔ اس پر آپ کے لئے کجاوہ لگا دیا گیا۔ (اونٹنی پر سوار ہو کر) آپ بطن وادی پہنچے اور وہاں لوگوں کو (حج کا) خطبہ دیا اس کے

بعد بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی ۔ (حالانکہ جیسا کہ بیہقی نے معرفة السنن و الآثار میں تصریح کی ہے وہ جمعہ کا دن تھا) اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے پھر اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نماز نہیں پڑھی۔

(**فائدہ**) عرفات جنگل اور ویران میدان ہے جمعہ کا دن ہونے کے باوجود اور لوگوں کا جم غفیر ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جمعہ کی نماز نہیں پڑھائی۔

جمعہ کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھلتا تھا۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج کا زوال ہوتا۔

جمعہ کی نماز اول وقت پڑھنا مسنون ہے

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيْطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ بِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ (کی نماز اول وقت میں) پڑھتے تھے۔ پھر واپس پلٹتے تھے تو ابھی دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں (یعنی جمعہ اول وقت میں پڑھ کر فارغ ہو جاتے تھے کہ سورج ابھی اوپر ہی ہوتا تھا اور اس میں کوئی قابل ذکر ڈھلاؤ نہیں ہوتا تھا کہ جس کی وجہ سے سایہ زیادہ ہو)۔

عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز کے بعد ہی صبح کا کھانا کھاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے۔

فائدہ: شہروں کے موجودہ رواج کہ صبح ناشتہ کرتے ہیں، پھر دوپہر کو کھانا کھاتے ہیں پھر رات کو دیر سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مقابلہ میں عربوں میں ناشتہ کا رواج نہ تھا۔ صرف صبح اور شام کے کھانے کا رواج تھا۔ صبح عام طور سے دس بجے کے لگ بھگ کھانا کھاتے تھے اور شام کو مغرب کے بعد۔ اس حدیث میں

بتایا کہ جمعہ کے دن ہم جمعہ کی نماز اول وقت پڑھنے کے بعد کھانا کھاتے اور دوپہر کا آرام کرتے تھے۔

جمعہ کی دو اذانیں اور پہلی اذان کا وقت

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ یَقُوْلُ إِنَّ الْأَذَانَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ کَانَ أَوَّلَهُ حِیْنَ یَجْلِسُ الْإِمَامُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَی الْمِنبَرِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا کَانَ فِیْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَکَثُرُوْا أَمَرَ عُثْمَانُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ فَأُذِّنَ بِهٖ عَلَی الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ

(بخاری)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا اور (مدینہ منورہ کی) آبادی بہت بڑھ گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن (رائج اذان و اقامت کے علاوہ ایک) تیسری اذان (جواب پہلی اذان کہلاتی ہے زوال کا وقت ہوتے ہی اس) کے کہنے کا حکم دیا (تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ جمعہ کا وقت شروع ہو گیا ہے اور وہ جلدی سے مسجد میں حاضری کی فکر کریں) تو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم پر) وہ اذان (مدینہ منورہ کے بازار کے ایک بلند مقام) زوراء پر کہی گئی اور اس وقت سے یہ عمل چلا آ رہا ہے۔

فائدہ: یہ جو لکھا گیا کہ جمعہ کی پہلی اذان کا وقت زوال ہوتے ہی ہے اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

1- معارف السنن میں مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و بالجملة فهذا الاذان کان قبل التاذین بین یدی الخطیب و کان فی اول وقت الظهر متصلا بالزوال (ج 4 ص 396).

اذان اول (ایک تو) اس اذان سے پہلے ہوتی تھی جو خطیب کے سامنے ہوتی ہے اور (دوسرے) ظہر کے اول وقت میں زوال کے متصل بعد ہوتی تھی۔

2- عمدۃ القاری شرح بخاری میں علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انما سمی ثالثا باعتبار کونه مزیدا لان الاول هو الاذان عند جلوس الامام علی المنبر و الثانی هو الاقامة للصلاة عند نزوله و الثالث عند دخول وقت الظهر (ج 6 ص 211).

پہلی اذان کو جو تیسری اذان کہا گیا تو اس اعتبار سے کہ اسی کا اضافہ کیا گیا تھا کیونکہ ابتداء میں پہلی اذان وہ تھی جو منبر پر امام کے بیٹھنے کے بعد (اس کے سامنے) ہوتی ہے اور دوسری سے مراد نماز کی اقامت تھی جو امام کے منبر سے اترنے پر کہی جاتی ہے اور تیسری وہ ہوئی جو ظہر کا وقت شروع ہونے پر کہی جاتی ہے۔

3- فتح الباری میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و تبین بما مضی ان عثمان احدثه لاعلام الناس بدخول وقت الصلاة (ج 2 ص 394).

سابقہ کلام سے ظاہر ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان اس لئے شروع کی کہ لوگوں کو نماز کے وقت کے شروع ہونے کی اطلاع ہو جائے۔

4- عمدۃ القاری میں ہے:

فاحدث الناس التاذینة الثالثة علی الزوراء لیجتمع الناس (ج 6 ص 211).

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زوراء پر تیسری اذان شروع کرائی (جواب پہلی اذان کہلاتی ہے تا کہ اس کو سن کر لوگ مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔

5- فتح الباری میں ہے:

فاذن بالزوراء قبل خروجه لیعلم الناس ان الجمعة قد حضرت (ج 2 ص 394)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (مسجد میں جانے کے لئے اپنے نکلنے کے وقت سے پیشتر زوراء پر اذان دلوائی تا کہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے (اور وہ مسجد میں حاضر ہوں)۔

6- المغنی میں ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ویبدا وجوب السعی الیها...... عند الحنفیة بالاذان الاول عند الزوال.

حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لئے سعی کا وجوب زوال کے وقت ہی اذان اول سے شروع ہو جاتا ہے۔

ان حوالجات سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان اول کا وقت زوال سے متصل بعد کا ہے اور اسی پر امت کا عملی توارث چلا آیا ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ یُؤَذَّنُ بَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا جَلَسَ عَلٰی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ (ابوداؤد)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو اس وقت آپ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان کہی جاتی تھی (دروازے پر کہنے کی غرض یہ تھی تا کہ باہر لوگوں تک آواز پہنچ پائے کہ جمعہ تیار ہے اور جو لوگ ابھی نہ آئے ہوں وہ فوراً آ جائیں) ایسے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اذان کہی جاتی تھی۔ (پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو لوگوں کو یہ خبر دینے کے لئے کہ جمعہ کا وقت شروع ہو گیا پہلی اذان بازار میں ایک اونچے مقام پر کہی جانے لگی اور دوسری اذان کا مقصد یہ ہو گیا کہ مسجد میں موجود لوگ اب خاموشی اختیار کر لیں اس لئے بجائے دروازے کے دوسری اذان منبر کے سامنے کھڑے ہو کر کہی جانے لگی)

امام کے منبر سے اترنے کے بعد اقامت کہی جائے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذٰلِكَ فِيْ زَمَنِ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ ؓ (نسائی و احمد)

حضرت سائب بن یزید ؓ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے تھے اس وقت بلال ؓ اذان کہتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ (خطبہ سے فارغ ہوکر منبر سے) اتر جاتے تھے تو بلال ؓ اقامت کہتے تھے۔ پھر یہی طریقہ حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں بھی جاری رہا۔

خطبہ کے وقت نماز اور کلام منع ہے

اس بارے میں یہ جان لینا چاہئے کہ شروع دور میں جیسے نماز کے دوران بات کرنا جائز تھا اسی طرح خطبہ کے دوران بھی بات کرنا اور نماز پڑھنا جائز تھا جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ سُلَيْكُ الْغَطْفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهٗ يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں جمعہ کے دن جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے سلیک غطفانی ؓ (مسجد میں) آئے اور بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے سلیک کھڑے ہو اور (تحیۃ المسجد کی) دو رکعتیں پڑھو اور ان میں اختصار کرو۔ پھر فرمایا تم میں سے جب کوئی جمعہ کے دن ایسے وقت (مسجد میں) آئے جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ (تحیۃ المسجد کی) دو رکعتیں پڑھے اور ان کو مختصر پڑھے۔

بعد میں جیسے نماز کے دوران بات کرنے سے منع کر دیا گیا اور جماعت کھڑی ہوگئی ہو تو سنت اور نفل نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا اسی طرح خطبہ کے دوران بھی بات کرنے سے اور کوئی بھی نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اگر تم اپنے کسی ساتھی کو (جو باتیں کر رہا ہو) یہی کہہ دو کہ خاموش ہو جاؤ تو تم نے یہ بھی لغو حرکت کی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنبَرِ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْإِمَامُ (مجمع الزوائد).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایسے وقت مسجد میں داخل ہو کہ امام (جمعہ کا) خطبہ دے رہا ہو تو امام کے (خطبہ سے) فارغ ہونے تک نہ (کسی قسم کی) نماز جائز ہے اور نہ کوئی بات کرنا جائز ہے۔

خطیب کا لوگوں کو سلام کرنا

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَعِدَ الْمِنبَرَ سَلَّمَ (ابن ماجه)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (خطبہ دینے کے لئے) منبر پر چڑھتے تو (لوگوں کو) سلام کرتے۔

خطیب کا لوگوں کی طرف رخ کرنا

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَعِدَ الْمِنبَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهٖ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلُوْنَهٗ (ابن ابی شیبه)

امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ جب (خطبہ دینے کے لئے منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف رخ کرتے اور کہتے السلام علیکم اور حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی یہی کرتے تھے۔

کمان یا لاٹھی پر سہارا لگانا

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ حَزْنٍ قَالَ قَدِمْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْتَاسِعَ تِسْعَةٍ فَلَبِثْنَا عِنْدَهٗ أَيَّامًا شَهِدْنَا فِيْهَا الْجُمُعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَكِّأً عَلٰى قَوْسٍ أَوْقَالَ عَلٰى عَصًا (احمد و ابوداؤد)

حضرت حکم بن حزن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سات یا نو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور ہم آپ کے پاس چند دن ٹھہرے۔ ان دنوں میں ہمیں جمعہ کا دن بھی ملا تو (ہم نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے کمان یا لاٹھی پر سہارا لگا کر خطبہ دیا۔

خطبہ دینے کی ہیئت

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهٗ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهٗ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلٰوةٍ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ پھر (کچھ دیر کے لئے) بیٹھ جاتے تھے پھر (دوبارہ) کھڑے ہوتے اور کھڑے رہ کر خطبہ دیتے۔ تو جو کوئی تمہیں یہ بتائے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تو اس نے جھوٹ بولا کیونکہ اللہ کی قسم میں نے (ایسا ایک مرتبہ نہیں

دیکھا بلکہ میں نے تو) آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھی ہیں (جن میں کتنی ہی جمعہ کی نمازیں تھیں)

خطبہ کی مقدار

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَخُطْبَتُهٗ قَصْدًا (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جمعہ کی) نماز پڑھتا تھا۔آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی (یعنی نہ بہت طویل نہ بہت مختصر) اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔

خطبہ میں کیا ہو

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیتے تھے جن کے درمیان آپ کچھ دیر بیٹھتے تھے۔ان خطبوں میں آپ قرآن پڑھتے تھے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے تھے۔

عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ مَا أَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ (مسلم)

حارثہ بن نعمان کی صاحبزادی ام ہشام کہتی ہیں میں نے سورہ قٓ محض رسول اللہ ﷺ کی زبانی سن کر یاد کی ہے۔آپ اس کو ہر جمعہ میں منبر پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پڑھتے تھے۔

جمعہ کی نماز میں قراءت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِی صَلَاةِ الْجُمُعَةِ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَومَ الْجُمُعَةِ عَلٰى إِثْرِ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (ابو داؤد)

ضحاک بن قیس رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ (پہلی رکعت میں) سورہ جمعہ پڑھنے کے بعد (دوسری رکعت میں) کونسی سورت پڑھتے تھے۔ انہوں نے

جواب دیا کہ آپ ﷺ (دوسری رکعت میں کبھی) هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَهِ والی سورت پڑھتے تھے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْعِیْدَیْنِ وَفِی الْجُمْعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی وَهَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمْعَةُ فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ یَقْرَأُ بِهِمَا أَیْضًا فِی الصَّلٰوتَیْنِ (مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عیدین (کی نماز) میں اور جمعہ (کی نماز) میں (کبھی) رسول اللہ ﷺ (پہلی رکعت میں) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی والی سورت اور (دوسری رکعت میں) هَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ والی سورت پڑھتے تھے اور جب ایک ہی دن میں عید اور جمعہ (جمع) ہوتے تھے تو آپ دونوں نمازوں میں یہی سورتیں پڑھتے تھے۔

عید اور جمعہ ایک دن ہوں تو جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوتی

عَنْ أَبِیْ عُبَیْدٍ مَوْلَی ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِیْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ فَصَلّٰی ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَکُمْ فِیْ یَوْمِکُمْ هٰذَا عِیْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِیَةِ أَنْ یَّنْتَظِرَ الْجُمْعَةَ فَلْیَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ یَّرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهٗ (مؤطا مالک)

ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوا۔ وہ آئے اور نماز پڑھائی پھر رخ پھیر کر خطبہ دیا اور (خطبہ سے فارغ ہوکر) فرمایا آج تمہارے لئے دو عیدیں (یعنی جمعہ اور عید) اکٹھی ہوگئی ہیں تو (ہم کو تو جمعہ کی نماز بھی پڑھنی ہے لیکن مدینہ منورہ سے چند میل باہر کے گاؤں یعنی) عوالی کے رہنے والوں میں سے جو جمعہ کی نماز کا انتظار کرنا چاہے تو وہ اس کا انتظار کرلے اور جو بھی واپس لوٹنا چاہے تو (چونکہ اس پر جمعہ فرض نہیں ہے لہٰذا) میں اس کو (لوٹنے کی) اجازت دیتا ہوں۔

باب: 33

نماز عیدین

زینت کرنا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَهُ الْأَحْمَرَ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ (ابن خزيمة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید کے دنوں میں اور جمعہ کے دن اپنی سرخ (دھاریدار) چادر اوڑھتے تھے۔

عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاكُلَ تَمَرَاتٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَاكُلُهُنَّ وِتْرًا (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عید الفطر کے دن رسول اللہ ﷺ (عید کی نماز کے لئے) نہیں نکلتے تھے یہاں تک کہ چند چھوہارے نہ کھا لیتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ چھوہارے طاق عدد میں نوش فرماتے تھے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَاكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ شَيْئًا حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَاكُلُ مِنْ أُضْحِيَّتِهٖ (دارقطنی)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے دن (یعنی عید الاضحیٰ کے دن) کچھ نہ کھاتے یہاں تک کہ آپ (عید کی نماز سے فارغ ہو کر) واپس لوٹتے پھر اپنی قربانی کے گوشت کے تناول سے ابتدا کرتے۔

عید کی نماز کیلئے شہر سے باہر میدان میں جانا

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (شہر سے باہر) عید گاہ کی طرف نکلتے تھے۔

فائدہ:1- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ منورہ کے تین جانب کھجور کے درخت اور عمارتیں تھیں جن سے شہر کی حفاظت ہوتی تھی اور ایک جانب کھلی تھی۔ اس ایک جانب غزوہ خندق میں خندق کھودی گئی تھی۔ مسجد نبوی اور عید گاہ کے درمیان پانچ سو انگریزی گز کا فاصلہ تھا۔ مدینہ منورہ کی شہر پناہ یعنی دیوار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنی عید گاہ اس شہر پناہ کے باہر تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عید گاہ آبادی کے مکانات سے باہر تھی۔

2- مکہ مکرمہ میں عید کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کی جائے گی۔

عذر کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِیْ يَوْمِ عِيْدٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰى بِهِمْ فِی الْمَسْجِدِ (ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ایک مرتبہ) عید کے دن بارش ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو (عید کی نماز) مسجد میں پڑھائی۔

عید کی نماز کے لئے جاتے ہوئے تکبیر کہنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا غَدٰى يَوْمَ الْفِطْرِ وَ يَوْمَ الْأَضْحٰى يَجْهَرُ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى يَاتِیَ الْمُصَلّٰى ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَاتِیَ الْإِمَامُ (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن وہ عید گاہ کی طرف جاتے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جاتے پھر وہاں پہنچ کر بھی امام کے آنے تک تکبیر کہتے رہتے۔

آنے جانے میں مختلف راستے اختیار کرنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا كَانَ يَوْمَ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب عید کا دن ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عید گاہ سے واپسی میں) دوسرا رستہ اختیار فرماتے (تاکہ مسلمانوں کی شوکت کا زیادہ اظہار ہو)

عیدین کی نماز کا وقت

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَعَ النَّاسِ فِیْ يَوْمِ عِيْدِ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهٖ وَ ذٰلِكَ حِيْنَ التَّسْبِيْحِ (ابوداؤد)

یزید بن حمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ (نماز کے لئے) نکلے۔ (امام نے آنے میں دیر کی) تو انہوں نے امام کے دیر کرنے پر نکیر کی اور فرمایا اس وقت تک تو ہم (نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں عید کی نماز سے) فارغ ہو جاتے تھے (جس وقت حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا) وہ چاشت کی نماز کا شروع کا وقت تھا۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَالشَّمْسُ عَلٰى قِيْدِ رُمْحَيْنِ وَ الْأَضْحٰى عَلٰى قِيْدِ رُمْحٍ (تلخيص الحبير للحافظ ابن حجر رحمه الله)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن ہمیں عید کی نماز پڑھاتے تھے جس وقت سورج (افق سے) دو نیزوں پر ہوتا تھا اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھاتے تھے جس وقت سورج (افق سے) ایک نیزے پر ہوتا تھا۔

عید کی نماز کیلئے نہ اذان ہے نہ اقامت ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (عید کی نماز کے لئے) اذان نہ کہی جاتی تھی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو نہیں کئی مرتبہ پڑھی (اور ہمیشہ) بغیر اذان اور بغیر اقامت کے (پڑھی)۔

عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوا تو یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھتے تھے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ

فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيهِمْ وَيَامُرُهُمْ فَإِنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ أَوْ يَامُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهٖ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف نکلتے تو سب سے پہلی چیز جس سے آپ ابتداء کرتے وہ نماز ہوتی (یعنی وہاں پہنچ کر سب سے پہلے عید کی نماز پڑھتے پھر لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جاتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے۔ پھر آپ (خطبہ میں) ان کو وعظ و نصیحت کرتے اور ہدایتیں دیتے۔ پھر (خطبہ سے فارغ ہو کر) اگر آپ کا کوئی لشکر مقرر کرنے کا ارادہ ہوتا تو لشکر مقرر فرماتے یا کوئی اور حکم دینے کا ارادہ ہوتا تو اس کا حکم فرماتے۔

نماز عید کی دو رکعتیں ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَ هُمَا .

(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن (عید کی) دو رکعتیں پڑھیں (اور عید گاہ میں) نہ ان سے پہلے نماز پڑھی اور نہ ان کے بعد نماز پڑھی۔

نماز عید میں قراءت

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ سَأَلَ أَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ مَاكَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقَافْ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (مسلم)

عبیداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کیا تلاوت فرماتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ان دونوں نمازوں میں (پہلی رکعت میں) قٓ و القرآن المجید کی سورت اور (دوسری رکعت میں) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ کی سورت پڑھتے تھے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ (مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اکثر) عید کی نمازوں میں اور جمعہ کی نماز میں (پہلی رکعت میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى کی سورت اور (دوسری رکعت میں) هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَه کی سورت پڑھتے تھے اور اگر عید اور جمعہ کی نمازیں ایک ہی دن میں جمع ہو جاتیں تو یہی دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔

عید کی نماز میں چھ زائد تکبیریں ہیں

عَنْ أَبِی عَائِشَةَ أَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِیَّ وَحُذَیْفَةَ بْنَ الْیَمَانِ رضی اللہ عنہ كَیْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یُكَبِّرُ فِی الْأَضْحٰی وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُوْمُوْسٰی كَانَ یُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِیْرَهٗ عَلَی الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُوْمُوْسٰی كَذٰلِکَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِی الْبَصْرَةِ حَیْثُ كُنْتُ عَلَیْهِمْ (ابوداؤد)

ابوعائشہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیرات کس طرح کہتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہر رکعت میں) تین زائد تکبیروں سمیت چار تکبیریں کہتے جیسا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (آپ نے) سچ کہا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے (مزید) بتایا کہ جب میں اہل بصرہ پر حاکم تھا تو میں بصرہ میں (عید کی نماز پڑھاتے ہوئے) اسی طرح تکبیریں کہتا تھا۔

عَنْ عَلْقَمَةَ وَ الْأَسْوَدِ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ كَانَ یُكَبِّرُ فِی الْعِیْدَیْنِ تِسْعًا أَرْبَعٌ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ یُكَبِّرُ فَیَرْكَعُ وَ فِی الثَّانِیَةِ یَقْرَأُ فَإِذَا فَرَغَ كَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ رَكَعَ (عبدالرزاق)

علقمہ رحمہ اللہ اور اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عیدین کی نمازوں میں نو تکبیریں کہتے تھے (جن کی تفصیل یہ ہے کہ وہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت) قراءت سے پہلے چار تکبیریں کہتے تھے پھر (پانچویں) تکبیر کہتے اور رکوع میں جاتے اور دوسری رکعت میں (پہلے) قراءت کرتے پھر جب (قراءت سے) فارغ ہوتے تو (تین زائد تکبیروں سمیت) چار تکبیریں کہتے اور (ان میں سے چوتھی تکبیر کہہ کر) رکوع میں جاتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰی بِنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ یَوْمَ عِیْدٍ فَكَبَّرَ تِسْعَ تَكْبِیْرَاتٍ خَمْسًا فِی الْأَوَّلِ وَأَرْبَعًا فِی الْاٰخِرَةِ وَوَالٰی بَیْنَ الْقِرَاءَ تَیْنِ (ابن ابی شیبه)

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عید کے دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو انہوں نے نو تکبیریں کہیں۔ پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور (دونوں رکعتوں کی) قراءتوں (کے درمیان زائد تکبیر نہ کہی اس طرح سے گویا دونوں قراءتوں) کو ملایا۔

عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهِکٍ قَالَ إِنَّ ابْنَ الزُّبَیْرِ لَمْ یَكُنْ یُكَبِّرُ إِلَّا أَرْبَعًا سِوٰی تَكْبِیْرَتَیْنِ لِلرُّكُوْعِ (طحاوی)

یوسف بن ماہک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (عید کی نماز کی ہر رکعت میں تین زائد

تکبیروں سمیت) صرف چار تکبیریں کہتے تھے اور رکوع کی تکبیریں ان کے علاوہ تھیں۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ تِسْعُ تَكْبِيرَاتٍ خَمْسٌ فِي الْأُوْلٰى وَأَرْبَعٌ فِي الْآخِرَةِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الصَّلَاةِ (طحاوی)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا (عید کی نماز میں) نو تکبیریں ہیں (تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر سمیت) پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں اور رکوع کی تکبیر سمیت دوسری رکعت میں چار تکبیریں ہیں۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تِسْعُ تَكْبِيرَاتٍ وَيُوَالِيْ بَيْنَ الْقِرَاءَ تَيْنِ (ابن ابی شیبه)

قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عید کی نماز میں نو تکبیریں ہیں (جن میں سے چھ زائد ہیں) اور (دونوں رکعتوں کی) قراءتوں کے درمیان کوئی زائد تکبیر نہیں ہے۔

فائدہ زائد تکبیروں کے بارے میں حدیثوں میں اور قول بھی آئے ہیں لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چھ زائد تکبیروں والی حدیث پر عمل کو اس وجہ سے ترجیح حاصل ہے کہ یہ بہت سے صحابہ سے منقول ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ۔

عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھے، نہ عید کی نماز سے پہلے نہ بعد میں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (عید کی نماز کے لئے) نکلے اور (عید کی) دو رکعت نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عید گاہ میں) نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد پڑھی۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا فَإِذَا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (ابن ماجه)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید (کی نماز) سے پہلے کوئی نفل نماز نہ پڑھتے تھے (نہ گھر میں نہ عید گاہ میں) اور (عید کی نماز کے بعد بھی عید گاہ میں نہ پڑھتے تھے بلکہ) جب اپنے گھر واپس تشریف لے جاتے تب (گھر میں) دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔

عذر سے عید کے دن نماز نہ ہو تو دوسرے دن پڑھیں

عَنْ عَمِّ أَنَسٍ أَنَّ رَكْبًا جَاءُ وْا فَشَهِدُوْا أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ

يُفْطِرُوْا وَإِذَا أَصْبَحُوْا يَغْدُوْ إِلٰى مُصَلَّاهُمْ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک چچا جو خود بھی صحابی تھے کہتے ہیں کہ (انتیس رمضان کو بادلوں کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا تو مدینہ منورہ میں لوگوں نے اگلے دن روزہ رکھ لیا لیکن پھر دن ہی میں) کچھ مسافر آئے اور گواہی دی کہ انہوں نے گذشتہ رات (راستہ میں) چاند دیکھا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ منورہ کے) لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ ختم کر دیں اور اگلے دن (نمازِ عید کے لئے) عیدگاہ کو چلیں۔

کسی کی عید کی نماز رہ جائے تو وہ چار نفل پڑھ لے

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ مَنْ فَاتَتْهُ الْعِيْدُ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا (طبرانی فی الکبیر)

امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبدللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کی عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ چار رکعت (نفل) پڑھ لے۔

عید کی مبارکباد اور اس کے کلمات

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ وَغَيْرِهٖ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَانُوْا إِذَا رَجَعُوْا يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ (الجوهر النقی)

محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوامامہ باہلی اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ (عید کی نماز میں شریک ہوا) جب صحابہ واپس لوٹے تو ایک دوسرے سے کہتے تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَ مِنْكَ یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے (عید کے) عمل کو قبول فرمائیں۔

تکبیرات تشریق

عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ يَوْمِ التَّشْرِيْقِ وَيُكَبِّرُ بَعْدَ الْعَصْرِ (ابن ابی شيبه)

شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن (یعنی نویں ذوالحجہ کو) فجر کی نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے اور تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہویں) کی عصر کی نماز تک کہتے تھے اور اس دن کی عصر کی نماز کے بعد بھی کہتے تھے۔

تکبیر کے الفاظ

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ أَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (ابن ابی شيبه)

ابو احوص رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں (فرض نمازوں کے

بعد بلند آواز سے ان کلمات سے) تکبیر کہتے تھے أَللّٰهُ اَكْبَرُ أَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَر أللّٰهُ أَكْبَرَ وَلِلّٰهِ الْحَمْد.

تکبیر تشریق صرف قصبہ اور شہر والوں پر ہے

عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ لَاجُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ وَلَا صَلوٰةَ فِطْرٍ وَ لَا أَضْحٰى إِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ أَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ (ابن ابی شیبه)

حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت علی ؓ نے فرمایا جمعہ اور تکبیرات تشریق اور عید الفطر و عید الاضحیٰ کی نماز صرف مصر جامع یا شہر میں ہوتی ہیں۔

باب: 34

میت کے احکام

موت کے وقت کلمہ کی تلقین

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرو۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِهٖ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (ابوداؤد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس (نے دنیا میں جہنم کی سخت وعید کے کام نہ کئے ہوں یا ان سے سچی توبہ کرلی ہو اور جس) کا (دنیا سے جاتے ہوئے) آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ (سیدھا) جنت میں داخل ہوگا (جہنم میں نہیں جائے گا اگرچہ یہ ممکن ہے کہ اس کو اپنی بداعمالیوں کی سزا کے طور پر قبر کی یا قیامت کے دن کی بعض سختیوں کو برداشت کرنا پڑے)

مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھنا

عَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِقْرَءُوْا یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ (ابوداؤد)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں کے پاس سورہ یٰسین پڑھو (کہ اس کی برکت سے موت کے شدائد میں کمی ہوگی)

فائدہ: قرآن کے کتاب ہدایت ہونے کے یہ منافی نہیں ہے کہ اس کے کلمات میں مادی فوائد بھی ہوں ہاں یہ بات انتہائی غیر مناسب ہے کہ قرآن سے صرف مادی فوائد تو حاصل کئے جائیں اور اس کی اصل غرض سے بے التفاتی برتی جائے۔ بالکل ایسے ہی جیسے کوئی اچھا عالم اور شیخ و مرشد ہو لیکن لوگ اس کے علم اور تزکیہ نفس کرنے کی صلاحیت سے تو فائدہ نہ اٹھائیں صرف اپنی دنیوی اغراض کے لئے تعویذ لیتے رہیں۔

مرنے والے کو قبلہ رخ کرنا

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ سَأَلَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالُوْا تُوُفِّیَ وَأَوْصٰی أَنْ یُوَجَّهَ إِلَی الْقِبْلَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَابَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ ذَهَبَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ (حاکم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ (منورہ) آئے تو حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا ان کی وفات ہوگئی ہے اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ (مرتے وقت) ان کو قبلہ رخ کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہوں نے فطرت (اسلام) کی بات پائی۔ پھر آپ گئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

مرنے پر آنکھیں بند کرنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی أَبِیْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَأَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوْحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ النَّاسُ مِنْ أَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی أَنْفُسِکُمْ إِلَّا بِخَیْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِکَةَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ان کے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی) رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں (یہ سن کر گھر والوں کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوچکی ہے) اس پر ان کے گھر والے آہ و بکا کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (آہ و بکا کرتے ہوئے) اپنے اوپر بددعا نہ کرو، صرف خیر کی دعا کرو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر فرمایا اے اللہ ابوسلمہ کو بخش دے۔ ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کے درجہ کو بلند کر دے، پیچھے رہ جانے والوں میں ان کی نسل میں ان کا جانشین بنا اور اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے اور ان کے لئے ان کی قبر کو کشادہ کر دے اور ان کے لئے ان کی قبر کو منور کر دے۔

میت کو چادر سے ڈھانپنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کو ایک دھاریدار یمنی چادر سے ڈھانپا گیا۔

نہلانے کے لئے میت کے کپڑے اتارنا

عَنْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَمَّا أَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا نَدْرِیْ أَ نُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا أَلْقَی اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰی مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهٗ فِیْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اِغْسِلُوا النَّبِیَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيَدْلُكُوْنَهٗ بِالْقَمِيْصِ دُوْنَ أَيْدِيْهِمْ (ابو داؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو (آپس میں) کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے بدن سے کپڑے اتاریں جیسے ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو اس حال میں غسل دیں کہ کپڑے آپ کے جسم پر ہوں۔ جب ان لوگوں کا آپس میں اختلاف ہوا (اور کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے) تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ طاری کر دی یہاں تک کہ اس موقع پر جتنے بھی لوگ تھے (اونگھ کی وجہ سے) سب کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں سے جا لگیں۔ پھر کمرے کے ایک کونے سے ایک کہنے والے نے جس کو کوئی بھی نہ جانتا تھا کہا رسول اللہ ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے غسل دو۔ پھر (لوگوں کی اونگھ دور ہوگئی اور) سب اٹھ کھڑے ہوئے اور (اس بات کو غیبی ہدایت سمجھتے ہوئے کپڑوں ہی میں غسل دینے پر سب کا اتفاق ہوگیا لہٰذا) آپ جو قمیص پہنے ہوئے تھے اسی میں آپ کو غسل دیا۔ وہ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص سے آپ کے جسم (مبارک) کو ملتے تھے براہ راست ہاتھوں سے نہ ملتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ خصوصیت کا معاملہ تھا جبکہ دیگر اموات کے کپڑے نہلانے کے وقت اتارے جائیں گے البتہ ستر کو کسی موٹے کپڑے سے چھپایا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ غَسَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَلِیٌّ وَعَلٰی يَدِ عَلِیٍّ خِرْقَةٌ يَغْسِلُهٗ فَأَدْخَلَ يَدَهٗ تَحْتَ الْقَمِيْصِ يَغْسِلُهٗ وَالْقَمِيْصُ عَلَيْهِ (حاكم)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ (سمیت چار آدمیوں نے غسل دیا) حضرت علی کے ہاتھوں پر کپڑے کا ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے غسل دیا گیا تو حضرت علی اپنا ہاتھ آپ کی قمیض کے اندر کرتے اور (استنجا کرانے کے لئے) جسم کو دھوتے تھے۔

میت کے غسل کا طریقہ

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهٗ فَقَالَ اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْخَمْسًا أَوْأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِی الْآخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْشَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ وَفِیْ رِوَايَةٍ اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا (مسلم)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کا انتقال ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ان کو تین دفعہ یا اگر تمہاری رائے میں ضرورت ہو تو پانچ دفعہ یا اس سے زائد مرتبہ پانی اور بیری سے غسل دو اور آخری مرتبہ پانی میں کافور ملا لو اور ایک روایت میں ہے غسل کو دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے شروع کرو۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّهُ كَانَ يَاخُذُ الْغُسْلَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ يَغْسِلُ بِالسِّدْرِ مَرَّتَيْنِ وَالثَّالِثَةَ بِالْمَاءِ وَالْكَافُوْرِ (ابوداؤد)

جلیل القدر تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے میت کے غسل کا طریقہ سیکھا تھا اور وہ بیری پکائے ہوئے پانی کو دو مرتبہ پورے جسم پر ڈالتے تھے اور تیسری مرتبہ کافور ملے پانی کو جسم پر ڈالتے تھے۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ يُوْضَعُ الْكَافُوْرُ عَلٰى مَوَاضِعِ سُجُوْدِ الْمَيِّتِ (ابن ابی شیبہ)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میت کی سجدہ کی جگہوں پر کافور لگایا جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَجْمَرْ تُمُ الْمَيِّتَ فَأَوْتِرُوْا (حاکم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میت (کی چارپائی اور کفن کی چادر) کو دھونی دو تو طاق عدد میں دو۔

میت کو کنگھی کرنا

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا رَأَتْ مَيِّتًا يُسَرَّحُ رَاسُهُ فَقَالَتْ عَلَامَ تَنْصُوْنَ مَيِّتَكُمْ (الامام محمد فی الآثار)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ایک میت کے بالوں میں کنگھی کی جا رہی ہے تو فرمایا تم اپنی میت کی پیشانی کو کیوں پھیلاتے ہو (مراد یہ ہے کہ میت کو کنگھی کرنے سے اس کے بال سمٹ جاتے ہیں اور پیشانی کشادہ نظر آنے لگتی ہے حالانکہ اس کو اس کی حاجت نہیں)۔

عورت کا اپنے میت شوہر کو غسل دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ اِمْرَأَةِ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ غَسَلَتْ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ حِيْنَ تُوُفِّيَ. (مؤطا مالک)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال

ہوا تو ان کو ان کی اہلیہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔

كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَاغَسَلَهُ إِلَّا نِسَاؤُهُ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں اگر مجھے پہلے وہ خیال آتا جو مجھے بعد میں آیا (کہ عورت اپنے میت شوہر کو غسل دے سکتی ہے) تو رسول اللہ ﷺ کو آپ کی ازواج ہی غسل دیتیں۔

مرد اپنی میت بیوی کو غسل نہیں دے سکتا

دین کا ضابطہ ہے کہ اگر بیوی مر جائے تو نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے مرد کے نکاح میں اگر چار عورتیں ہوں اور ان میں سے ایک مر جائے تو مرد پر کچھ عدت نہیں ہوتی اور وہ اس کے فوراً بعد کسی اور عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ موت سے نکاح ختم ہونے کے بعد اب کوئی صورت نہیں کہ مرد عورت کے جسم کو بلاتکلف ہاتھ لگائے۔ اس لئے مذکورہ ضابطہ کے مطابق مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی مردہ بیوی کو غسل دے۔ لہٰذا جہاں کہیں غسل دینے کا ذکر ہے وہاں بالفعل غسل دینا مراد نہیں بلکہ انتظام کرنا اور تعاون کرنا مراد ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ غَسَلْتُهَا وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ (بیہقی)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو میں نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو غسل دیا (بایں طور کہ انہوں نے غسل کا انتظام بھی کیا اور پھر جب میں غسل کراتی گئی تو وہ میرے ساتھ تعاون کرتے گئے کہ مجھے پانی اور ضرورت کی دیگر چیزیں جیسے کافور وغیرہ پکڑاتے گئے)۔

میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا واجب نہیں مستحب ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ اِمْرَأَةِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ غَسَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ حِيْنَ تُوُفِّيَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ إِنِّيْ صَائِمَةٌ وَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ شَدِيْدُ الْبَرْدِ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ فَقَالُوْا لَا (مالک فی الموطا)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے ان کو غسل دیا پھر باہر کو آئیں اور وہاں جو مہاجرین موجود تھے ان سے کہا کہ میں نے روزہ بھی رکھا ہوا ہے اور آج سردی بھی شدید ہے تو کیا (غسل دینے کی وجہ سے) مجھ پر غسل کرنا لازم ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

سفید کپڑوں کا کفن

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَ

كَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ (بخاری و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خود اپنے سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ تمہارے کپڑوں میں سے یہ سب سے بہتر ہیں اور ان ہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔

کفن کا کپڑا حسب استطاعت اچھا ہو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اس کو (حسب استطاعت) اچھا کفن دے۔

کفن بہت مہنگا نہ ہو

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَغَالَوْا فِي الْكَفَنِ فَإِنَّهُ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيْعًا (ابو داؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفن بہت مہنگا نہ پہناؤ کیونکہ وہ تو (کوئی سا بھی ہو) بہت جلد بوسیدہ ہو جاتا ہے۔

مردوں کے سنت کفن کے تین کپڑے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (صرف) تین سوتی سفید سحولی (یمن کی ایک بستی سحول کی طرف منسوب) کپڑوں کا کفن دیا گیا جن میں نہ (سلی ہوئی) قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قمیص میں پہنے پہنے غسل دیا گیا تھا وہ گیلی ہونے کی وجہ سے بعد میں اتار لی گئی تھی۔

عورت کے سنت کفن کے پانچ کپڑے ہیں

عَنْ لَيْلٰى بِنْتِ قَانِفٍ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ كُنْتُ فِيْمَنْ غَسَلَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ اِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلَ مَا أَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمِلْحَفَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الْآخَرِ قَالَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا يُنَاوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا (ابو داؤد)

حضرت لیلیٰ بنت قانف رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات پر غسل دیا۔ (ان کو کفن پہنانے کے لئے) رسول اللہ

ﷺ نے سب سے پہلے مجھے ازار دیا پھر قمیص دی پھر دوپٹہ دیا پھر چادر دی۔ اس کے بعد ان کو ایک اور کپڑے میں لپیٹا گیا۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خود دروازے کے پاس تشریف فرما تھے، آپ کے پاس ان کا کفن تھا (اور) آپ ہمیں ایک ایک کپڑا کر کے پکڑاتے تھے۔

کفن پورا نہ ملے

عَنْ خَبَّابٍ قَالَ ...... قُتِلَ (مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ)يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَاسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخَرِ (بخاری)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کی لڑائی میں شہید ہوئے تو ان کو کفن دینے کے لئے ہمیں صرف ایک ایسی چادر ملی کہ جب ہم اس سے ان کے سر کو ڈھانپتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (چادر سے) ان کے سر کو ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر گھاس رکھ دیں۔

کفن کو دھونی دینا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ جَمِّرُوْا كَفَنَ الْمَيِّتِ ثَلَا ثًا (بیہقی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کے کفن کو تین بار دھونی دو۔

باب: 35

نماز جنازہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے

اس کے فرض کفایہ ہونے کی دلیل امت کا اجماع ہے۔

فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی یُصَلِّیَ فَلَهٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰی تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِیْرَاطَانِ قِیْلَ وَمَا الْقِیْرَاطَانِ قَالَ مِثْلَ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جنازہ میں حاضر ہوا (اور ساتھ رہا) یہاں تک کہ اس نے نماز جنازہ پڑھی تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو میت کے دفن ہونے تک حاضر رہا تو اس کو دو قیراط ثواب ملے گا۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کیا ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (دو قیراط) ایسے ہیں جیسے دو عظیم پہاڑ۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَامِنْ مَیِّتٍ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ یَشْفَعُوْنَ لَهٗ إِلَّا شُفِّعُوْا فِیْهِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت جس کی تعداد سو تک پہنچتی ہو نماز پڑھے اور سب میت کے لئے شفاعت کریں تو میت کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (اور میت کو بخش دیا جاتا ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِهٖ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِیْهِ (احمد و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان

شخص مر جائے اور اس کے جنازہ پر چالیس ایسے آدمی کھڑے ہوں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتے ہوں تو اس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول کرتے ہیں۔

عَنْ مَالِکِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَيْهِ ثَلاَ ثَةُ صُفُوْفٍ فَقَدْ أَوْجَبَ (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میت پر تین صفوں نے نماز جنازہ پڑھی تو اس نے (اپنے لئے جنت) واجب کرلی۔

نماز جنازہ کے لئے طہارت شرط ہے

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُصَلِّی الرَّجُلُ عَلَی الْجَنَازَةِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ (مؤطا مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آدمی جنازہ پر نماز نہ پڑھے مگر جبکہ وہ طہارت سے ہو۔

امام میت کے کس حصہ کے مقابل کھڑا ہو

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی اِمْرَأَةٍ مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسْطَهَا (بخاری)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک ایسی عورت پر جنازہ کی نماز پڑھی جو اپنے نفاس میں مرگئی تھی۔ آپ اس کے وسط کے مقابل (یعنی سینے کے مقابل) کھڑے ہوئے (جو کہ اعضاء کے اعتبار سے وسط ہے کہ اس سے اوپر سر اور بازو ہیں اور نیچے پیٹ اور ٹانگیں ہیں)

نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی عَلٰی أَصْحَمَةَ النَّجَاشِیِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (حبشہ کے مسلمان ہونے والے بادشاہ) اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ التَّكْبِيْرُ أَرْبَعًا وَخَمْسًا فَجَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰی أَرْبَعٍ (ابن المنذر)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جنازہ کی) تکبیریں چار بھی ہوتی تھیں اور پانچ بھی ہوتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار پر جمع کر دیا تھا۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَی الْجَنَائِزِ خَمْسًا وَسِتًّا وَأَرْبَعًا حَتّٰی قُبِضَ النَّبِیُّ

ﷺ ثُمَّ كَبَّرُوا بَعْدَ ذٰلِکَ فِیْ وِلَایَةِ أَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰی قُبِضَ أَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَفَعَلُوْا ذٰلِکَ فِیْ وِلَایَتِہٖ فَلَمَّا رَأٰی ذٰلِکَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّکُمْ مَعْشَرَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَتٰی مَا تَخْتَلِفُوْنَ یَخْتَلِفُ مَنْ بَعْدَکُمْ وَالنَّاسُ حَدِیْثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِیَّةِ فَأَجْمِعُوْا عَلٰی شَیْءٍ یَجْتَمِعُ بِہٖ عَلَیْهِ مَنْ بَعْدَکُمْ فَأَجْمَعَ رَأْیُ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنْ یَنْظُرُوْا آخِرَ جَنَازَةٍ کَبَّرَ عَلَیْهَا النَّبِیُّ ﷺ حِیْنَ قُبِضَ فَیَاخُذُوْنَ بِہٖ فَیَرْفُضُوْنَ بِہٖ مَاسِوٰی ذٰلِکَ فَنَظَرُوْا فَوَجَدُوْا آخِرَ جَنَازَةٍ کَبَّرَ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعًا (الامام محمد فی الآثار)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ صحابہ جنازوں پر تکبیریں پانچ بھی کہتے تھے اور چھ بھی اور چار بھی کہتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسی طرح تکبیریں کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بھی وفات ہوگئی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کی خلافت میں بھی لوگ اسی پر عمل پیرا رہے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی (اس اختلاف کی طرف) توجہ ہوئی تو (اہل علم صحابہ کو جمع کر کے فرمایا اے حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کی جماعت جب تم ہی لوگوں میں اختلاف ہوگا تو تمہارے بعد والوں میں بھی اختلاف ہوگا جبکہ لوگوں سے جاہلیت کا زمانہ گزرے زیادہ عرصہ بھی نہیں ہوا لہٰذا تم لوگ کسی ایک بات پر متفق ہو جاؤ جس پر تمہارے بعد والے بھی جمع رہیں۔ تو صحابہ کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ وہ آخری نماز جنازہ کی تحقیق کریں جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے پیشتر تکبیریں کہیں (کہ اس میں کتنی تکبیریں کہیں) تاکہ تکبیروں کے اس عدد کو اختیار کریں اور دوسرے عدد کو چھوڑ دیں۔ جب تحقیق کی تو انہوں نے یہ بات پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں۔

صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے پھر باندھ لے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَبَّرَ عَلَی الْجَنَازَةِ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فِیْ أَوَّلِ تَکْبِیْرَةٍ وَ وَضَعَ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ کی تکبیریں کہیں اور (صرف) پہلی تکبیر پر اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھائے اور (پھر باندھ لئے اس طرح کہ) دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَرْفَعُ یَدَیْهِ عَلَی الْجَنَازَةِ فِیْ أَوَّلِ تَکْبِیْرَةٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں اپنے دونوں ہاتھ پہلی تکبیر میں اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد (باقی تکبیروں میں) نہیں اٹھاتے تھے۔

نماز جنازہ میں کیا پڑھنا ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ أَنَّہٗ سَأَلَ أَبَاھُرَیْرَۃَ کَیْفَ تُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَۃِ فَقَالَ أَبُوْھُرَیْرَۃَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰہِ أُخْبِرُکَ أَتْبَعُھَا مِنْ أَھْلِھَا فَإِذَا وُضِعَتْ کَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰہَ وَصَلَّیْتُ عَلٰی نَبِیِّہٖ ثُمَّ أَقُوْلُ اللّٰھُمَّ إِنَّہٗ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ أَمَتِکَ کَانَ یَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِہٖ اَللّٰھُمَّ إِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ إِحْسَانِہٖ وَإِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْعَنْہُ سَیِّآتِہٖ اللّٰھُمَّ لَا تُحْرِمْنَا أَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (مؤطا مالک)

حضرت ابوسعید مقبری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔ میں جنازہ کے ساتھ اس کے گھر سے چلتا ہوں اور جب جنازہ (نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے تو میں (پہلی) تکبیر کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی کی حمد وثناء کرتا ہوں اور (دوسری تکبیر کہہ کر) اللہ کے نبی پر درود پڑھتا ہوں۔ پھر (تیسری تکبیر کہہ کر) یہ دعا مانگتا ہوں أَللّٰھُمَّ إِنَّہٗ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ أَمَتِکَ کَانَ یَشْھَدُ اَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِہٖ اَللّٰھُمَّ إِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ إِحْسَانِہٖ وَإِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ اَللّٰھُمَّ لَا تُحْرِمْنَا أَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (اے اللہ یہ آپ کا بندہ تھا اور آپ کے بندے کا بیٹا تھا اور آپ کی بندی کا بیٹا تھا۔ یہ گواہی دیتا تھا کہ مستحق عبادت تو صرف آپ ہی ہیں اور یہ کہ محمد آپ کے بندے اور رسول ہیں اور آپ تو اس بندے سے خوب واقف ہیں۔ اے اللہ یہ اگر نیک تھا تو اس کے نیکی کے اجر کو بڑھا دیجئے اور یہ اگر برا تھا تو آپ اس کی برائیوں سے درگزر فرمائیے۔ اے اللہ آپ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرمائیے اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں نہ ڈالئے (یعنی اس کے بارے میں ہمیں کسی پریشانی میں مبتلا نہ کیجئے)۔

عَنْ عَلِیٍّ أَنَّہٗ کَانَ إِذَا صَلّٰی عَلٰی مَیِّتٍ یَبْدَأُ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِأَحْیَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا وَأَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاجْعَلْ قُلُوْبَنَا عَلٰی قُلُوْبِ خِیَارِنَا (ابن ابی شیبہ).

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب کسی میت کی نماز جنازہ پڑھتے تھے تو اللہ کی حمد سے ابتداء کرتے تھے (یعنی پہلی تکبیر کے بعد حمد وثناء کہتے تھے) اور (دوسری تکبیر کے بعد) رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے تھے پھر (تیسری تکبیر کے بعد) یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِأَحْیَائِنَا وَ أَمْوَاتِنَا وَأَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَ أَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاجْعَلْ قُلُوْبَنَا عَلٰی قُلُوْبِ أَخْیَارِنَا (اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ان کے دلوں کے درمیان الفت ڈال دیجئے اور ان کے مابین اصلاح پیدا کر دیجئے

اور ہمارے دلوں کو ہمارے بہترین لوگوں کے دلوں کے مطابق کر دیجئے۔)

فائدہ: نماز جنازہ کی ترکیب کو دیکھیں تو اس کی حقیقت میت کے لئے دعا ہے اور دعا کے آداب میں سے ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا جائے پھر دعا کی جائے۔ نماز جنازہ میں بھی ایسے ہی ہے جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود ہے اور تیسری تکبیر کے بعد دعا ہے۔ حمد وثناء اور درود کے لئے علیحدہ سے الفاظ منقول نہیں اس لئے عام نمازوں میں جو ثناء اور درود ابراہیمی پڑھتے ہیں وہی نماز جنازہ میں پڑھے جائیں گے۔ دعا کے مختلف الفاظ منقول ہیں جو آگے ذکر ہوں گے۔

جب اس کی حقیقت دعا ہے تو اس کو صلوٰۃ اور نماز اس وجہ سے کہا گیا کہ اس میں نماز کی شرائط کا لحاظ کیا جاتا ہے مثلاً جسم، جگہ اور کپڑوں کی طہارت اور استقبال قبلہ اور نماز کی طرح اس میں تکبیر تحریمہ اور سلام بھی ہیں۔

رہا سورہ فاتحہ کا پڑھنا تو نماز جنازہ میں یہ لازم نہیں ہے کیونکہ اوپر کی مذکورہ دونوں حدیثوں میں اس کا پڑھنا ذکر نہیں ہے اور پھر یہ مندرجہ ذیل حدیث بھی دلیل ہے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَايَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ (الامام مالک فی مؤطاه)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں (سورہ فاتحہ کی) قراءت نہیں کرتے تھے۔

البتہ جن حدیثوں میں سورہ فاتحہ کا ذکر ہے تو وہ بطور حمد کے ہے اور اختیاری ہے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ تَقْرَأُ قَالَ نَعَمْ إِنَّهٗ حَقٌّ وَسُنَّةٌ (نسائی)

طلحہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے جنازہ کی نماز پڑھی تو میں نے ان کو سورہ فاتحہ پڑھتے سنا (کیونکہ انہوں نے یہ کچھ آواز سے پڑھی جو ہمارے کانوں تک پہنچی گئی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان سے پوچھا کیا آپ (سورہ فاتحہ کی) قراءت کر رہے تھے (حالانکہ میں نے اور تو کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا) انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یہ بالکل صحیح بات ہے اور دین کا طریقہ ہے (کہ حمد کے طور پر سورہ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں)

حمد کے طور پر سورت فاتحہ پڑھے تو چپکے پڑھے

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُوْلٰى بِأُمِّ

الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِيمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ (نسائی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں طریقہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد (چاہے تو ثناء کے طور پر) سورہ فاتحہ چپکے چپکے پڑھے پھر (باقی) تین تکبیریں کہے اور آخری تکبیر پر سلام پھیر دے۔

چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے مزید دعا کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی أَنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهٗ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَدْعُوْ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصْنَعُ هٰكَذَا وَفِیْ رِوَايَةٍ كَبَّرَ أَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰی ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ (بیھقی)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد (سلام پھیرنے سے پہلے) انہوں نے دو تکبیروں کے درمیان وقفہ کے بقدر قیام کیا جس میں وہ اپنی بیٹی کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے پھر (سلام پھیرا اور) فرمایا کہ (کبھی کبھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کہیں پھر (دعا و استغفار کرتے) ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوا کہ وہ پانچویں تکبیر کہنے کو ہیں (لیکن انہوں نے پانچویں تکبیر نہ کہی) پھر اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیر دیا۔

تیسری تکبیر کے بعد مزید منقول دعائیں

عَنْ أَبِیْ إِبْرَاهِيْمَ الْأَنْصَارِیِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی الْمَيِّتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا (نسائی)

وَفِیْ رِوَايَةٍ مَنْ أَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَی الْإِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ (طبرانی فی الکبیر والاوسط)

ابوابراہیم انصاری کے والد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے سنا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا اور ایک روایت میں ہے یہ الفاظ بھی ہیں مَنْ أَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَی الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْإِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ (اے اللہ بخش دے ہمارے زندہ کو اور ہمارے مردہ کو اور ہمارے حاضر کو اور ہمارے غیر حاضر کو اور ہمارے مرد کو اور ہماری عورت کو اور ہمارے چھوٹے کو اور ہمارے بڑے کو۔ اے اللہ جس کو آپ ہم میں سے زندہ رکھیں تو اس کو اسلام پر زندہ رکھئے اور جس کو آپ ہم میں سے موت دیں تو اس کو ایمان پر موت دیجئے۔ اے اللہ ہم آپ کی معافی طلب کرتے ہیں۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَصَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرْدٍ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ أَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ (مسلم)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک جنازہ کی نماز پڑھتے ہوئے یہ کلمات سنے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرْدٍ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَاراً خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَأَهْلاً خَيْراً مِنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ (اے اللہ اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس سے درگزر فرما اور اس کو عافیت سے رکھ اور اس کی مہمانی عمدہ فرما اور اس کے داخلہ کی جگہ کو خوب کشادہ فرما اور اس کے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے (یعنی مختلف طرح کی رحمتوں سے) دھودے اور اس کو خطاؤں سے ایسے صاف کر جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کو اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما اور اس کو اس کے دنیا کے اہل سے بہتر اہل عطا فرما اور اس کو اس کی دنیا کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو قبر کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچائے رکھ۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی دعا کی وجہ سے (کہ وہ اتنی جامع تھی اور آپ کی زبانی تھی کہ) میں نے تمنا کی کاش میں ہی میت ہوتا۔

چوتھی تکبیر کے بعد دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیرنا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى أَنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهٗ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ...... ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازہ کی نماز (پڑھائی تو اس) میں چار تکبیریں کہیں...... پھر انھوں نے اپنے دائیں اور اپنے بائیں (دونوں طرف) کو سلام پھیرا۔

بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھنی چاہیے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ لَهٗ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لئے (اجر کا) کچھ (حصہ) نہیں ہے۔

فائدہ......1- سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسجد حرام میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔
2- مسجد نبوی کے مشرق کی جانب جو متصل جگہ تھی رسول اللہ ﷺ کے دور میں وہ جگہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے خاص تھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُوْدَ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ جَاءُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ مَوْضَعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر کے یہود اپنے ایک مرد اور عورت کو لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے جنہوں نے (آپس میں) زنا کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا (کہ رجم کئے جائیں) تو وہ دونوں مسجد نبوی کے ساتھ جنازہ گاہ کے قریب رجم کئے گئے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دی جس دن ان کی وفات ہوئی اور آپ جنازہ گاہ کی طرف نکلے اور موجود لوگوں کی صفیں بنائیں۔

عذر ہو تو مسجد میں نماز جنازہ ہو سکتی ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيْهِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے بیضاء (نام کی ایک خاتون) کے دو بیٹوں یعنی سہیل اور ان (سہیل) کے بھائی کے جنازے مسجد میں پڑھے۔

فائدہ : باقاعدہ جنازگاہ کے ہوتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی موجودگی میں کہ (بلا عذر) مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں اجر نہیں ہے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ بیضاء خاتون کے بیٹوں کے جنازے کسی عذر ہی کی وجہ سے مسجد میں پڑھے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خاص ان کی مثال کے علاوہ کسی اور کی مثال نہیں ملتی کہ اس کی نماز جنازہ بھی مسجد میں ہوئی ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی صرف ان ہی کی مثال دے پائیں۔

مسجد میں سے جنازہ گزارنا بھی درست نہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَّمُرُّوا بِجَنَازَتِهٖ فِي الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ فَفَعَلُوْا فَوُقِفَ بِهٖ عَلٰى حُجُرِهِنَّ يُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ أُخْرِجَ بِهٖ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ الَّذِيْ كَانَ إِلَى الْمَقَاعِدِ فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا مَاكَانَتِ الْجَنَائِزُ

يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ مَاأَسْرَعَ النَّاسُ إِلٰى أَنْ يَّعِيْبُوْا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهٖ عَابُوْا عَلَيْنَا أَنْ يُّمَرَّ بِجَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِيْ جَوْفِ الْمَسْجِدِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ سے دس میل باہر) انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے (ان کے گھر والوں کو) پیغام بھیجا کہ (بقیع میں دفن کے لئے لے جاتے ہوئے) ان کے جنازے کو مسجد میں سے گزاریں تاکہ وہ ان کے لئے دعا کریں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے جنازے کو ازواج (مطہرات) کے کمروں کے سامنے روکا گیا تاکہ وہ ان کے جنازے پر دعا کرلیں ان کے جنازے کو (پھر) باب الجنائز سے نکالا گیا جو کہ مقاعد (کے نام سے مسجد کے قریب ضرورت مند لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ لوگوں نے (یعنی دیگر صحابہ و اہل علم نے) کہا ہے کہ جنازوں کو مسجد کے اندر نہیں لے جایا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی تو فرمایا کتنی جلدی لوگوں نے ایسی بات کو برا کہنا شروع کر دیا جس کا ان کو کچھ علم نہیں۔ لوگوں نے ہم پر اعتراض کیا ہے (اس وجہ سے) کہ مسجد سے جنازہ گزارا گیا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضا کی نماز جنازہ مسجد کے اندر ہی تو پڑھی تھی (اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے جنازہ آخر مسجد ہی کے اندر لے جایا گیا تھا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کو مسجد میں لے جاسکتے ہیں۔)

فائدہ: چونکہ دیگر صحابہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس اجتہاد سے اتفاق کرنا منقول نہیں اور سہیل بن بیضا کا جنازہ مسجد میں محض کسی عذر کی وجہ سے پڑھائے جانے کے لئے لایا گیا تھا اس لئے دیگر صحابہ کے قول کو ہی ترجیح حاصل ہے کہ جنازہ بلا کسی عذر کے مسجد کے اندر داخل نہ کیا جائے۔

ہمارے لئے غائبانہ نماز جنازہ درست نہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ إِلٰى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی کی وفات ہوئی اسی دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ان کی وفات کی خبر دی اور جنازگاہ کی طرف نکلے اور لوگوں کی صف بندی کی اور ان پر (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ ...... فَصَلَّيْنَا خَلْفَهٗ وَنَحْنُ لَا نَرٰى إِلَّا أَنَّ الْجَنَازَةَ قُدَّامَنَا

(صحیح ابی عوانہ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ......(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی) تو ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور ہمارا خیال یہی تھا کہ نجاشی کا جنازہ ہمارے سامنے رکھا ہے (جس کی وجہ یا تو یہ ہوسکتی ہے کہ بیچ کے حجابات ہٹا دیئے گئے ہوں یا یہ ہوسکتی ہے کہ جنازہ ہی فرشتوں نے سامنے لا کر رکھ دیا ہو)

فائدہ 1-...... دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ خرق عادت کے طور پر ہی سہی نجاشی کے جنازے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہونا ثابت ہوتا ہے۔

2-......سوائے ایک دو واقعات کے جن میں خرق عادت کا ثبوت ملتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں۔

باب: 36

جنازہ لے کر چلنا

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِیُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِاِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

(بخاری)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کے کرنے کا حکم دیا اور سات باتیں کرنے سے منع کیا۔ (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) آپ ﷺ نے ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے کا حکم دیا۔

عَنْ طَاؤسٍ قَالَ مَامَشٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی مَاتَ إِلَّا خَلْفَ الْجَنَازَۃِ (عبدالرزاق)

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک (عام طور سے) جنازے کے پیچھے ہی چلے۔

کسی ضرورت و مصلحت کی وجہ سے کچھ لوگ آگے بھی ہو سکتے ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَأَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ یَمْشُوْنَ أَمَامَ الْجَنَازَۃِ

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو (کبھی کبھی) جنازہ کے آگے بھی چلتے دیکھا ہے۔

سوار صرف پیچھے چلے

عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الرَّاکِبُ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ (ترمذی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار جنازے کے پیچھے چلے۔

جنازے کو پیدل لے جا رہے ہوں تو سوار نہ ہونا مستحب ہے

عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أُتِیَ بِدَابَّۃٍ وَھُوَ مَعَ الْجَنَازَۃِ فَأَبٰی أَنْ یَّرْکَبَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِیَ بِدَابَّۃٍ فَرَکِبَ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِکَۃَ کَانَتْ تَمْشِیْ فَلَمْ أَکُنْ لِأَرْکَبَ وَھُمْ یَمْشُوْنَ فَلَمَّا ذَھَبُوْا رَکِبْتُ (ابوداؤد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کے ساتھ چل رہے تھے آپ کے پاس

سواری لائی گئی (تا کہ آپ سوار ہو جائیں) لیکن آپ نے سوار ہونے سے انکار فرما دیا۔ جب آپ جنازہ سے فارغ ہو کر واپس آنے لگے تو (آپ کے سوار ہونے کے لئے پھر) سواری لائی گئی ۔ اب آپ سوار ہو گئے۔ آپ سے پوچھا گیا (کیا وجہ کہ آپ جاتے ہوئے سوار نہ ہوئے واپسی میں سوار ہو گئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا (جنازہ کے ساتھ) فرشتے بھی پیدل چل رہے تھے تو ان کے پیدل چلتے ہوئے میں نے سواری کو مناسب نہ سمجھا (ہاں جنازے سے فارغ ہو کر) جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔

جنازہ میں جلدی کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ. (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اس کو مت روکو (یعنی اس کی تکفین و تدفین میں تاخیر مت کرو بلکہ جنازہ کی تیاری اور تکفین و تدفین میں جلدی کرو)۔

جنازہ لے جانے میں تیز قدم اٹھائے دوڑے نہیں

عَنْ أَبِى بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّا لَنَكَادُ أَنْ نَرْمُلَ بِالْجَنَازَةِ رَمْلاً (حاکم)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنازہ لے جاتے ہوئے دوڑنے کے قریب ہوتے تھے (یعنی دوڑتے نہیں تھے البتہ تیز تیز قدم اٹھاتے تھے۔)

تیز قدم اٹھانے میں لاش کو جھٹکے نہ دے

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا بِسَرَفٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ مَيْمُوْنَةُ إِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهُ وَلَا تُزَلْزِلُوْهُ وَارْفُقُوْا (بخاری و مسلم)

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں (ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ پر ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس مقام سرف میں موجود تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ (ام المومنین) میمونہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو نہ اس کو ہلاؤ اور نہ اس کو جھٹکے دو اور (اس کے بجائے) نرمی کرو۔

گذرنے والے کا جنازے کے لئے کھڑے ہونا

گذرنے والے کافر کے جنازے کے لئے کھڑے ہونا

ابتداء میں نبی ﷺ کا کافر کے جنازے پر کھڑا ہونا چند وجوہ سے تھا۔

1......موت کو یاد کر کے مضطرب و بے چین ہونے کی وجہ سے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا يَهُوْدِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک جنازہ گذرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے (آپ کو کھڑا ہوتے دیکھ کر) ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پھر ہم نے کہا اے اللہ کے رسول یہ تو یہودی عورت (کا جنازہ) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موت تو بہت گھبراہٹ اور خوف والی چیز ہے (کیونکہ اس سے آخرت کے مراحل شروع ہو جاتے ہیں جو بڑے ہولناک بھی ہو سکتے ہیں اس لئے اس کو دیکھ کر موت اور آخرت کی ہولناکیوں کے تصور سے میرے دل میں اضطراب پیدا ہوا اور میں اس بے چینی میں بیٹھا نہ رہ سکا کھڑا ہو گیا) تو تم بھی جب جنازہ دیکھو تو (وہ تصور کر کے بے چین ہو جایا کرو اور) کھڑے ہو جایا کرو۔

2...... جنازے کے ساتھ موجود فرشتوں کے اکرام کی وجہ سے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَمُرُّ بِنَا جَنَازَةُ الْكَافِرِ أَفَنَقُوْمُ لَهَا قَالَ نَعَمْ فَقُوْمُوْا لَهَا فَإِنَّكُمْ لَسْتُمْ تَقُوْمُوْنَ لَهَا إِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ إِعْظَامًا لِلَّذِيْ يَقْبِضُ الْأَرْوَاحَ (ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے پاس سے کافر کا جنازہ گذرتا ہے تو کیا ہم اس کی خاطر بھی کھڑے ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کی وجہ سے بھی کھڑے ہو کیونکہ تم کافر کے جنازہ کی خاطر نہیں کھڑے ہو گے بلکہ تمہارا کھڑا ہونا تو محض (ملک الموت یعنی) اس فرشتے کے اکرام میں ہوگا جو ارواح کو قبض کرتا ہے۔

3......تا کہ کافر کا جنازہ رسول اللہ ﷺ سے اوپر نہ ہو۔

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى طَرِيْقِهَا جَالِسًا فَكَرِهَ أَنْ تَعْلُوَ رَاسَهٗ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَامَ (نسائی)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک یہودی کے جنازہ کو لے جایا گیا۔ اس کے رستے میں رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ یہودی کا جنازہ آپ کے سر سے بلند ہو (کیونکہ آپ کو اللہ کے رسول کی حیثیت بھی حاصل تھی جبکہ یہودی اور کافر اللہ کا باغی ہوتا ہے) لہٰذا آپ کھڑے ہو گئے۔

4......کافر کے جنازے کی بد بو سے بے چین ہو کر کھڑے ہونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَامَ وَقَالَ آذَانِيْ نَتْنُهَا (طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ

گذرا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا (اپنے کفر کی وجہ سے جس بدبو میں یہ مبتلا ہے) اس کی بدبو سے مجھے اذیت ہوئی (اور بے چین ہو کر میں کھڑا ہو گیا)

فائدہ: آخری وجہ تو محض طبعی ہے شرعی نہیں۔ تیسری وجہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ پہلی دو وجہیں شرعی بھی ہیں اور امت کے لئے بھی عام ہیں (یعنی موت کو یاد کر کے بے چین ہونا اور ملک الموت کا اکرام کرنا) لیکن یہ کافروں کے جنازوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مسلمانوں کے جنازوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔

گذرنے والے مسلمان جنازے کے لئے کھڑے ہونا

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ إِذَا رَأَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی تُوْضَعَ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جائے (اور ہو سکے تو اس کے ساتھ شریک ہو جاؤ) اور جو جنازہ کے ساتھ چلے تو جب تک جنازہ (زمین پر) نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک نہ بیٹھے (مبادا کہیں جنازہ اٹھانے والے لڑکھڑا جائیں تو دوسرے لوگ لپک کر سہارا دے سکیں)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا رَأٰی أَحَدُکُمُ الْجَنَازَةَ فَلْیَقُمْ حِیْنَ یَرَاهَا حَتّٰی تُخَلِّفَهُ إِنْ کَانَ غَیْرَ مُتَّبِعِهَا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے تو دیکھتے ہی کھڑا ہو جائے (اور جنازے کے ساتھ شریک ہو جائے اور) اگر شریک نہ ہو سکے (تو اتنی دیر کھڑا رہے) یہاں تک کہ جنازہ اس کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جائے۔

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ إِذَا مَرَّتْ بِکَ جَنَازَةُ یَهُوْدِیٍّ أَوْ نَصْرَانِیٍّ أَوْ مُسْلِمٍ فَقُوْمُوْا لَهَا فَلَسْتُمْ لَهَا تَقُوْمُوْنَ إِنَّمَا تَقُوْمُوْنَ لِمَنْ مَعَهَا مِنَ الْمَلَائِکَةِ (احمد)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس سے کسی یہودی یا نصرانی یا مسلمان کا جنازہ گذرے تو کھڑے ہو جاؤ کیونکہ تم جنازے کے خاطر نہیں کھڑے ہوئے بلکہ جنازے کے ساتھ جو فرشتے ہیں ان کے اکرام میں کھڑے ہوئے۔

فائدہ: مسلمان کے جنازے کے لئے کھڑے ہونے میں بھی دو وجہیں پائی جاتی ہیں

(1) موت کے فرشتے کا اکرام اور (2) موت کا تصور۔

گذرنے والا جنازہ کسی کا بھی ہو اس کے لئے کھڑے ہونا منسوخ ہے

عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِیّ أَنَّہٗ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ ؓ یَقُوْلُ فِیْ شَانِ الْجَنَائِزِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ (مسلم)

مسعود بن حکم انصاری ؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے جنازوں کے بارے میں حضرت علی ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ پہلے کھڑے ہوتے تھے پھر بعد میں آپ ﷺ (جنازہ گذرنے پر) بیٹھے رہتے تھے (اور کھڑے نہیں ہوتے تھے)۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اور امتیوں کے حق میں قیام کی دو وجہیں مشترک تھیں (1) موت کا تصور اور (2) فرشتوں کا اکرام۔ اور یہ دونو ں وجہیں کافروں اور مسلمانوں دونوں ہی کے جنازوں میں پائی جاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دو وجہوں کے باوجود قیام کو بعد میں ترک کر دیا۔ ترک کرنے کی وجہ غالبًا یہ ہوئی کہ لوگ کچھ ہی عرصہ میں اصل وجہ کو بھول جاتے ہیں اور ظاہری وحسی وجہ کو اختیار کر لیتے ہیں اس لئے ڈر تھا کہ مذکورہ وجہیں تو مغلوب ہو جائیں اور کھڑے ہونے میں خودمیت کی تعظیم کا پہلو غالب ہو جائے۔

باب: 37

میت کی تدفین

قبر گہری اور کشادہ ہو

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةٍ فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَلَى الْقَبْرِ یُوْصِی الْحَافِرَ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَاسِهٖ (احمد و ابوداؤد)

ایک انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے کے لئے نکلے تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ قبر کے پاس ہیں اور قبر کھودنے والے کو ہدایات دے رہے ہیں کہ میت کے پاؤں کی طرف سے قبر کو کشادہ کرو اور میت کے سر کی جانب قبر کو کشادہ کرو۔

ممکن ہو تو لحد یعنی بغلی قبر افضل ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم مسلمانوں کے لئے لحد ہے اور ہمارے غیروں کے لئے شق ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُلْحِدَ لِلنَّبِیِّ ﷺ وَلِأَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے لئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے لحد (یعنی بغلی قبر) تیار کی گئی۔

قبر میں میت کو قبلہ کی جانب سے داخل کیا جائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَأُسْرِجَ لَهٗ سِرَاجٌ فَأَخَذَ مِنَ الْقِبْلَةِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت (حضرت عبداللہ ذی البجادین کی) قبر میں اترے۔ آپ کے لئے ایک چراغ جلایا گیا (تاکہ اس کی روشنی میں دیکھ سکیں) پھر آپ نے ان کی میت کو قبلہ کی جانب سے پکڑا (یعنی چارپائی کو قبلہ کی جانب لگا دیا گیا اور وہاں سے میت کو اٹھا کر

آپ کو پکڑایا گیا اور آپ نے قبر میں میت کو لٹایا)

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ اَدْخَلَ یَزِیْدَ بْنَ الْمُکَفَّفِ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَۃِ (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یزید بن مکفف کو (دفنانے کے لئے قبر میں اتر کر ان کو) قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پائنتی کی جانب سے داخل کیا گیا تو مجبوری سے تھا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُلَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ قِبَلِ رَاسِہٖ (مسند شافعی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے لئے بغلی قبر چونکہ کمرے کی قبلہ والی دیوار کے ساتھ کھودی گئی تھی اس وجہ سے قبلہ کی جانب سے آپ کو قبر میں داخل کرنا ممکن نہ تھا اس لئے آپ کو قبر کی پائنتی کی طرف لاکر وہاں سے آپ کے سر کو پہلے داخل کیا گیا۔

میت کو قبر میں رکھتے ہوئے کیا کہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اُدْخِلَ الْمَیِّتَ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی و ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو قبر میں داخل کرتے تو یہ کہتے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میت کو قبر میں قبلہ رخ کرنا

عَنْ عُمَیْرٍ وَکَانَ لَہٗ صُحْبَۃٌ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْکَبَائِرُ قَالَ ھُنَّ تِسْعٌ ...... وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ الْمُسْلِمَیْنِ وَاسْتِحْلَالُ الْبَیْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِکُمْ اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا (ابوداؤد)

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی تھے ان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ یہ نو باتیں ہیں (پھر آپ نے وہ شمار کرائیں) اور (ان میں سے یہ بھی شمار کرائیں) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور بیت الحرام جو کہ تمہارے زندوں اور مردوں کا قبلہ ہے اس کی بے حرمتی کرنا۔

فائدہ: مردوں کے قبلہ رخ ہونے کی صورت یہ ہے کہ ان کو قبر میں دائیں کروٹ پر لٹایا جائے اور کمر کے پیچھے مٹی سے سہارا دے دیا جائے۔

لحد کو کچی اینٹوں سے بند کرنا

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ أَنَّهٗ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَکَ فِیْهِ اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے اپنے اس مرض میں جس میں ان کی وفات ہوئی فرمایا میرے لئے لحد (یعنی بغلی قبر) کھودنا اور بغل (کو بند کرتے ہوئے اس) پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

قَالَ الشَّعْبِیُّ جُعِلَ عَلٰی لَحْدِ النَّبِیِّ ﷺ طُنٌّ قَصَبٍ فَإِنِّیْ رَأَیْتُ الْمُهَاجِرِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ ذٰلِکَ (مغنی لابن قدامه)

جلیل القدر تابعی رحمہ اللہ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بغلی قبر پر نرکل (سرکنڈوں) کا گٹھا لگایا گیا اور میں نے دیکھا کہ مہاجرین ان کے استعمال کو پسند کرتے تھے۔

عورت کو قبر میں اتارتے ہوئے پردہ کرنا

عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ شَهِدْتُ جَنَازَةَ الْحَارِثِ فَمَدُّوْا قَبْرَهٗ ثَوْبًا فَجَبَذَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ وَقَالَ إِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ (ابن ابی شیبه)

ابواسحاق ؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت حارث ؓ کے جنازہ میں حاضر تھا۔ لوگوں نے (پردے کی غرض سے) ان کی قبر پر چادر تانی تو حضرت عبداللہ بن یزید ؓ نے اس کو (پکڑ کر) کھینچ لیا اور فرمایا) ان پر چادر کیوں تانتے ہو) یہ تو مرد ہیں (چادر تو عورتوں کے پردے کے لئے تانتے ہیں اور اس وقت تک تانے رہتے ہیں جب تک لحد کو کچی اینٹوں سے ڈھانپ نہ دیا جائے)

قبر پر مٹی ڈالنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ ثُمَّ أَتٰی قَبْرَ الْمَیِّتِ فَحَثٰی عَلَیْهِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ ثَلَاثًا (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی پھر آپ میت کی قبر پر آئے اور میت کے سر کی جانب سے تین مرتبہ لپ بھر کر (قبر پر) مٹی ڈالی۔

فائدہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ ذکر کیا کہ پہلی مٹھی ڈالتے ہوئے مِنْهَا خَلَقْنَاکُمْ کہے، دوسرے مٹھی ڈالتے ہوئے وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ کہے اور تیسری مٹھی ڈالتے ہوئے وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً أُخْرٰی کہے (مرقاة المفاتیح)

قبر کوہان نما بنائی جائے

عَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ أَنَّهٗ رَأٰی قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ مُسَنَّمًا (بخاری)

سفیان تمار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی قبر دیکھی تو وہ کوہان نما تھی۔

قبر چوطرفی نہ بنائی جائے

عَنْ أَبِیْ حَنِیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْخٌ لَّنَا یَرْفَعُهٗ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهٗ نَهٰی عَنْ تَرْبِیْعِ الْقُبُوْرِ وَ تَجَصُّصِهَا (کتاب الآثار محمد)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے ایک شیخ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبر کو چوطرفی بنانے سے اوراس کو پختہ کرنے سے منع فرمایا۔

قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کرنا اور کنکر بچھانا

عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ الرَّشَّ کَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (بیهقی)

محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (نئی بننے والی قبروں پر) چھڑکاؤ کیا جاتا تھا۔

عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِهٖ إِبْرَاهِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْهِ حَصًا (شافعی)

محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کی قبر پر چھڑکاؤ کیا اور اس پر کنکر بچھائے۔

دفن سے فارغ ہوکر سورہ بقرہ کی اول وآخر آیتیں پڑھنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ اِسْتَحَبَّ أَنْ یُقْرَأَ عَلَی الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ أَوَّلَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتَهَا (بیهقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دفن کے بعد قبر پر (سرہانے کی جانب) سورہ بقرہ کا ابتدائی حصہ (مُفْلِحُوْنَ تک) اور (پائنتی کی جانب) سورہ بقرہ کا آخری حصہ (یعنی آمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک) پڑھنے کو مستحب کہتے تھے۔

عَنِ الْعُلَاءِ قَالَ قَالَ أَبِیْ لِلَّجْلَاجِ أَبُوْ خَالِدٍ یَا بُنَیَّ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَلْحِدْ لِیْ فَإِذَا وَضَعْتَنِیْ فِیْ لَحْدِیْ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ سَنَّ عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ اقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِیْ بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَإِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ذٰلِکَ. (طبرانی فی الکبیر)

علاء رحمہ اللہ کہتے ہیں (مجھ سے) میرے والد ابوخالد لجلاج رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں مرجاؤں تو میرے لئے لحد تیار کرنا اور جب تم مجھے میری لحد میں رکھنے لگو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا۔ پھر مجھ پر مٹی ڈالنا۔ پھر (جب مٹی ڈال چکو تو) میرے سرہانے سورہ بقرہ کا ابتدائی حصہ اور (میری پائنتی کی طرف) سورہ بقرہ کا آخری حصہ پڑھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی پڑھتے سنا ہے۔

دفن کے بعد دعا

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِأَخِیْکُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِیْتَ فَإِنَّهُ الْآنَ یُسْأَلُ (ابوداؤد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو میت (کی قبر) کے پاس کھڑے ہوتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جاتا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ إِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ أَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا یُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَیُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰی أَسْتَانِسَ بِکُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ (مسلم)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پر اتنی دیر کھڑے (دعا کرتے) رہو کہ جتنی دیر میں اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہاری (دعا) کی وجہ سے انسیت حاصل کرلوں اور تسلی کرلوں کہ میں اپنے رب کے قاصدوں کو (ان کے سوال پر) کیا جواب دوں۔

دفن کے بعد دعا کے لئے قبلہ رخ ہو اور ہاتھ اٹھائے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاللّٰهِ لَکَأَنِّیْ أَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْکَ وَهُوَ فِیْ قَبْرِ عَبْدِ اللّٰهِ ذِی الْبِجَادَیْنِ وَأَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ یَقُوْلُ أَدْنِیَا مِنِّیْ أَخَاکُمَا وَأَخَذَهُ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ حَتّٰی أَسْنَدَهُ فِیْ لَحْدِهٖ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَوَلَّا هُمَا الْعَمَلَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِهٖ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ رَافِعًا یَدَیْهِ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَمْسَیْتُ عَنْهُ رَاضِیًا فَارْضَ عَنْهُ وَکَانَ ذٰلِکَ لَیْلاً (صحیح ابی عوانه)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے نکلے ہوئے ہیں اور عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کی قبر میں کھڑے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (پاس کھڑے) ہیں اور آپ (ان دونوں سے) فرما رہے ہیں کہ اپنے بھائی کو میرے پاس لاؤ اور آپ نے ان کو قبلہ کی جانب سے لیا اور ان کو ان کی لحد میں لٹا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ (قبر میں سے) باہر تشریف لائے اور باقی کام ان دونوں حضرات کے سپرد کیا۔ پھر جب ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ رخ ہوئے اور فرمایا اے اللہ میں آج رات تک ان سے راضی رہا تو آپ بھی ان سے راضی ہو جایئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ رات کا وقت تھا۔

قبر پر کچھ لکھنا منع ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَأَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهَا وَأَنْ تُوْطَأَ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو گچ کرنے (یعنی پختہ کرنے) سے اور ان پر کچھ لکھنے سے اور ان کے روندے جانے سے منع فرمایا۔

علامت اور پہچان کیلئے قبر کے سرہانے کوئی پتھر رکھنا

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِیْ وَدَاعَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ أَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا أَنْ يَّاْتِيَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ ...... ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاسِهٖ وَقَالَ أَعْلَمُ بِهَا قَبْرَ أَخِیْ وَأُدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِیْ (ابوداؤد)

حضرت مطلب بن ابی وداعہ کہتے ہیں جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ نکالا گیا اور ان کو دفن کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو (سامنے موجود ایک بڑا) پتھر لانے کو کہا لیکن وہ شخص اس پتھر کو اٹھا نہ سکا۔ رسول اللہ ﷺ اس پتھر کی طرف خود گئے اور اپنے بازو چڑھائے پھر اس پتھر کو اٹھایا اور عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کی وجہ سے میں اپنے بھائی کی قبر کو پہچان سکوں گا اور (آئندہ) میرے گھر والوں میں سے جن کی وفات ہوگی ان کو ان کے قریب دفن کروں گا۔

باب: 38

شہید کے احکام

غیر جنبی شہید کو غسل نہ دیا جائے اور بنیادی کپڑوں سمیت دفن کیا جائے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ...... أَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ ...... وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ

(بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کو خون آلودہ (جسم اور کپڑوں سمیت) دفن کیے جانے کا حکم دیا اور ان کو غسل نہیں دلوایا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلٰى أُحُدٍ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَالْجُلُوْدُ وَأَنْ يُدْفَنُوْا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے ان کی تلواریں اور زرہیں اتار لی جائے اور ان کو ان کے خون اور کپڑوں سمیت دفن کر دیا جائے۔

شہید جنبی ہو تو غسل دیا جائے

عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَقَدْ قُتِلَ حَنْظَلَةُ رضی اللہ عنہ إِنَّ صَاحِبَكُمْ حَنْظَلَةَ تُغَسِّلُهُ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَسَلُوْا صَاحِبَتَهٗ فَقَالَتْ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ لَمَّا سَمِعَ الْهَائِعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِذٰلِكَ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ (ابن حبان)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حنظلہ کے شہید ہو جانے پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے ساتھی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں لہٰذا ان کی بیوی سے پوچھو (کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر) انہوں نے بتایا کہ جب انہوں نے (جنگ میں وقتی شکست کی) چیخ پکار سنی تو وہ اسی وقت لڑائی کے لئے نکل گئے حالانکہ وہ اس وقت جنبی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی وجہ سے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔

شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی

عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ أُهَاجِرُ مَعَكَ فَأَوْصٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَسَّمَ وَقَسَّمَ لَهُ فَأَعْطٰى أَصْحَابَهُ مَاقَسَّمَ لَهُ وَكَانَ يَرْعٰى غَنَمَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوْهُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ قَسَمْتُهُ لَكَ قَالَ مَا عَلٰى هٰذَا اِتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّيْ اِتَّبَعْتُكَ عَلٰى أَنْ أُرْمٰى إِلٰى هٰهُنَا وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ فَأَمُوْتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ تَصْدِقِ اللّٰهَ يُصَدِّقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِيْلاً ثُمَّ نَهَضُوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَهُوَ هُوَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَّقَهُ ثُمَّ كَفَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ جُبَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلٰوتِهِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ (نسائی).

حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بدوی شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ پر ایمان قبول کیا اور آپ کی پیروی کی پھر کہا میں آپ کے ساتھ ہجرت کو اختیار کرتا ہوں (یعنی اب میں اپنا وطن چھوڑ کر بس مدینہ ہی میں قیام کرتا ہوں) آپ نے اپنے بعض ساتھیوں کو اس شخص کی خبر گیری کرنے کو کہا۔ اس دوران ایک غزوہ ہوا اور (اس میں) رسول اللہ ﷺ کو کچھ مال غنیمت حاصل ہوا۔ آپ نے وہ مال غنیمت تقسیم کیا اور اس بدوی کا حصہ بھی نکالا اور وہ اس کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا۔ یہ شخص ان کی بکریاں چراتا تھا۔ جب وہ (جنگل سے بکریاں چرا کر واپس) آیا تو اس کے ساتھیوں نے اس کا حصہ اس کو دیا۔ اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ساتھیوں نے جواب دیا کہ یہ (مال غنیمت میں سے) تمہارا حصہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے نکالا ہے۔ اس نے وہ حصہ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ پاس آیا اور پوچھا یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میں نے تمہارا حصہ نکالا ہے۔ اس نے کہا میں نے اس کے لئے تو آپ کی پیروی نہیں کی (یعنی میرا مقصود مال حاصل کرنا نہیں ہے) بلکہ میں نے آپ کی پیروی تو اس غرض سے کی ہے کہ میرے یہاں تیر لگے اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا (یعنی میرا مقصد تو صرف یہ ہے کہ میں جہاد میں شریک ہوں اور اس میں شہید ہو جاؤں) اور مر جاؤں اور (فوراً) جنت میں داخل ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اللہ سے یہ سچی بات کہی ہے تو اللہ تمہارے لئے اس کو سچا کر دے گا (یعنی اگر شہادت کی تمنا میں تم سچے ہو تو اللہ تم کو شہادت ہی عطا فرمائیں گے)۔ اس کے بعد کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ مسلمانوں کو دشمنوں سے لڑائی کے لئے نکلنا پڑا (اس میں وہ شخص بھی شریک ہوا۔ اور شہید ہوا اس کی لاش کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو

اس کے اسی جگہ تیر لگا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے (جس نے ایسی ایسی بات کہی تھی) لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ (آپ نے فرمایا کہ اس نے اللہ سے سچی بات کہی تھی تو اللہ نے اس کی بات کو سچا کر دکھایا۔ پھر نبی ﷺ نے اس کے کفن کے لئے اپنا جبہ عطا فرمایا۔ پھر اس کو اپنے آگے کیا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے کلمات میں سے جو کلمات ہمارے کانوں تک پہنچے وہ یہ تھے کہ اے اللہ اس تیرے بندہ نے تیری راہ میں ہجرت کی پھر شہید مقتول ہوا میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُتِیَ بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلَ یُصَلِّیْ عَشْرَةً عَشْرَةً وَحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ یُرْفَعُوْنَ وَهُو كَمَا هُوَ مَوْضُوْعٌ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس شہداء کو لایا گیا تو آپ دس دس کر کے ان کی نماز پڑھانے لگے اور حضرت حمزہ کے جنازہ کو ہر جماعت کے ساتھ وہیں رہنے دیا جہاں وہ تھا۔

عَنْ أَبِیْ مَالِکِ الْغِفَارِیِّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ أُحُدٍ بِحَمْزَةَ فَوُضِعَ وَجِیْءَ بِتِسْعَةٍ فَصَلّٰی عَلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُفِعُوْا وَتُرِکَ حَمْزَةُ ثُمَّ جِیْئَ بِتِسْعَةٍ فَوُضِعُوْا فَصَلّٰی عَلَیْهِمْ سَبْعَ صَلَوَاتٍ حَتّٰی صَلّٰی عَلٰی سَبْعِیْنَ وَ فِیْهِمْ حَمْزَةُ فِیْ كُلِّ صَلَاةٍ صَلَّاهَا (مراسیل ابی داؤد)

ابو مالک غفاری رحمہ اللہ کہتے ہیں جنگ احد (ختم ہونے) پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا تو ان کا جنازہ (لاکر) رکھ دیا گیا اور نو اور جنازے لائے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے (ان دس پر) نماز جنازہ پڑھی۔ پھر نو کے جنازے تو اٹھا لئے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ وہیں رہنے دیا۔ پھر دوسرے نو جنازے لائے گئے اور ان کو رکھا گیا۔ اس طرح سے رسول اللہ ﷺ نے ان شہداء پر کل سات نمازیں پڑھیں یہاں تک کہ (ستر) شہداء پر ستر نمازیں پڑھی گئیں اور آپ نے جو بھی نماز پڑھی ہر ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ موجود تھا۔

فائدہ: اوپر کی حدیثوں کے برخلاف بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ ...... أَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِیْ دِمَاءِ هِمْ وَلَمْ یُغْسَلُوْا وَلَمْ یُصَلَّ عَلَیْهِمْ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کو ان کے خون (آلود جسم و کپڑوں) سمیت دفن کرنے کا حکم دیا اور نہ ان کو غسل دیا اور نہ ان پر نماز (جنازہ) پڑھی۔

جب دونوں طرح کی حدیثیں موجود ہیں تو نماز پڑھنے میں ہی احتیاط ہے کیونکہ نماز جنازہ کی حقیقت دعا کی ہے اور شہید کے لئے دعا مضر نہیں اور اگر شہید پر اصل میں نماز جنازہ ہو پھر نہ پڑھیں تو شہید مسلمان اپنے حق سے محروم رہا اور دیگر مسلمان اس کی حق تلفی کے مرتکب ہوئے۔

باب: 39

میت کے دیگر متفرق احکام

آواز سے بین کئے بغیر رونا اور آنسو بہانا جائز ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَبِىْ سَيْفِ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيْمَ ...... وَإِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرٰى فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَ إِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ.

(بخاری و مسلم).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے پاس گئے جو (آپ کے صاحبزادے) ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی والد تھے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کا سانس اس وقت اکھڑ رہا تھا تو (ان کی حالت دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ بھی (رو رہے ہیں۔ آپ تو بڑے صبر والے ہیں پھر یہ رونا کیسا ؟) آپ ﷺ نے فرمایا اے (عبدالرحمٰن) ابن عوف یہ تو رحم (کے جذبہ کا اثر) ہے۔ اس کے بعد آپ کی آنکھوں سے دوبارہ آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہماری) آنکھ آنسو بہاتی ہے اور (ہمارا) دل غم کرتا ہے لیکن ہم (زبان سے) صرف وہ بات کہتے ہیں جو ہمارا رب پسند کرتا ہے اور اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے واقعی (بہت) غمگین ہیں۔

میت کو بوسہ دینا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِىْ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے روتے ہوئے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا جبکہ وہ وفات پا چکے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا۔

مردے کی کانٹ چھانٹ کرنا منع ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ ﷺ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کی ہڈی توڑنا اسی طرح (جرم) ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا (جرم) ہے۔

صرف میت کے گھر والوں کو ایک دن کھانا کھلانا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِصْنَعُوْا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهٗ قَدْجَاءَ هُمْ مَا يَشْغُلُهُمْ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع آئی تو نبی ﷺ نے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کو ایسا (طبعی) رنج پہنچا ہے جس نے ان کو (کھانا پکانے سے) بے پروا کیا ہوا ہے۔

گھر والوں کے علاوہ اور لوگوں کو کھانا کھلانا منع ہے

عَنْ جَرِيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَرَى الْاِجْتِمَاعَ إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعِهِ الطَّعَامَ مِنَ النِّيَاحَةِ (ابن ماجه)

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میت کے گھر والوں کے پاس لوگوں کے جمع ہونے کو (بھی) اور گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرنے کو (بھی) نوحہ میں سے سمجھتے تھے (جو کہ شرع میں ممنوع ہے)۔

قبرستان کی زیارت کو جانا مستحب ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ (مسلم و ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اس سے پہلے) میں نے تم کو قبرستان جانے سے منع کیا تھا (اب اس ممانعت کی مدت ختم ہوگئی ہے) تو تم قبرستان کی زیارت کو جایا کرو کیونکہ وہ (زیارت) تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔

عورتوں میں جہاں خرابی کا اندیشہ ہو مثلاً وہ جوان ہوں یا بے پردہ ہوں یا رونا دھونا کریں تو ان کا قبرستان جانا منع ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قبرستان کی زیارت کو جانے والیوں پر لعنت (یعنی رحمت سے دوری کی بددعا) فرمائی۔

جہاں خرابی کا اندیشہ نہ ہو مثلاً عورت بوڑھی ہو اس صورت میں بھی عورت کا قبرستان جانا پسندیدہ نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ تُوُفِّیَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ بِالْحُبْشٰی قَالَ فَحُمِلَ إِلٰی مَکَّۃَ فَدُفِنَ فِیْھَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَۃُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَکْرٍ ...... ثُمَّ قَالَتْ ...... لَوْ شَھِدْتُ مَا زُرْتُکَ. (ترمذی)

عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا (مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلہ پر) حُبْشی (نامی مقام) میں انتقال ہوا تو ان کو مکہ (مکرمہ) لاکر دفن کیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا (مکہ مکرمہ) آنا ہوا تو چونکہ وہ ام المومنین تھیں اوران کے قبرستان جانے میں کچھ خرابی کا اندیشہ نہ تھا اس لئے) وہ حضرت عبدالرحمٰن کی قبر پر بھی حاضر ہوئیں اور فرمایا اگر میں آپ کی وفات کے وقت موجود ہوتی تو اب آپ کی قبر کی زیارت کو نہ آتی۔

فائدہ: موجودہ زمانہ میں بوڑھیوں کے قبرستان جانے میں بھی بہت سی خرابیوں کا ہونا تقریباً یقینی ہے۔اس لئے ان کا جانا بھی جائز نہیں۔

قبرستان جاکر کیا کہے

عَنْ عَائِشَۃَ قُلْتُ کَیْفَ أَقُوْلُ لَھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ قُوْلِیْ اَلسَّلَامُ عَلٰی أَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَإِنَّا إِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول (میں اگر قبرستان جاؤں تو) میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہا کرو اَلسَّلَامُ عَلٰی أَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُوْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ وَإِنَّا إِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ (اے قبرستان والے مومنو او رمسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں ہم میں سے پہلے جانے والوں پر اور بعد میں جانے والوں پر اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں)

جہاں وفات ہو وہیں دفن کرنا اولیٰ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ أَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ تُوُفِّیَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ بِالْحُبْشٰی قَالَ فَحُمِلَ

إِلٰى مَكَّةَ فَدُفِنَ فِيهَا. فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ...... ثُمَّ قَالَتْ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ (ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا (مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلہ پر) حُبشی (نامی مقام) میں انتقال ہوا تو ان کو مکہ مکرمہ لا کر دفن کیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا (مکہ مکرمہ) آنا ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر بھی حاضر ہوئیں اور فرمایا اگر میں ہوتی تو (اے بھائی) جہاں آپ کی وفات ہوئی وہیں آپ کو دفن کیا جاتا اور اگر میں اس وقت موجود ہوتی تو اب آپ کی قبر کی زیارت نہ کرتی۔

قبر پر بیٹھنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ...... أَنْ يَقْعُدَ عَلَيْهِ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَأَنْ يَّجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقُ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ إِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھ جائے جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس کی کھال تک پہنچ جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنَا مُتَّكِئٌ عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ (احمد)

حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبر کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے دیکھا تو فرمایا کہ قبر والے کو (اپنے اس طرح بیٹھنے سے) تکلیف مت دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ. (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی (اور کسی نہ کسی مرحلہ میں اس کو میری شفاعت ضرور حاصل ہوگی)

حالت احرام میں وفات پانے سے غسل اور کفن میں کچھ تبدیلی نہیں ہوتی

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهٗ وَاقِدًا وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِمًا وَ خَمَّرَ رَأْسَهٗ وَ وَجْهَهٗ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّا حُرُمٌ تَطَيَّبْنَاهُ (مالک فی الموطا)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے واقد کا حالت احرام میں

مقام جحفہ میں انتقال ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (ان کو کفن پہنایا تو) اس کے سر اور چہرے کو بھی (کفن میں) چھپا دیا اور فرمایا اگر ہم (خود بھی) حالت احرام میں نہ ہوتے تو ہم ان کو خوشبو بھی لگاتے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ فَقَالَتْ اِصْنَعُوْا بِهٖ كَمَا تَصْنَعُوْنَ بِمَوْتَاكُمْ

(ابن ابی شیبه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ محرم (اگر حالت احرام میں مر جائے تو اس) کے ساتھ (غسل اور کفن وغیرہ کا) کیا معاملہ کیا جائے۔ انہوں نے فرمایا اس کے ساتھ (بعینہ) وہی معاملہ کرو جو تم اپنے (اور) مردوں کے ساتھ کرتے ہو (اور ان کے غسل اور کفن میں کچھ فرق نہیں ہے)۔

باب: 40

زکوٰۃ کے احکام

زکوٰۃ کی فرضیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيُمَنِ فَقَالَ إِنَّکَ تَأْتِیْ قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ) کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا تم ایسے لوگوں میں جاؤ گے جو (عام طور سے) اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) ہوں گے۔ تو تم ان کو لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کی دعوت دینا۔ جب وہ تمہاری اس بات کو قبول کرلیں تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان (سب کے) اوپر ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ اس کی پابندی قبول کرلیں (اور اس کے پابند ہو جائیں) تو پھر ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان ہی کے فقراء میں تقسیم کردی جائے گی۔

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِیَ عَلَيْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰی بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ أُعِيْدَتْ لَهٗ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهٗ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا ...... إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَمَا

كَانَتْ لَا يَفْقُدُ مِنْهَا فَصِيلاً وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعُضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا وَفِي رِوَايَةٍ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَ إِمَّا إِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقُدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے یا چاندی کا مالک جو شخص بھی اس میں سے اس کا حق (یعنی اس کی زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس شخص کے لئے سونے چاندی کو (گویا) آگ کی تختیاں بنا دیا جائے گا پھر ان کو جہنم کی آگ میں (مزید) تپایا جائے گا پھر ان کے ذریعہ سے اس آدمی کے پہلو کو اور اس کی پیشانی کو اور اس کی پشت کو داغا جائے گا۔ جب بھی ان تختیوں کو (تپش کم ہونے پر) ہٹایا جائے گا تو (جہنم کی آگ میں دوبارہ تپا کر داغنے کے لئے دوبارہ) لوٹایا جائے گا اور یہ ایسے دن میں ہوگا جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی (اور یہ سزا ملتی رہے گی) یہاں تک کہ (دیگر) بندوں کا فیصلہ دے دیا جائے گا۔ پھر اس کو اس کا رستہ دکھایا جائے گا یا تو جنت کی طرف (اگر اس کا کوئی اور قابل سزا گناہ نہ ہوگا اور مذکورہ سزا زکوٰۃ نہ دینے کے جرم کے لئے کافی ہوگی) یا جہنم کی طرف (اگر اس کا کوئی اور قابل سزا گناہ ہوگا) پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول (یہ سزا تو سونا چاندی اور نقدی والے کی ہوئی) تو اونٹوں میں (کیا سزا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کا مالک جو ان میں سے ان کا (شرعی) حق (یعنی زکوۃ) ادا نہ کرتا ہو جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک وسیع ہموار زمین پر اونٹوں کے سامنے آدمی اوندھا لٹا دیا جائے گا اور اونٹ اس زیادہ سے زیادہ عدد اور قوت کے ہوں گے جو دنیا میں ان کو حاصل تھی اور آدمی ان میں سے ایک بچہ بھی کم نہ پائے گا۔ وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور (اس پر سے گزرتے ہوئے) اس کو اپنے منہ (کے دانتوں) سے کاٹیں گے (اور گزرتے گزرتے) جب بھی اس پر سے ان کا آخری اونٹ گزرے گا تو اس پر ان کا پہلا اونٹ لوٹایا جائے گا (اور دوبارہ وہی گردش شروع ہو جائے گی اور سزا کا یہ سلسلہ اس دن میں ہوگا جس کی مقدار (دنیا کے حساب سے) پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی (اور یہ سزا چلتی رہے گی) یہاں تک کہ (دیگر) بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا پھر اس کو اس کا رستہ دکھایا جائے گا یا تو جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول تو گائے اور بکری (والوں) میں (کیا سزا ہوگی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گایوں کا مالک اور بکریوں کا مالک ان میں ان کا (شرعی) حق (یعنی زکوۃ) ادا نہ

کرتا ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک وسیع ہموار زمین میں ان چوپایوں کے سامنے اس کو اوندھا لٹا دیا جائے گا اوران میں سے وہ کسی ایک کوبھی غائب نہ پائے گا اور نہ ان میں کوئی لپٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی، نہ بے سینگ ہوگی اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگ والی ہوگی (بلکہ سب کے سینگ ہوں گے اور سیدھے اور نوکیلے ہوں گے) وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اوراس کو اپنے کھروں سے روندیں گی جب بھی (گزرتے گزرتے) اس پر سے ان (چوپایوں) میں سے آخری گزرے گا پہلے کواس پر دوبارہ لوٹایا جائے گا (اور یہی گردش چلتی رہے گی) ایسے دن میں جس کی مقدار (دنیا کے حساب سے) پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی یہاں تک کہ (دیگر) بندوں کا فیصلہ کردیا جائے گا پھراس کواس کا رستہ دکھایا جائے گا یا تو جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ آتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکَاتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثُمَّ یَاخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ أَنَا مَالُکَ أَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھراس شخص نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کے مال کو ایسے سانپ کی صورت دی جائے گی جو (انتہائی زہریلے ہونے کی وجہ سے) گنجا ہواور (بہت سخت ہو جس کی نشانی یہ ہے کہ) اس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں۔ قیامت کے دن اس سانپ کو اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اپنے منہ کے کناروں سے آدمی کو پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (جولوگ اس مال پر بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا تم اس کوان کے لئے خیر خیال نہ کرو بلکہ وہ ان کے لئے شر ہے۔ جس مال پر انہوں نے بخل کیا وہ قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ کَبُرَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ عُمَرُ أَنَا أُفَرِّجُ عَنْکُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ إِنَّہٗ کَبُرَ عَلٰی أَصْحَابِکَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَفْرِضِ الزَّکَاۃَ إِلَّا لِیُطَیِّبَ مَا بَقِیَ مِنْ أَمْوَالِکُمْ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آیت وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ أَلِیْمٍ (جولوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اوراس کواللہ کے رستہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے) نازل ہوئی تو (اس وجہ سے کہ کچھ نہ کچھ

مال تو لوگوں کے پاس جمع رہتا ہی ہے) مسلمانوں پر یہ بات بڑی بوجھل ہوئی (کیونکہ اس طرح تو ہر شخص اس وعید کا مستحق بن جاتا ہے۔ان کی پریشانی کو دیکھا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم لوگوں کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔سو وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) گئے اور کہا اے اللہ کے نبی یہ آیت تو آپ کے ساتھیوں پر بڑی بوجھل ہوگئی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (مال جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ زکوٰۃ نہ دینے سے روکا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے) زکوٰۃ کو اس لئے فرض کیا ہے تاکہ تمہارے باقی (جمع شدہ) مال پاک ہو جائیں۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحاً مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَنْزٌ هُوَ فَقَالَ مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدِّى زَكَاتَهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ (مالک و ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں سونے کے بنے ہوئے زیور پہنتی تھی تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا یہ (وہی) کنز (خزانہ) ہے (جس پر قرآن میں وعید آئی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سونے چاندی کا) جو (زیور) اتنی مقدار کو پہنچ جائے کہ اس کی زکوٰۃ نکالنی چاہئے اور اس کی زکوٰۃ دے دی گئی تو وہ کنز نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَاٰى فِيْ يَدَيَّ فَتَخَاتٌ وَرِقٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ فَقُلْتُ صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ بِهِنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَ تُؤَدِّيْنَ زَكَاتَهُنَّ فَقُلْتُ لَا قَالَ هُنَّ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے آپ نے میرے ہاتھوں میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھیں تو پوچھا اے عائشہ یہ کیسی ہیں میں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول یہ میں نے بنوائی ہیں تاکہ ان سے میں آپ (کی خوشی) کے لئے زینت کروں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا (اگر اور مال کے ساتھ مل کر یہ زکوۃ کے نصاب کو پہنچ جائیں تو) کیا تم نے ان کی زکوٰۃ (دینے کے بارے میں سوچا ہے کہ کیسے) دوگی۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں (میں نے تو اس بارے میں نہیں سوچا) آپ نے فرمایا (یہ جان لو کہ ان کی زکوٰۃ کی ادائیگی سے غفلت کروگی تو جہنم کی) آگ (میں پہنچانے) میں یہی تمہارے لئے کافی ہوں گی۔

زکوٰۃ کا انکار کفر ہے اور اس پر اسلامی حکومت کا جنگ کرنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِيْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهٖ

وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْمَنَعُوْنِى عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ إِلَّا رَأَيْتُ أَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِى بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور عربوں میں سے بہت سوں نے کفر اختیار کیا (اور مرتد ہو گئے۔ یہ دو نوع کے لوگ تھے۔ پہلی نوع کے لوگ وہ تھے جنہوں نے سرے سے اسلام ہی ترک کر دیا تھا اور دوبارہ کفر میں چلے گئے تھے۔ اس نوع کی دو قسمیں تھیں ایک قسم ان لوگوں کی تھی جو جھوٹے نبیوں مثلاً مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو نبی مان بیٹھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ مسیلمہ جنگ یمامہ میں قتل ہوا اور اسود عنسی صنعاء میں قتل ہوا اور ان کی جمعیت بکھر گئی۔ دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جنہوں نے نماز، روزہ اور دین کی دیگر باتوں کا انکار کیا۔ دوسری نوع کے لوگ وہ تھے جنہوں نے اگرچہ مجموعی طور سے اسلام کو تو ترک نہیں کیا لیکن دیگر فرائض کا اقرار کرتے ہوئے زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر بیٹھے۔ یہ بھی بہر حال کفر کی بات تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوسری نوع کے لوگوں سے بھی جنگ کرنے کا ارادہ کیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے اتفاق نہ ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں) نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ (ان) لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جبکہ (ان سے جنگ کرنے کے خلاف دلیل موجود ہے اور وہ یہ کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں (عرب کے) لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں (اور مسلمان ہو جائیں) اور جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو بچالیا (کہ میں اب ان سے تعرض نہیں کروں گا) الا یہ کہ (تعرض کرنا) اسلام ہی کے کسی حق کی وجہ سے ہو (مثلاً کوئی کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے تو اسلام کے حق اور حکم کی وجہ سے قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے) اور باقی معاملات میں اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (تو چونکہ ان لوگوں نے کلمہ اسلام کا اقرار کیا ہے اور ابھی تک اسی کے اقراری ہیں اور کلمہ کے علاوہ دیگر معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں اور زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار بھی اسی میں شامل ہے اور اللہ کے سپرد ہے تو ان کے خلاف آپ کے اقدام کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں صرف اتنی ہی دلیل آئی اور حق اسلام پر بھی مزید غور نہ کیا ورنہ ایک حدیث میں یہ مضمون بھی ہے حَتّٰی يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيُؤْمِنُوْا بِمَا جِئْتُ بِهٖ یعنی یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کریں اور جو کچھ میں لایا ہوں اس پر ایمان لائیں۔ چونکہ زکوٰۃ کا حکم بھی نبی ﷺ کے واسطہ سے ملا ہے لہٰذا اس کی فرضیت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور حق اسلام ہے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (تفصیلی دلیل سے سمجھانے کے بجائے یوں) کہا اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان

فرق کرتے ہیں (کہ نماز کی فرضیت کے قائل ہیں اور زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرتے ہیں حالانکہ جیسے نماز کی فرضیت کا انکار کفر ہے اسی طرح زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار بھی کفر ہے اور ارتداد ہے اور ایسوں سے جنگ ضروری ہے اس لئے) اللہ کی قسم ایک بکری کا بچہ بھی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو (زکوٰۃ میں) ادا کرتے تھے اگر وہ مجھے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم میں نے سمجھ لیا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ (کو دلیل سمجھا دی ہے اور ان) کے سینے کو جنگ کے لئے کھول دیا ہے اور پھر (میری توجہ بھی دلیل کی طرف ہوئی اور) میں نے جان لیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات ہی حق ہے۔

نصاب پر سال گذر جائے پھر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي الذَّهَبِ حَتّٰى يَكُوْنَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا فَإِذَا كَانَتْ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا نِصْفُ دِيْنَارٍ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس (چاندی کے) دوسو درہم (611 گرام) ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں پانچ درہم (15.30 گرام) زکوٰۃ واجب ہوگی اور سونے میں تم پر کچھ زکوٰۃ واجب نہیں یہاں تک کہ تمہارے پاس (سونے کے) بیس دینار (87.30 گرام) ہو جائیں تو جب تمہارے پاس بیس دینار ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں نصف دینار (2.20 گرام) زکوٰۃ واجب ہوگی۔

سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي تَعْجِيلِ الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ تَحُلَّ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذٰلِكَ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ان کو اس کی اجازت دی۔

کسی پر قرض ہو تو وہ قرض منہا کر کے باقی سال کی زکوٰۃ دے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُوْلُ هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ حَتّٰى تَحْصُلَ أَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّوْا مِنْهَا الزَّكَاةَ (محمد فی مؤطاہ)

سائب بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (جب رمضان کا مہینہ آتا تھا تو) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے یہ تمہاری زکوٰۃ کا مہینہ ہے تو جس شخص کے ذمہ قرض ہو وہ اپنا قرض ادا کرے تاکہ تمہارے اصل مال تمہارے پاس رہ جائیں پھر تم ان کی زکوٰۃ نکالو۔

باب: 41

کس مال پر زکوٰۃ فرض ہے اور کس حساب سے

چاندی کا نصاب

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِيْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاندی کی زکوٰۃ (اس حساب سے) ادا کرو کہ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔ اور ایک سو نوے (اور مزید نو) درہم میں زکوٰۃ نہیں البتہ جب وہ دو سو ہو جائیں تو ان میں (زکوٰۃ کے) پانچ درہم ہوں گے۔

فائدہ: ابوداوٗد کی اس حدیث میں یہ الفاظ مزید مذکور ہیں فَمَا زَادَ فَعَلٰى حِسَابِ ذٰلِكَ

اور جو درہم دو سو سے زائد ہوں تو ان میں اسی (چالیسویں حصہ کے) حساب سے زکوٰۃ ہوگی۔

سونے کا نصاب

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ...... وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ يَعْنِيْ فِي الذَّهَبِ حَتّٰى يَكُوْنَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا فَإِذَا كَانَتْ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا نِصْفُ دِيْنَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا تم پر سونے میں کچھ زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ اس کی مقدار بیس دینار ہو جائے۔ پھر جب تمہارے پاس بیس دینار ہو جائیں اور ان پر پورا سال گزر جائے تو ان میں (زکوٰۃ) نصف دینار ہوگی (جو کہ بیس دینار کا چالیسواں حصہ ہے) اور جو سونا زائد ہو تو اس میں اسی کے حساب سے (یعنی چالیسواں حصہ) واجب ہے۔

مال تجارت میں زکوٰۃ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ

مِنَ الَّذِيْنَ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ (ابوداؤد)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا حمد وصلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اس مال میں سے زکوٰۃ نکالیں جو ہم تجارت کے لئے تیار کریں۔

عَنْ حَمَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَبِيْعُ الْأَدَمَ وَالْجِعَابَ فَمَرَّ بِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَدِّ صَدَقَةَ مَالِكَ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّمَا هُوَا الْأَدَمُ قَالَ قَوِّمْهُ وَأَخْرِجْ صَدَقَتَهُ (عبدالرزاق)

حماس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں چمڑا اور ترکش بیچا کرتا تھا (ایک مرتبہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ میں نے کہا اے امیر المومنین یہ تو محض چمڑا ہے (اس کی زکوٰۃ کیسے نکالوں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی قیمت لگاؤ اور اس کی زکوٰۃ (میں قیمت کا چالیسواں حصہ) نکالو۔

سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَّهَا وَفِيْ يَدِ ابْنَتِهَا مِسْكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا أَ تُعْطِيْنَ زَكَاةَ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالَ أَ يُسِرُّ لَكِ أَنْ يُّسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا وَأَلْقَتْهُمَا وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی اور لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی سے پوچھا کہ تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ ان کے بدلہ اللہ تمہیں قیامت کے دن آگ کے کڑے پہنائیں اس پر اس لڑکی نے وہ کڑے اتارے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے اور کہا یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

جواہرات اور موتیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لَيْسَ فِيْ حَجَرِ اللُّؤْلُؤِ وَلَا حَجَرِ الزُّمُرُّدِ زَكَاةٌ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ لِلتِّجَارَةِ فَإِنْ كَانَتْ لِلتِّجَارَةِ فَفِيْهِ الزَّكَاةُ (ابن ابی شیبہ)

(مشہور تابعی) حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں موتی میں اور زمرد میں زکوٰۃ نہیں ہے الا یہ کہ وہ تجارت کے لئے ہوں۔ اگر وہ تجارت کے لئے ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

جنگل میں چرنے والے جانوروں میں زکوٰۃ

ایک سو بیس تک اونٹوں میں زکوٰۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَتَبَ کِتَابَ الصَّدَقَۃِ فَلَمْ یُخْرِجْہُ إِلٰی عُمَّالِہٖ حَتّٰی قُبِضَ فَقَرَنَہٗ بِسَیْفِہٖ فَلَمَّا قُبِضَ عَمِلَ بِہٖ أَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی قُبِضَ وَعُمَرُ حَتّٰی قُبِضَ وَکَانَ فِیْہِ فِیْ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاۃٌ وَفِیْ عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِیْ خَمْسَ عَشْرَۃَ ثَلَاثُ شِیَاہٍ وَفِیْ عِشْرِیْنَ أَرْبَعُ شِیَاہٍ وَفِیْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ إِلٰی خَمْسٍ وَّثَلَاثِیْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِیْھَا بِنْتُ لَبُوْنٍ إِلٰی خَمْسٍ وَّأَرْبَعِیْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِیْھَا حِقَّۃٌ إِلٰی سِتِّیْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِیْھَا جَذْعَۃٌ إِلٰی خَمْسٍ وَّسَبْعِیْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِیْھَا ابْنَتَا لَبُوْنٍ إِلٰی خَمْسٍ وَّسَبْعِیْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِیْھَا حِقَّتَانِ إِلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ

(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کے بارے میں ایک تحریر لکھوائی اور ابھی اپنے حکام کو نہ بھجوائی تھی کہ آپ مرض وفات میں مبتلا ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ (اس کی نیام میں) رکھ لیا۔ جب آپ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی وفات تک عمل کیا اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی وفات تک عمل کیا۔ اس تحریر میں یہ حکم تھا کہ پانچ اونٹوں میں ایک بکری (بطور زکوۃ) واجب ہے اور دس اونٹوں میں دو بکریاں ہیں اور پندرہ اونٹوں میں تین بکریاں ہیں اور بیس اونٹوں میں چار بکریاں ہیں اور پچیس سے پینتیس اونٹوں میں ایک سالہ اونٹنی ہے اور جب (پینتیس سے) زائد ہو جائیں تو پینتالیس تک ایک دو سالہ اونٹنی ہے اور جب (پینتالیس سے) بڑھ جائیں تو ساٹھ تک ایک تین سالہ اونٹنی ہے اور جب (ساٹھ سے) بڑھ جائیں تو پچھتر تک ایک چار سالہ اونٹنی ہے اور جب (پچھتر سے) زائد ہو جائیں تو نوے تک دو دو سالہ اونٹنیاں ہیں۔ اور جب (نوے سے) بڑھ جائیں تو ایک سو بیس تک دو تین سالہ اونٹنیاں ہیں۔

ایک سو بیس سے زائد اونٹوں پر زکوۃ

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے جو تحریر بھیجی تھی اس میں یہ لکھا تھا

فَإِذَا کَانَتْ أَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَعُدَّ فِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّۃً وَمَا فَضَلَ فَإِنَّہٗ یُعَادُ إِلٰی أَوَّلِ فَرِیْضَۃٍ مِنَ الْإِبِلِ وَمَا کَانَ أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ فَفِیْہِ الْغَنَمُ فِیْ کُلِّ خَمْسِ ذَوْدٍ شَاۃٌ

(مراسیل ابی داؤد)

اور جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر پچاس میں ایک حقہ (یعنی تین سالہ اونٹنی) شمار کرو اور جو زائد ہوں ان میں اونٹوں کی زکوۃ کا ابتدائی حساب جاری ہوگا اور جو وہ پچیس اونٹ سے کم ہوں تو ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری (واجب) ہوگی۔

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ إِذَا زَادَتِ الْإِبِلُ عَلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَۃٍ یَسْتَقْبِلُ بِھَا الْفَرِیْضَۃَ (ابن ابی شیبہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو زکوٰۃ کا حساب نئے سرے سے کریں۔

فائدہ: زکوٰۃ کے بارے میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھائی ہوئی تحریر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس تھی اور جو اوپر نقل ہوئی اس میں یہ الفاظ ہیں۔

فَإِنْ كَانَتِ الْإِبِلُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ اِبْنَةُ لَبُوْنٍ

(ابو داؤد)

جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر زائد پچاس پر ایک تین سالہ اونٹنی ہوگی اور ہر زائد چالیس پر ایک دو سال اونٹنی ہوگی (اس طرح سے ایک سو اکیس میں تین دو سالہ اونٹنیاں ہوگی اور ایک سو تیس پر ایک تین سالہ اونٹنی اور دو دو سالہ اونٹنیاں ہوگی اور ایک سو چالیس پر دو تین سالہ اونٹنیاں اور ایک دو سالہ اونٹنی ہوگی وغیرہ)

اس نظام کے برعکس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نئے سرے سے حساب والے نظام کو ترجیح دی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ایک سو بیس اونٹوں پر تین سالہ دو اونٹنیوں کا وجوب اجماعی ہے اور سب حدیثوں میں یکساں پایا جاتا ہے لہذا ایک سو بیس سے اوپر حساب میں تین سالہ دو اونٹنیوں کا باقی رہنا ضروری ہے اور جس نظام میں یہ حساب باقی رہے وہی اولیٰ ہے۔

گائے بھینسوں میں

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْيَمَنِ فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ بَقَرَةً تَبِيْعًا أَوْتَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (گورنر بنا کر) یمن بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس گایوں میں ایک سالہ نر یا مادہ بچہ لوں اور چالیس گایوں پر ایک دو سالہ گائے لوں۔

بھیڑ بکریوں میں

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَابَكْرٍ كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَه...... وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِأَةٍ إِلٰى مِأَتَيْنِ شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى مِأَتَيْنِ إِلٰى ثَلَاثِ مِأَةٍ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلَاثِ مِأَةٍ فَفِي كُلِّ مِأَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِيْنَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب ان کو بحرین (عامل بنا کر) بھیجا تو یہ تحریر لکھ کر دی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ زکوٰۃ کا وہ نصاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر کیا اور جس کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا...... جنگل میں چرنے والی بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ چالیس سے ایک سو بیس بکریوں میں ایک بکری (واجب) ہوتی ہے اور جب وہ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو دو سو تک دو بکریاں ہوتی ہیں اور جب وہ دو سو سے بڑھ جائیں تو تین سو تک تین بکریاں ہوتی ہیں اور جب وہ تین سو سے بڑھ جائیں تو ہر سو میں ایک بکری ہوگی اور جب کسی شخص کی جنگل میں چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ بکریوں کا مالک نفل میں کچھ دینا چاہے۔

گھوڑوں میں

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ ابْتَاعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أُمَيَّةَ مِنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَرَسًا أُنْثٰى بِمِائَةِ قَلُوْصٍ فَنَدِمَ الْبَائِعُ فَلَحِقَ بِعُمَرَ فَقَالَ غَصَبَنِيْ يَعْلٰى وَأَخُوْهُ فَرَسًا لِّيْ فَكَتَبَ إِلٰى يَعْلٰى أَنْ أَلْحِقْ بِيْ فَأَتَاهُ وَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ إِنَّ الْخَيْلَ لَتَبْلُغُ هٰذَا عِنْدَكُمْ مَاعَلِمْتُ أَنَّ فَرَسًا يَبْلُغُ هٰذَا فَنَاخُذُ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةً وَلَا نَاخُذُ مِنَ الْخَيْلِ شَيْئًا خُذْ مِنْ كُلِّ فَرَسٍ دِيْنَارًا فَقَدَّرَ عَلَى الْخَيْلِ دِيْنَارًا (عبدالرزاق)

یعلی بن امیہ کہتے ہیں (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن امیہ نے ایک یمنی شخص سے ایک گھوڑی سو اونٹنیوں کے عوض میں خریدی۔ بعد میں فروخت کنندہ کو (گھوڑی بیچنے پر) افسوس ہوا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور (جھوٹی شکایت کرتے ہوئے) کہا کہ یعلی اور ان کے بھائی نے میری گھوڑی (مجھ سے) چھین لی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلی کو (یعنی مجھے) خط لکھا کہ مجھ سے ملو۔ یعلی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو اصل قصہ سنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر کہ ایک گھوڑی سو اونٹنیوں کے عوض میں خریدی ہے) فرمایا تمہارے ہاں گھوڑے اتنی (زیادہ) قیمت کو پہنچ گئے ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ایک گھوڑا اتنی قیمت کا بھی ہوسکتا ہے۔ (یہ تو بڑا قیمتی مال ہوگیا اور اس پر کوئی زکوٰۃ نہ ہو یہ متصور نہیں) ہم چالیس بکریوں میں ایک بکری لیتے ہیں اور گھوڑوں میں کچھ بھی نہ لیں۔ تو اب ہر گھوڑے پر ایک دینار (بطور زکوٰۃ کے) لو۔ اس طرح سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر فی گھوڑا ایک دینار زکوٰۃ مقرر کی۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ يُقِيْمُ الْخَيْلَ ثُمَّ يَرْفَعُ صَدَقَتَهَا إِلٰى عُمَرَ (دارقطنی)

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑوں کی قیمت لگاتے تھے پھر ان کی زکوٰۃ (میں قیمت کا چالیسواں حصہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاتے تھے۔

کام میں لگے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْعَوَامِلِ شَيْءٌ (ابو داؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کام میں (مثلاً ہل جوتنے میں، رہٹ چلانے میں، بار برداری میں اور سواری کے کام میں) لگے جانوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

رکاز یعنی معدن اور کافروں کے دفینہ میں

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الرِّكَازُ قَالَ الْمَالُ الَّذِیْ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْأَرْضِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِیْ هٰذِهِ الْمَعَادِنِ فَفِيْهَا الْخُمُسُ (مؤطا محمد)

پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول رکاز سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ مال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے معادن (یعنی کانوں) میں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن پیدا کیا اور ان معدنیات میں خمس یعنی پانچواں حصہ بطور زکوٰۃ واجب ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ...... وَفِی الرِّكَازِ الْخُمُسُ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکاز میں خمس (یعنی پانچواں حصہ واجب) ہے۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْعَرَبِ وَجَدَ سَتُّوْقَةً فِيْهَا عَشَرَةُ آلَافٍ فَأَتٰى بِهَا عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَأَخَذَ مِنْهَا خُمُسَهَا أَلْفَيْنِ وَأَعْطَاهُ ثَمَانِيَةَ آلَافٍ (ابن ابی شیبہ)

شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک عرب جوان نے (جاہلیت کے زمانے کی زیر زمین دفن کی ہوئی) ایک تھیلی پائی جس میں دس ہزار درہم تھے۔ وہ جوان اس کو لے کر (اس وقت کے خلیفہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا (اور سارا قصہ سنایا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا خمس (پانچواں حصہ) یعنی دو ہزار درہم لے لئے (اور بیت المال میں جمع کرا دیئے) اور اس کو باقی آٹھ ہزار درہم دے دیئے۔

زرعی پیداوار میں زکوٰۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس پیداوار کو بارش نے اور چشموں نے سیراب کیا ہو یا ایسا درخت ہو جو اپنی جڑوں سے گڑھوں میں موجود بارش کے پانی سے سیرابی حاصل کرتا ہے تو اس کاشت (اور پیداوار) میں عشر یعنی دسواں حصہ (بطور زکوٰۃ) واجب ہے اور جس کو رہٹ سے سینچا گیا ہو (یعنی جس کے پانی کے لئے کاشتکار نے اپنا خرچہ یا اپنی محنت کی ہو اس) میں نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ بطور زکوٰۃ) واجب ہے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ فِیْمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشُوْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس پیداوار کو دریاؤں (اور قدرتی نہروں) اور بارش نے سیراب کیا ہو اس میں عشر (یعنی دسواں حصہ) ہے اور جس کو رہٹ (وغیرہ) کے ذریعے پانی دیا گیا ہو اس میں نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں مَا سَقَتْ کا لفظ استعمال ہوا ہے، ما کا لفظ عام ہے جو قلیل و کثیر ہر مقدار کی پیداوار کو شامل ہے لہٰذا مطلب یہ ہے کہ جو بھی پیداوار ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اس کی آبپاشی اگر بارش سے یا دریائی پانی سے ہو تو عشر واجب ہوگا اور اگر رہٹ سے (یا ٹیوب ویل سے یا نہری پانی خرید کر) سینچا گیا ہو تو نصف عشر واجب ہوگا۔ اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

عَنْ سِمَاکِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ فِیْمَا أَنْبَتَتِ الْأَرْضُ مِنْ قَلِیْلٍ أَوْ کَثِیْرٍ الْعُشْرُ (عبدالرزاق)

سماک بن فضل سے روایت ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا زمین جو پیداوار بھی اگائے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو اس میں عشر واجب ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں یہی حکم مجاہد رحمہ اللہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ جیسے تابعین سے بھی منقول ہے۔

شہد میں زکوٰۃ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ هِلَالٌ أَحَدُ بَنِیْ مُتْعَانَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعُشُوْرِ نَحْلٍ لَهُ وَکَانَ سَأَلَهُ أَنْ یَّحْمِیَ وَادِیًا یُقَالُ لَهُ سَلَبَةُ فَحَمٰی لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِکَ الْوَادِیَ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ کَتَبَ سُفْیَانُ بْنُ وَهْبٍ إِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِکَ فَکَتَبَ عُمَرُ إِنْ أَدّٰی إِلَیْکَ مَا کَانَ یُؤَدِّیْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عُشُوْرِ نَحْلِهٖ فَاحْمِ لَهُ سَلَبَةَ وَإِلَّا فَإِنَّمَا هُوَ ذُبَابُ غَیْثٍ یَأْکُلُهُ مَنْ یَّشَاءُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بنی متعان کے ایک شخص ہلال رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے شہد کا عشر (دسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر) لائے اور آپ ﷺ سے سلبہ نامی وادی ان کے لئے خاص کرنے کا مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ نے وہ وادی ان کے لئے لکھ دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو متعلقہ افسر سفیان بن وہب نے اس وادی کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا اور آپ سے آئندہ کے لئے لائحہ عمل مانگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ ہلال شہد کا دسواں حصہ جو وہ نبی ﷺ کو دیتے تھے اگر وہ تمہیں بھی ادا کریں تو سلبہ وادی ان کے نام لکھ دو اور اگر وہ دینے پر تیار نہ ہوں تو پھر شہد تو ایک بارش (کی طرح) ہے جو چاہے

اس کو (نکالے اور) کھائے۔

مال ضمار (یعنی جس مال کے ملنے سے مایوسی ہو اس) کی زکوٰۃ

عَنْ أَيُّوبَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ فِيْ مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَامُرُهُ بِرَدِّهٖ إِلٰى أَهْلِهٖ وَ تُوْخَذُ زَكٰوتُهُ لِمَا مَضٰى مِنَ السِّنِيْنَ ثُمَّ عَقَبَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِكِتَابٍ أَنْ لَا تُوْخَذُ مِنْهُ إِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ فَإِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا (مالک فی موطاه)

ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے روایت ہے (کہ تابعی) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک شخص کا جو مال کسی حاکم نے ظلم سے لے لیا تھا اس کے بارے میں یہ حکم لکھا کہ وہ مال اس کے مالک کو لوٹایا جائے اور گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس میں سے کاٹی جائے لیکن پھر اس کے بعد ایک اور فرمان لکھا کہ اس میں سے (گذشتہ سالوں کی نہیں بلکہ) صرف (موجودہ) ایک سال کی زکوٰۃ کاٹی جائے کیونکہ (ان سالوں میں) وہ مال ضمار کی صورت میں تھا۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبِصْرِيِّ قَالَ إِذَا حَضَرَ الْوَقْتُ الَّذِىْ يُؤَدِّىْ فِيْهِ الرَّجُلُ زَكٰوتَهُ أَدّٰى عَنْ كُلِّ مَالٍ وَعَنْ كُلِّ دَيْنٍ إِلَّا مَاكَانَ مِنْهُ ضِمَارًا لَا يَرْجُوْهُ (کتاب الاموال لابی عبید)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا جب وہ وقت آ جائے جس میں آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو وہ اپنے پاس موجود ہر مال کی زکوٰۃ دے اور ہر وصول کئے جانے والے قرض کی زکوٰۃ دے سوائے اس قرض کے جو ضمار ہو اور اس کے ملنے کی امید نہ رہی ہو۔

باب: 42

زکوٰۃ کی وصولی

زکوٰۃ میں درمیانہ جانور لے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُعَاوِیَةَ الْغَاضِرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِیْمَانِ مَنْ عَبَدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَأَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَعْطٰی زَکَاۃَ مَالِهٖ طَیِّبَةً بِهَا نَفْسُهٗ رَافِدَةً عَلَیْهِ کُلَّ عَامٍ وَلَا یُعْطِی الْهَرِمَةَ وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا الْمَرِیْضَةَ وَلَا الشَّرَطَ اللَّئِیْمَةَ وَلٰکِنْ مِنْ وَسْطِ أَمْوَالِکُمْ فَإِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَسْأَلْکُمْ خَیْرَہٗ وَلَا یَأْمُرُکُمْ بِشَرِّہٖ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ہیں جس نے ان کو کیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا (اوراس کی لذت و بشاشت کو حاصل کرلیا) وہ شخص جس نے تنہا اللہ کی عبادت کی (اوراس کی ذات وصفات اوراس کے افعال میں کچھ بھی شرک نہ کیا) اوراعتقادرکھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور ہرسال اپنے مال کی زکوٰۃ دل کی خوشی سے اور دل کی مدد کر کے نکالی۔ اور زکوٰۃ میں آدمی نہ بوڑھا جانور دے اور نہ خارش زدہ اور نہ بیمار اور نہ گھٹیا ونکما دے بلکہ (اے لوگو) تم اپنے درمیانے جانوروں میں سے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ تمہارے بہترین مال کا مطالبہ کیا ہے اور نہ ہی (انہوں نے) تمہیں حکم دیا تمہارے گھٹیا مال کا (کہ تم وہ زکوٰۃ میں دو)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ...... فَإِیَّاکَ وَکَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا لَیْسَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے ہدایات دیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ زکوٰۃ وصول کرنے کے بارے میں) فرمایا (زکوٰۃ میں) لوگوں کے بڑھیا قسم کے مال لینے سے اجتناب کرو اور (اگر ایسا نہ کرو گے تو شرعی حد سے تجاوز کرو گے جوظلم ہوگا اس پر مظلوم تمہارے خلاف بددعا کرسکتا ہے جو بڑی خطرناک بات ہے لہٰذا) مظلوم کی بددعا سے بچو

کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا (جو اس کو قبول ہونے سے روک سکے)۔

اپنی خوشی سے بڑھیا مال زکوٰۃ میں دے تو جائز ہے

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُصَدِّقًا فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمَّا جَمَعَ لِيْ مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيْهِ إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ فَقُلْتُ لَهُ أَدِّ ابْنَةَ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا صَدَقَتُكَ فَقَالَ ذٰلِكَ مَا لَا لَبَنَ فِيْهِ وَلَا ظَهْرَ وَلٰكِنْ هٰذِهِ نَاقَةٌ عَظِيْمَةٌ سَمِيْنَةٌ فَخُذْهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنَا بِآخِذٍ مَالَمْ أُوْمَرْ بِهِ وَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ قَرِيْبٌ فَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَدْتُهُ قَالَ فَإِنِّيْ فَاعِلٌ فَخَرَجَ مَعِيْ وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِيْ عَرَضَ عَلَيَّ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَتَانِيْ رَسُوْلُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّيْ صَدَقَةَ مَالِيْ وَأَيْمُ اللّٰهِ مَا قَامَ فِيْ مَالِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا رَسُوْلُهُ قَطُّ قَبْلَهُ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِيْ فَزَعَمَ أَنَّ مَاعَلَيَّ فِيْهِ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَذٰلِكَ مَالَا لَبَنَ فِيْهِ وَلَا ظَهْرَ وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةً عَظِيْمَةً فَتِيَّةً لِيَأْخُذَهَا فَأَبٰى عَلَيَّ وَهَا هِيَ ذِهْ قَدْجِئْتُكَ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْهَا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكَ الَّذِيْ عَلَيْكَ فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ آجَرَكَ اللّٰهُ فِيْهِ وَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ قَالَ فَهَا هِيَ ذِهْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبْضِهَا وَدَعَا لَهُ فِيْ مَالِهِ بِالْبَرَكَةِ (ابوداؤد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا (اس سلسلہ میں) میں ایک شخص کے پاس پہنچا۔ جب اس نے اپنے چوپائے اکٹھے کئے تو اس مال میں اس کے ذمہ میں نے صرف ایک ایک سالہ اونٹنی پائی (یعنی حساب لگایا تو اس کے مال میں صرف ایک سالہ ایک اونٹنی بنتی تھی) میں نے اس سے کہا کہ تم (مجھے) ایک سالہ ایک اونٹنی دے دو کیونکہ یہی تمہاری زکوٰۃ بنتی ہے۔ اس نے کہا اس میں نہ تو دودھ ہوتا ہے اور نہ ہی وہ سواری کے کام آتی ہے۔ البتہ یہ ایک (اور) بڑی اور فربہ اونٹنی ہے تو آپ یہ لے لیجئے۔ میں نے کہا میں ایسا جانور نہیں لوں گا جس (کے لینے) کا مجھے حکم نہیں ہے اور (اگر تمہارا شوق یہی دینے کا ہے تو) یہ رسول اللہ ﷺ تم سے قریب (ہی مقام) میں ہیں اگر تم چاہو تو آپ کے پاس چلے جاؤ اور جو تم نے مجھے پیشکش کی وہ آپ ﷺ کو پیشکش کرو۔ اگر وہ تم سے (تمہاری پیشکش کو) قبول کرلیں تو میں بھی لے لوں گا اور اگر اس کو تم پر لوٹا دیں تو میں بھی نہ لوں گا۔ اس شخص نے کہا (مجھے منظور ہے اور) میں ایسے ہی کرتا ہوں۔ تو وہ میرے ساتھ چلا اور اپنی وہ اونٹنی بھی ساتھ لے لی جس کی اس نے مجھے پیشکش کی تھی یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس شخص نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی میرے پاس آپ کے قاصد آئے تا کہ مجھ سے میرے مال کی زکوٰۃ وصول کریں اور اللہ کی قسم (ان کا آنا تو میری بڑی خوش نصیبی اور سعادت کی بات تھی کیونکہ میرے مال میں (سے کچھ لینے کے لئے) اس سے

پہلے نہ تو اللہ کے رسول ﷺ آئے اور نہ ہی ان کا کوئی قاصد آیا۔ غرض (آپ کے قاصد کے آنے کو اپنی سعادت کا موقع سمجھتے ہوئے) میں نے ان کے سامنے اپنا سارا مال اکٹھا کر دیا تو انہوں نے کہا کہ اس مال میں مجھ پر صرف ایک سالہ ایک اونٹنی لازم ہے حالانکہ وہ نہ تو دودھ کے کام کی ہوتی ہے اور نہ سواری کے کام کی ہوتی ہے۔ میں نے ان کے سامنے ایک بڑی جوان اونٹنی پیش کی تا کہ وہ اس کو لے لیں لیکن انہوں نے مجھ سے انکار کر دیا اور اے اللہ کے رسول یہ رہی وہ اونٹنی میں اس کو آپ کے پاس لایا ہوں آپ اس کو (قبول فرمالیجئے اور) لے لیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا یہ تو تمہاری خوشی پر ہے۔ اگر نیکی میں زائد کام کرو تو اللہ (تعالیٰ) اس میں اجر دیں گے اور ہم تم سے اس کو قبول کرلیں گے۔ اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول یہ رہی وہ اونٹنی میں آپ کے پاس اس کو (اسی غرض سے) لایا ہوں لہٰذا آپ اس کو لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ اونٹنی لینے کا حکم دیا اور اس شخص کے لئے اس کے مال میں برکت کی دعا کی۔

اکٹھے کو متفرق کرنا اور متفرق کو اکٹھا کرنا

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِیْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهُ ...... وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو ان کو یہ تحریر لکھ کر دی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ فرض زکوٰۃ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے (اللہ کے حکم سے) مسلمانوں پر فرض قرار دیا اور جس کا حکم اللہ نے اپنے رسول کو دیا (اس زکوٰۃ کے بارے میں دو حکم یہ ہیں (اول یہ کہ) زکوٰۃ کے خوف سے نہ تو متفرق کو جمع کیا جائے اور نہ جمع شدہ کو متفرق کیا جائے اور (دوسرے یہ کہ) جو دو شریکوں میں (مشترکہ) ہو تو وہ (اپنے اپنے حصہ کے بقدر) انصاف کے ساتھ ایک دوسرے پر رجوع کریں۔

پہلا حکم: زکوٰۃ کے خوف سے متفرق کو جمع نہ کیا جائے اور جمع شدہ کو متفرق نہ کیا جائے۔ یہ حکم دو اعتبار سے ہے:

مالک کے اعتبار سے مثالیں

متفرق کو جمع کرنا:

زید اور خالد دونوں کے پاس چالیس چالیس بکریاں ہیں اور ہر ایک پر حساب سے ایک ایک بکری کی زکوٰۃ بنتی ہے۔ اب یہ دونوں سرکاری کارندے کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کل اسی بکریاں مثلاً زید کی

ہیں۔ چونکہ اسی بکریوں پر بھی زکوٰۃ صرف ایک بکری بنتی ہے اس لئے سرکاری کارندے نے صرف ایک بکری لی۔اس طرح سے دونوں نے آدھی آدھی بکری بچالی۔

جمع کو متفرق کرنا:

زید کے پاس چالیس بکریاں ہیں جن پر زکوٰۃ میں ایک بکری بنتی ہے۔ زید بیس بیس بکریاں علیحدہ کر دیتا ہے اور کارندے کو دکھاتا ہے کہ بیس اس کی ہیں اور بیس کسی دوسرے کی ہیں اور اس طرح زکوٰۃ سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے۔

سرکاری کارندے کے اعتبار سے مثالیں

متفرق کو جمع کرنا:

زید اور خالد کی مشترکہ چالیس بکریاں ہیں چونکہ ہر ایک کی ملکیت نصاب سے کم ہے اس لئے کسی پر زکوٰۃ نہیں آتی۔ کارندہ ان کو مشترکہ تسلیم کرنے سے انکار کردے اور سب کسی ایک کی مان کر زکوٰۃ میں ایک بکری وصول کرلے۔

جمع شدہ کو متفرق کرنا:

زید کی ایک سو بیس بکریاں ہیں جن پر زکوٰۃ ایک بکری بنتی ہے۔ کارندہ وہ سب زید کی تسلیم کرنے سے انکار کرے اور ان کو تین آدمیوں کی مشترکہ مان کر ہر ایک کی چالیس بکریاں بنائے اور اس طرح زکوٰۃ میں تین بکریاں لے لے۔

دوسرا حکم:

لی ہوئی جو زکوٰۃ دو شریکوں میں مشترکہ ہو تو حساب سے ایک دوسرے پر رجوع کرے مثلاً ایک بھائی بہن کو اپنے والد کے ترکہ میں ایک سو بیس بکریاں ملیں ان کو ابھی تقسیم نہیں کیا گیا۔ بھائی کے دو حصے ہیں جس کی اسی بکریاں بنتی ہیں اور بہن کا ایک حصہ ہے جس کی چالیس بکریاں بنتی ہیں۔ دونوں کے حصوں میں ایک ایک بکری کی زکوٰۃ بنتی ہے۔ سرکاری کارندے نے زکوٰۃ میں کل دو بکریاں لے لیں۔ چونکہ بکریاں مشترکہ تھیں لہٰذا ہر بکری کا دو تہائی بھائی کا حصہ تھا اور ایک تہائی بہن کا حصہ تھا۔ دو بکریوں میں بہن کا حصہ دو تہائی اور بھائی کا حصہ چار تہائیاں ہوا۔ اس طرح سے بہن کا ایک تہائی کم گیا جو بھائی کے ایک تہائی سے وصول کیا گیا لہٰذا بھائی ایک تہائی بکری کی قیمت کے لئے بہن سے رجوع کرے گا۔

زکوٰۃ وصول کرنے میں ظلم نہ کرے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُعْتَدِیُ فِی الصَّدَقَةِ کَمَانِعِهَا (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ کی وصولی میں زیادتی کرنے والا سرکاری کارندہ ایسا ہی گناہگار ہے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا۔

جانوروں کی زکوٰۃ ان کی جگہوں پر وصول کرے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تُؤخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى مِيَاهِهِمْ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں (کے چوپایوں) کی زکوٰۃ ان کے پانیوں پر (جہاں جانور جمع ہوتے ہیں) وصول کی جائے (یہ نہیں کہ سرکاری کارندہ کسی ایک جگہ پر بیٹھ جائے اور لوگوں کو مجبور کرے کہ وہ اپنے جانور دور دور سے اس کے پاس لائیں)۔

زکوٰۃ دینے والے بھی وصول کرنے والے کارندے کو تنگ نہ کریں

عَنْ جَابِرِبْنِ عَتِيْكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ سَيَاتِيْكُمْ رَكْبٌ مُبَغَّضُوْنَ فَإِذَا جَاءُ وْكُمْ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَخَلُّوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُوْنَ فَإِنْ عَدَلُوْا فَلِأَنْفُسِهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوْا فَعَلَيْهَا وَأَرْضُوْهُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَكَاتِكُمْ رِضَاهُمْ (ابوداؤد)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس ایسے سوار آئیں گے جو (تم سے تمہارے مالوں کی زکوٰۃ طلب کریں گے اور مال کی طبعی محبت کی وجہ سے وہ تمہیں) ناپسند ہوں گے۔ لیکن (تم دین کے حکم کو مقدم رکھنا اور یہ سوچنا کہ اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے لہٰذا) جب وہ آئیں تو تم ان کو خوش آمدید کہنا اور ان کے اور جو مال وہ زکوٰۃ میں لینا چاہیں اس کے درمیان سے ہٹ جانا۔ پھر اگر وہ (زکوٰۃ وصول کرنے میں) عدل وانصاف کریں تو اس میں ان کا فائدہ ہے (کہ دین کے احکام کے مطابق کام کرنے میں ثواب ہوگا) اور اگر وہ ظلم وزیادتی کریں تو اس کا وبال انہی پر ہوگا لہٰذا تم ان کو راضی کرنا کیونکہ ان کی رضامندی تمہاری (کامل) زکوٰۃ کا ایک حصہ ہے۔

زکوٰۃ وصول کرنے والا دینے والے کو دعا دے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ أَنَّ رَسُوْلَ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ...... وَلْيَدْعُوْا لَكُمْ (ابوداؤد)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب سرکاری کارندے زکوٰۃ وصول کریں تو) ان کو چاہیئے کہ وہ تمہارے لئے (خیر کی) دعا کریں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْن أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كَانَ أَبِيْ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ قَالَ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفٰى (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ میرے والد ابو اُوفی بیعت رضوان کرنے والے صحابہ میں سے تھے اور نبی ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب آپ کے پاس کچھ لوگ اپنی زکوٰۃ لے کر آتے تو آپ ان کو یہ دعا دیتے اے اللہ آل فلاں پر رحمت نازل فرما۔ کہتے ہیں میرے والد بھی آپ ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ لے کر گئے تو آپ نے دعا دی کہ اے اللہ ابو اُوفی کی آل پر رحمت نازل فرما۔

زکوٰۃ میں ضرورتمندوں کی ضرورت کی چیزیں دینے کی ترغیب دینا

عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ مُعَاذٌ لِأَهْلِ الْيَمَنِ آتُوْنِیْ بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيْصٍ أَوْ لَبِيْسٍ مَكَانَ الشَّعِيْرَةِ وَالذُّرَّةِ أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَ خَيْرٌ لِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ (بخاری)

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے کہا کہ تم (زکوٰۃ میں) جو اور مکئی کی جگہ مجھے چادریں اور سلے ہوئے کپڑے دو کیونکہ ان کا دینا تمہارے لئے آسان ہے اور مدینہ (منورہ) میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے لئے ان میں بہتری ہے (کیونکہ ان کو ان کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے)۔

اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ میں زکوٰۃ کی وصولی

کسی مال کے اموال ظاہرہ میں سے ہونے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔

1......ان اموال کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مالکان کے نجی مقامات کی تفتیش نہ کرنی پڑے۔

2......وہ اموال حکومت کے زیر حمایت ہوں۔

مندرجہ ذیل اموال ظاہرہ ہیں۔

1- جنگل میں چرنے والے (یعنی سائمہ) جانور

2- کھیتیاں

3- باغات

4- مال تجارت یا سونا چاندی جب اس کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے ہوئے زکوٰۃ وصول کرنے والے کارندے (یعنی عاشر) کے پاس سے گذرے۔

مندرجہ ذیل اموال باطنہ ہیں۔

1- گھروں میں رکھا ہوا سونا چاندی اور روپیہ۔

2- وہ تجارتی مال جو دکان وغیرہ یا تجارتی جگہ پر رکھا ہو۔

3- وہ رقم جو بطور قرض عوام میں سے ایک دوسرے کے ذمہ میں ہوں۔

اموال ظاہرہ میں حکومت کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حق ہے۔ چوپایوں میں سے زکوٰۃ کی وصولی کے بارے میں حدیثیں اوپر گذری ہیں۔

باغات کے بارے میں یہ حدیث ہے

عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيْدٍ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّخْرَصَ الْعِنَبُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ وَتُؤْخَذُ زَكَاتُهُ زَبِيْبًا كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ النَّخْلِ تَمَرًا (ابوداؤد)

حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ انگور (کی پیداوار) کا اندازہ کیا جائے جیسا کہ کھجور (کی پیداوار) کا اندازہ کیا جاتا ہے اور (بیت المال میں) انگور کی زکوٰۃ کشمش کی صورت میں لی جائے جیسا کہ کھجور کی زکوٰۃ چھوہاروں کی شکل میں لی جاتی ہے۔

عاشر کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم

عِنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْدٍ قَالَ اِسْتَعْمَلَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى الْعُشُوْرِ وَأَمَرَ نِیْ أَنْ آخُذَ مِنْ تُجَّارِ أَهْلِ الْحَرْبِ الْعُشْرَ وَمِنْ تُجَّارِ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعُشْرِ وَمِنْ تُجَّارِ الْمُسْلِمِيْنَ رُبْعَ الْعُشْرِ (سعید بن منصور)

زیاد بن حدید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے سرحدوں پر زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں دارالحرب سے آئے ہوئے تاجروں سے دس فیصد ٹیکس وصول کروں (جیسا کہ اس وقت کے اہل حرب مسلمانوں سے دس فیصد ٹیکس وصول کرتے تھے) اور ذمی تاجروں سے پانچ فیصد ٹیکس وصول کروں اور مسلمان تاجروں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ وصول کروں۔

حکومت سے وظیفہ (تنخواہ) ملے تو اس میں سے زکوٰۃ کی کٹوتی ہوسکتی ہے

عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ إِذَا أَعْطَى النَّاسَ أَعْطِيَاتِهِمْ يَسْأَلُ الرَّجُلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ فِيْهِ الزَّكٰوةُ فَإِنْ قَالَ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِهٖ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ وَإِنْ قَالَ لَا سَلَّمَ إِلَيْهِ عَطَاءَهٗ (مؤطا محمد)

(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے) قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو ان کے وظائف دیتے تھے تو (ہر) آدمی سے پوچھتے تھے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہو۔ اگر وہ کہتا کہ ہاں ہے تو اس کے وظیفہ میں سے اس مال کی زکوٰۃ کاٹ لیتے تھے اور اگر وہ کہتا کہ نہیں تو اس کو اس کا پورا وظیفہ دے دیتے تھے۔

عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَ كُنْتُ إِذَا قَبَضْتُ عَطَائِیْ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ سَأَلَنِیْ هَلْ عِنْدَكَ مَالٌ وَجَبَ عَلَيْكَ فِيْهِ الزَّكٰوةُ فَإِنْ قُلْتُ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِیْ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ وَإِلَّا دَفَعَ إِلَیَّ عَطَائِیْ (مؤطا محمد)

حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اپنا وظیفہ وصول

کرتا تو وہ مجھ سے پوچھتے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس میں تم پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر میں کہتا کہ ہاں ہے تو وہ میرے وظیفہ سے اس مال کی زکوٰۃ کاٹ لیتے ورنہ مجھے میرا پورا وظیفہ دے دیتے۔

اموال باطنہ کی زکوٰۃ ان کے مالکوں کے ذمہ ہے کہ وہ چاہے بیت المال میں جمع کرائیں چاہے ضرورت مندوں میں خود تقسیم کر دیں۔

باب: 43

کن لوگوں کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں

مالدار کو جائز نہیں

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْلِغَارِمٍ أَوْلِرَجُلٍ اِشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِيْنٌ فَتَصَدَّقَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ فَأَهْدَاهَا الْمِسْكِيْنُ الْغَنِيَّ (ابوداؤد)

عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مالدار کے لئے زکوٰۃ جائز نہیں مگر پانچ صورتوں میں (1) وہ اللہ کے رستے میں جہاد میں ہو (اور اس کے پاس مال نہ رہے اور فوری طور پر گھر سے منگوانا بھی ممکن نہ ہو تو وقتی ضرورت کے لئے وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے) (2) زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر ہو (3) جس نے دو گروہوں کے درمیان دیت یا قرض کے مسئلہ میں صلح صفائی کرانے کے لئے قرض لیا ہو۔ (4) وہ شخص جو اپنے مال سے کسی فقیر سے اس کو زکوٰۃ میں ملی ہوئی چیز خرید لے (5) جس کا کوئی غریب پڑوسی ہو اس غریب کو زکوٰۃ میں کچھ ملا اور اس غریب نے زکوٰۃ میں سے اپنے مالدار پڑوسی کو ہدیہ کیا۔

بنی ہاشم کو جائز نہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِخْ كِخْ اِرْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَاكُلُ الصَّدَقَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ إِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے چھوہاروں میں سے ایک چھوہارہ اٹھایا اور وہ اپنے منہ میں ڈال لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اخ اخ اس کو تھوکو کیا تمہیں پتہ نہیں کہ ہم زکوٰۃ کی چیز نہیں کھاتے اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا کہ ہم بنی ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی چیز حلال نہیں ہے۔

کافروں کو جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ ...... فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا (ایک بات یہ ہے کہ) اسلام قبول کرنے والوں کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان (مسلمانوں) کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان (ہی مسلمانوں) کے فقیروں پر خرچ کی جائے گی۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ لِوَلَدٍ وَلَا لِوَالِدٍ حَقٌّ فِيْ صَدَقَةٍ مَفْرُوْضَةٍ (بیہقی فی المختصر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اولاد (خواہ وہ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ ہو اس) کے لئے اور والدین (خواہ وہ بلاواسطہ ہوں یا بالواسطہ ہوں جیسے دادا دادی اور نانا نانی ان) کے لئے فرض زکوٰۃ میں حصہ نہیں ہے۔

باب: 44

صدقہ فطر

صدقہ فطر کا وجوب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَکَاۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمرٍ أَوْصَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰی وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر جو کہ ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو) چھوہارے ہوں یا ایک صاع جو ہو اس کو فرض بتایا غلام پر (کہ اس کا مالک اس کی طرف سے ادا کرے) اور آزاد پر اور مرد پر اور عورت پر اور بچے پر (کہ اس کا والد اس کی طرف سے ادا کرے) اور بالغ پر جبکہ یہ مسلمان ہوں۔

صدقہ فطر کی مقدار

عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ خَطَبَ فِيْ آخِرِ رَمَضَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِالْبَصْرَةِ إِلٰی أَنْ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمرٍ أَوْشَعِيْرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمحٍ (ابو داؤد و نسائی)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رمضان کے آخر میں بصرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور اس میں یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فطر چھوہاروں کا یا جو کا ایک صاع یا گندم کا نصف صاع (پونے دو کلو) فرض کیا۔

عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ. قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ وَكَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيْرَ وَالزَّبِيْبَ وَالْأَقِطَ وَالتَّمرَ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں عید الفطر کے دن طعام کا ایک صاع (صدقہ فطر میں) نکالتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہمارا طعام جو اور کشمش اور پنیر اور چھوہارے ہوتے تھے۔

ادائیگی کا وقت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ...... وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَی الصَّلَاۃِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں...... اور رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کے بارے میں حکم دیا کہ وہ لوگوں کے عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

عید کے دن سے پہلے بھی دے سکتے ہیں

عَنْ نَافِعٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ یُؤَدِّیْهَا قَبْلَ ذٰلِکَ بِالْیَوْمِ وَالْیَوْمَیْنِ (ابوداؤد)

نافع کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ فطر عید سے ایک دو دن پہلے ہی ادا کر دیا کرتے تھے۔

عید کی نماز سے پہلے نہ دیا تو بعد میں دے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَکَاۃَ الْفِطْرِ طُهْرَۃً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَۃً لِلْمَسَاکِیْنِ فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَهِیَ زَکَاۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَهِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر واجب قرار دیا روزہ دار کی لغو اور فحش باتوں سے تطہیر کے لئے اور مسکینوں کے کھلانے کے لئے۔ تو جس نے اس کو عید کی نماز سے پہلے ادا کیا تو اس کا صدقہ (کامل طور پر) مقبول ہے اور جس نے اس کو عید کی نماز کے بعد ادا کیا اس کو عام صدقہ کا ثواب ملے گا۔

باب: 45

روزے کا بیان

رمضان کے روزوں کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ (بخاری)

حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان (کا مہینہ) شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور (سرکش) شیطانوں کو زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِیْمَانًا وَّاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ إِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ (تمام صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے سابقہ (تمام صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

کثرت سے روزے رکھنے والے کی فضیلت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُهٗ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے کو ریّان (یعنی خوب سیرابی کا دروازہ) کہا جاتا ہے۔ اس دروازے سے صرف (ایسے) روزہ دار داخل ہوں گے (جو کثرت سے روزے رکھنے والے ہیں)۔

ابتداء میں عاشورہ کا روزہ فرض ہوا جو رمضان کے روزوں سے منسوخ ہوا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ تَصُوْمُوْنَهُ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ (منورہ) تشریف لائے اور یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے پایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اس دن کی وہ کیا بات ہے جو تم اس دن میں روزہ رکھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ بڑی عظمت والا دن ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے شکرانہ کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا اور (ان باتوں کی وجہ سے) ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تو تمہارے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہیں (کیونکہ ہمارا ان پر ایمان صحیح ہے جب کہ تمہارا ایمان صحیح نہیں ہے کیونکہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بتائی ہوئی پیشنگوئیوں پر عمل نہیں کرتے اور ان کی لائی ہوئی تورات میں تحریف کرتے ہو)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا (وجوبی) حکم دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُوْمُهُ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں دور جاہلیت میں قریش عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور نبوت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے جب آپ مدینہ (منورہ) تشریف لائے (اور یہود سے مذکورہ بالا گفتگو ہوئی) تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) خود بھی (حسب سابق لیکن اب وجوب کے ساتھ) اس دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کے دن کے روزے (کے وجوب) کو ترک کر دیا گیا۔ پھر جو چاہتا عاشورہ کا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ عليه الصلاة والسلام أَمَرَ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِی النَّاسِ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ (بخاری)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہود سے عاشورہ کے بارے میں گفتگو کے بعد) قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ آواز لگائے کہ جس نے (آج) کچھ کھا لیا ہے تو وہ باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ کھایا نہیں ہے تو وہ روزہ رکھ لے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے۔

فائدہ: عربوں کو ایک آدھ ہی روزہ رکھنے کی عادت تھی۔ رمضان کا پورا مہینہ روزہ سے گزاریں اس کی انہیں کچھ عادت نہ تھی اور یہ ان کے لئے بالکل نیا تجربہ تھا۔ اس لئے شروع شروع میں ان کو یہ رعایت دی گئی کہ اگر وہ روزہ رکھنے کی قدرت نہ پائیں تو فدیہ دے دیں۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ كَانَ مَنْ شَاءَ مِنَّا صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ وَيَفْتَدِیْ فُعِلَ ذٰلِکَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِیْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ (یعنی جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اگر نہ رکھیں تو ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دیں) نازل ہوئی تو (اس کے مطابق) ہم میں سے جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور (اس کی جگہ) فدیہ دیتا۔ اور یہی سلسلہ چلتا رہا یہاں تک اس سے اگلی آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (یعنی جو تم میں سے رمضان کا مہینہ پائے وہ اس کے روزے رکھے) نازل ہوئی اور اس نے پچھلی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

باب: 46

رویت ہلال

چاند کی رویت ضروری ہے حساب کافی نہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهٖ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَإِنْ أُغْمِیَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو۔ اور اگر (چاند) تم پر چھپا رہ جائے تو شعبان کے (مہینے کے) تیس کے عدد کو پورا کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ ثُمَّ قَالَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وهٰكَذَا يَعْنِیْ تَمَامَ الثَّلَا ثِيْنَ يَعْنِیْ مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلَا ثِيْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم تو ایک ان پڑھ امت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب کرنا جانیں (مطلب یہ کہ ہمارے دینی امور کی بنیاد علمی تحقیقات و تدقیقات پر نہیں ہے بلکہ ایسی باتوں پر ہے جن کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے اور جن تک ہر شخص کی رسائی ممکن ہے۔ پھر آپ نے انگلیوں سمیت اپنے دونوں ہاتھ کھولے اور فرمایا) مہینے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے اور (تیسری مرتبہ میں) ایک انگوٹھا بند کر لیا پھر فرمایا مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اس طرح (بھی) ہوتا ہے (اس مرتبہ آخر میں انگوٹھا بند نہیں کیا) یعنی پورے تیس (گنائے) مطلب یہ کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔

اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟

اس بارے میں مندرجہ ذیل دو حدیثیں ہیں:

1- عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو۔

2- عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بَعَثَتْهُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ فَقَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتٰى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لٰكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰى نُكَمِّلَ ثَلَاثِيْنَ أَوْنَرَاهُ فَقُلْتُ أَلَا تَكْتَفِيْ بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَ صِيَامِهٖ فَقَالَ لَا هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی و ابوداؤد)

کریب رحمہ اللہ کو حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے اپنے کسی کام سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیجا۔ کہتے ہیں میں شام پہنچا اور میں نے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کا کام پورا کیا۔ میں ابھی شام میں ہی تھا کہ رمضان کا چاند ہو گیا اور (خود) میں نے جمعہ کی رات میں چاند دیکھا۔ میں رمضان کے آخر میں مدینہ (منورہ) پہنچا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے (شام کے حالات کے بارے میں) پوچھ گچھ کی۔ پھر رمضان کے چاند کا ذکر ہوا تو انہوں نے پوچھا تم (سمیت شام کے لوگوں) نے (شام میں) چاند کس دن دیکھا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ ہم نے اس کو جمعہ کی رات میں دیکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے خود دیکھا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں اور لوگوں نے بھی اس کو دیکھا تھا اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا اور (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن ہم نے اس کو ہفتہ کی رات میں دیکھا لہٰذا ہم روزہ رکھتے رہیں گے یہاں تک ہم یا تو تیس روزے پورے کر لیں یا خود چاند ہی کو دیکھ لیں۔ میں نے کہا کہ کیا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رویت اور ان کے روزہ رکھنے کو کافی نہیں سمجھتے (کہ آپ بھی رمضان کی ابتداء جمعہ کے دن سے مانیں) فرمایا کہ نہیں (بلکہ) اسی طرح (کرنے کا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا۔

فائدہ: ان حدیثوں میں سے کوئی بھی اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے نہ کرنے میں صریح نہیں ہے لہٰذا اختلاف مطالع کا اعتبار کرنے نہ کرنے میں اختلاف ہوا ہے۔ جو حضرات اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتے ان کی اصل دلیل پہلی حدیث ہے کہ اس میں تمام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ جب کچھ لوگوں نے چاند دیکھ لیا تو بس اس کی بنیاد پر پوری دنیا کے مسلمان روزہ رکھ سکتے ہیں۔ دوسری حدیث کا وہ لوگ یہ مطلب بتاتے ہیں کہ چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے شرعی شہادت کے مطابق رویت مدینہ منورہ نہیں پہنچائی گئی لہٰذا مدینہ منورہ والے اپنی رویت کا اعتبار کریں گے شام کی رویت کا نہیں۔

جو حضرات اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں ان کی اصل دلیل دوسری حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ

بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس کہنے کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح کرنے کا حکم دیا وہ یہ مطلب لیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے اپنے مطالع کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ہر ہر مطالع والے اپنے علاقے میں چاند دیکھ کر روزہ رکھیں۔

ایک مسلمان کی خبر پر رمضان کے چاند کو تسلیم کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَرَائَ النَّاسُ الْهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنِّیْ رَأَیْتُهٗ فَصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِیَامِهٖ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوں نے (رمضان کا) چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ (لیکن ابر وغیرہ کی وجہ سے صرف میں ہی دیکھ پایا) تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (جا کر) بتایا کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود بھی) روزہ رکھا اور لوگوں کو (بھی) روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنِّیْ رَأَیْتُ الْهِلَالَ یَعْنِیْ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَ تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَ تَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ یَا بِلَالُ أَذِّنْ فِی النَّاسِ فَلْیَصُوْمُوْا غَدًا (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (مدینہ منورہ میں لوگوں کو ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا۔ پھر رات ہی میں) ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہوئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ نے پھر پوچھا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ تسلی کر کے کہ یہ شخص مسلمان ہے) فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کر دو کہ (رمضان کا چاند ہو گیا ہے اور) لوگوں کو چاہیئے کہ وہ کل روزہ رکھیں۔

عید الفطر کے چاند کیلئے ابر وغیرہ میں کم از کم دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے

عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ فَقَدِمَ أَعْرَابِیَّانِ فَشَهِدَا عِنْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِاللّٰهِ لَأَهَلَّا الْهِلَالَ أَمْسِ عَشِیَّةً فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ یُّفْطِرُوْا (احمد و ابوداؤد)

ربعی بن حراش رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان کی تیسویں تاریخ کا روزہ (لوگ رکھ چکے تھے کیونکہ مدینہ منورہ میں ابر وغیرہ کی وجہ سے کسی کو انتیس روزوں پر عید کا چاند نظر نہیں آیا) تھا کہ دو دیہاتی (مدینہ منورہ) آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر گواہی دی کہ اللہ کی قسم انہوں نے گذشتہ شام عید کا چاند دیکھا تھا۔ (ان کی گواہی قبول کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ توڑنے کا حکم دیا۔

باب: 47

روزے کے احکام

شک کے دن کے روزہ سے ممانعت

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ (بخاری)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس شخص نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

عَنْ صِلَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَأُتِيَ بِشَاةٍ فَتَنَحّٰى بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ (ابوداؤد)

صلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ لوگ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس اس دن تھے جس میں شک کیا جاتا ہے (کہ وہ رمضان کا دن ہے یا شعبان کا دن ہے یعنی ابر وغیرہ کی وجہ سے شعبان کے انتیسویں دن چاند نظر نہیں آیا لہٰذا شک ہوا کہ کہیں چاند ہوگیا اور ہمیں ابر کی وجہ سے نظر نہ آیا ہو) ۔ اس دوران ان کے پاس ایک (بھنی ہوئی) بکری لائی گئی ۔ (حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے موجود لوگوں کو کھانے میں شریک ہونے کا کہا۔ کچھ لوگ کھانے سے علیحدہ ہی رہے۔ (جب معلوم ہوا کہ کھانے میں شریک نہ ہونے کی وجہ شک کے دن کا روزہ ہے) تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے اس (شک کے) دن کا روزہ رکھا اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی (کیونکہ آپ ﷺ کی طرف سے اس کی ممانعت ہے)

جس کی عادت نہ ہو وہ شعبان کے آخری دنوں میں روزہ نہ رکھے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْيَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهٗ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے (تا کہ رمضان کے روزوں کا استقبال پوری مستعدی اور توانائی سے کرے) سوائے اس

کے کہ کسی آدمی کو کوئی روزہ رکھنے کی عادت ہو تو وہ روزہ رکھ لے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْسَأَلَ رَجُلًا ...... فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ صُمْتَ سَرَرَ شَعْبَانَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ (بخاری)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے یا کسی اور شخص سے پوچھا کہ (تمہاری تو ہر مہینے کے آخری دو دن روزے رکھنے کی عادت ہے) تو اے ابوفلاں کیا تم نے شعبان کے آخری دنوں کا روزہ رکھا۔ انہوں نے جواب دیا نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم عید کر چکو تو (اپنے روزوں کا معمول پورا کرنے کے لئے اس کی جگہ) دو دن روزہ رکھ لینا۔

روزہ کا اول وقت

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ ...... بَيَاضُ الْأُفُقِ الْمُسْتَطِيْلُ هٰكَذَا حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ هٰكَذَا وَحَكَاهُ حَمَّادٌ بِيَدَيْهِ يَعْنِيْ مُعْتَرِضًا (مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا تمہیں اس طرح سے طول میں پھیلنے والی سفیدی سحری کھانے سے نہ روک دے (کیونکہ وہ فجر کاذب ہے) یہاں تک کہ وہ سفیدی (افق کی چوڑائی میں) اس طرح سے پھیل جائے۔ (ایک راوی) حماد رحمہ اللہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چوڑائی میں اشارہ کیا (کہ اس سے مراد فجر صادق ہے)۔

افطاری کا وقت سورج کے غروب ہوتے ہی ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ (بخاری)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات یہاں (یعنی مشرق کی جانب) سے آ جائے اور دن یہاں (یعنی مغرب کی جانب سے چلا جائے) اور سورج (کی ٹکیہ) غروب ہو جائے تو روزہ دار کی افطاری کا وقت ہو گیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ بِشَيْءٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ الشَّمْسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ وَقَالَ لَوْ تَرَاآهَا أَحَدٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ لَرَآهَا يَعْنِي الشَّمْسَ. (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے موجود لوگوں میں سے ایک شخص سے کہا کہ (اپنی سواری پر سے) اترو اور میرے لئے ستو گھول کیونکہ آپ روزے سے تھے۔ آپ ﷺ زمین پر کھڑے تھے اور اس حالت میں آپ کو سورج افق پر نظر نہیں آ رہا تھا لہٰذا

آپ کے حق میں سورج غروب ہو گیا تھا وہ شخص چونکہ اونٹ پر سوار تھا اور اس کو ابھی سورج کا کنارہ نظر آ رہا تھا اس لئے) اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول سورج تو ابھی نظر آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا (میرے لئے تمہارے دیکھنے کا اعتبار نہیں اس لئے) تم اتر آؤ اور میرے لئے کچھ ستو گھولو۔ وہ شخص نیچے اترا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ستو گھولے اور آپ نے ان کو پیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (اس وقت یہ صورتحال تھی کہ) اگر کوئی اپنے اونٹ پر چڑھ کر دیکھتا تو وہ سورج کو دیکھ لیتا۔

فرض روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ (بخاری)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (رمضان سے پہلے عاشورہ کے دن کے روزے کی فرضیت کا حکم تھا تو) نبی ﷺ نے (صبح کے وقت) قبیلہ بنو اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں یہ آواز لگاؤ کہ جس نے (آج صبح کچھ) کھا پی لیا ہے تو وہ باقی دن کھانے پینے سے بچے اور جس نے (کچھ) نہیں کھایا تو وہ روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے (اور اس دن کا روزہ فرض ہے)

فائدہ: فرض روزہ خواہ عاشورہ کا ہو یا رمضان کا فرض ہونے کی حیثیت سے اس کا حکم ایک ہی ہو گا۔

نفلی روزے کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا قُلْنَا لَا قَالَ إِنِّيْ صَائِمٌ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ جب میرے ہاں آتے تو (کبھی) پوچھتے تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ جب ہم کہتے نہیں تو آپ فرماتے (چلو) میں نے روزہ رکھ لیا۔

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ كَانَ أَبُوا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّيْ صَائِمٌ يَوْمِيْ هٰذَا (بخاری)

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (کبھی دن میں مجھ سے) پوچھتے کیا تمہارے ہاں کھانا ہے۔ اگر ہم کہتے نہیں تو فرماتے (چلو) میں نے آج کے دن کا روزہ رکھ لیا۔

فائدہ: جب دن شروع ہونے کے بعد فرض یا نفلی روزے کی نیت کرنا ثابت ہے تو اس کی آخری حد کیا ہو گی؟ اس بارے میں نبی ﷺ سے کچھ منقول نہیں۔ دین کے اصول کی روشنی میں فقہاء نے روزہ کا آدھا وقت ہونے سے پہلے پہلے نیت کرنے کو ضروری بتایا تاکہ اکثر حصہ میں روزہ کی نیت موجود ہو۔

رخصت سے فائدہ نہ اٹھانا اور اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا نیکی نہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَرَأٰی زِحَامًا وَرَجُلاً قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (اپنے ہمراہیوں کے ساتھ) سفر میں تھے کہ آپ نے (ایک موقع پر اپنے ہمراہیوں کی) بھیڑ دیکھی اور ایک شخص کو دیکھا کہ اس پر سایہ کیا گیا ہے۔آپ نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔لوگوں نے جواب دیا ایک روزہ دار ہے (جو سفر میں روزے کے ضعف کی وجہ سے غشی کھا کر گر گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا (جبکہ اس کی طاقت نہ ہو) کوئی نیکی نہیں ہے۔

دوسرے کی طرف سے نہ نماز پڑھنا جائز ہے نہ روزہ رکھنا جائز ہے

عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُوْمُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ يُصَلِّیْ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّیْ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ (مؤطا)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا ایک شخص دوسرے کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا ایک شخص دوسرے کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ وہ (جواب میں) فرماتے کہ کوئی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی دوسرے کی طرف سے نماز نہ پڑھے۔

دوسرے کے روزہ کا فدیہ دے سکتے ہیں

عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِعَائِشَةَ إِنَّ أُمِّیْ تُوُفِّيَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ رَمَضَانَ أَيَصْلُحُ أَنْ أَقْضِیَ عَنْهَا فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تَصَدَّقِیْ عَنْهَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰی مِسْكِيْنٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِكِ (بخاری)

عمرہ بنت عبدالرحمان رحمہا اللہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میری والدہ وفات پا گئی ہیں جبکہ ان کے ذمہ پورے رمضان کے روزے تھے۔کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں ان کی طرف سے روزہ کی قضا رکھ لوں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ نہیں (تم ان کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتیں) البتہ تم ان کی طرف سے صدقہ کر دو۔ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو (دو وقت) کھانا کھلاؤ۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کی طرف سے روزہ رکھو (کیونکہ اس کا تو کچھ فائدہ نہیں)

حائضہ کو روزہ رکھنا جائز نہیں قضا ہی کرنا ہے

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِی الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِی الصَّلَاةَ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ (بخاری و مسلم)

معاذہ رحمہا اللہ کہتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا بات حائضہ عورت روزے کی قضا کرتی ہے نماز کی قضا نہیں کرتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں اور ہمیں حیض آتا تھا تو (رسول اللہ ﷺ کی جانب سے) ہمیں روزہ قضا رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

کن کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور قضاء کریں

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَال إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلٰوةِ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ (ادا) رکھنے کو اور آدھی نماز کو معاف فرما دیا ہے اور (اسی طرح) حاملہ اور دودھ پلانے والی سے بھی روزے کی (ادا) ادائیگی کو معاف فرما دیا۔

عَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ يَرَوْنَ أَنْ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَإِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ وَيَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ ضُعْفًا فَأَفْطَرَ فَإِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں غزوے (کے لئے سفر) میں نکلتے تو ہم میں سے کوئی روزہ رکھتا اور کوئی نہ رکھتا۔ اور روزہ رکھنے والا نہ رکھنے والے پر غصہ نہ کرتا اور نہ ہی روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے پر غصہ کرتا۔ سب کی رائے یہ تھی کہ جس نے اپنے اندر قوت پائی اور روزہ رکھا تو یہ بھی اچھی بات ہے اور سب کی یہ بھی رائے تھی کہ جس نے اپنے اندر ضعف محسوس کیا اور روزہ نہ رکھا تو یہ بھی ٹھیک ہے۔

باب:48

روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا مدار

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ مِنْ كَسْرَةٍ فَأَتَيْتُهُ بِقُرْصٍ فَوَضَعَهُ عَلٰى فِيْهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ دَخَلَ بَطْنِيْ مِنْهُ شَيْءٌ؟ كَذٰلِكَ قُبْلَةُ الصَّائِمِ إِنَّمَا الْإِفْطَارُ مِمَّادَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (مسند ابی یعلی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور پوچھا اے عائشہ کیا روٹی کا کوئی ٹکڑا ہے۔ میں آپ کے پاس ایک ٹکیہ لے آئی۔ آپ نے اس کو اپنے منہ پر رکھا اور پوچھا اے عائشہ کیا (اتنی بات سے) اس کا کچھ حصہ میرے پیٹ میں گیا (ظاہر ہے کہ نہیں) تو روزہ دار کے بوسہ لینے کا بھی یہی حال ہے (کہ چونکہ اس کے پیٹ میں کچھ نہیں جاتا لہٰذا اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) روزہ تو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس سے نہیں جو جسم سے باہر نکلے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلْفِطْرُ فِي الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (بخاری) .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں روزہ تو ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہوں ان چیزوں سے نہیں جو جسم سے خارج ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّمَا الْوُضُوْءُ مِمَّا خَرَجَ وَلَيْسَ مِمَّا دَخَلَ وَالفِطْرُ فِي الصَّومِ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وضوتو محض ان چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو جسم سے خارج ہوں جبکہ روزہ ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہوں ان سے نہیں جو جسم سے خارج ہوں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم میں کوئی چیز بھی داخل ہو خواہ کسی قدرتی یا مصنوعی مخرق (Opening) سے داخل ہو یا مسام کے ذریعہ سے داخل ہو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن مندرجہ ذیل حدیث نے مسام سے داخل ہونے والی شے کو مستثنیٰ کر دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِكْتَحَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ صَائِمٌ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا۔

آنکھ اور کان کے درمیان ایک قدرتی نلکی Nasolacrimal duct ہوتی ہے جو عام حالت میں بند ہوتی ہے اور بالکل مسام کی طرح ہوتی ہے۔ سرمہ کے کچھ ذرات و اثرات اس نلکی کے ذریعہ حلق میں آتے ہیں۔ جب نبی ﷺ نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا تو معلوم ہوا کہ آپ نے مسام کے ذریعہ سرمہ کے ذرات کے نفوذ کا اعتبار نہیں کیا۔

مذکورہ بالا دو باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ کسی مخرق (Opening) سے خواہ وہ قدرتی ہو یا مصنوعی (Artificial) ہو اگر کوئی شے کسی جوف (Cavity) کے اندر داخل ہو کر قرار پکڑ لے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا الا یہ کہ ضرورت یا مجبوری کسی موقع پر روزہ نہ ٹوٹنے کا تقاضا کرے۔

کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھولے سے کھانا پینا

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ إِذَا نَسِیَ فَأَکَلَ أَوْشَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ فَإِنَّمَا أَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی (اپنا روزہ) بھول جائے اور کھالے یا پی لے تو وہ (یہ نہ سمجھے کہ روزہ ٹوٹ گیا بلکہ وہ) اپنا روزہ پورا کرے یہ تو اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

بھولے سے جماع کرنا

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ نَاسِیًا فَلَا قَضَاءَ عَلَیْہِ وَلَا کَفَّارَۃَ (حاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں بھول کر (کھا پی کر یا جماع کر کے) روزہ توڑ دیا تو حقیقت میں اس کا روزہ نہیں ٹوٹا اور) اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ ہے۔

قے اور احتلام

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثٌ لَا یُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الْحِجَامَۃُ وَالْقَیْءُ وَالْإِحْتِلَامُ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں روزہ دار کا روزہ نہیں

توڑتیں۔ خون نکلوانا، قے کرنا اور احتلام ہونا۔

خون نکلوانا

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِحْتَجَمَ وَھُوَ صَائِمٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پچھنے لگوائے (اور خون نکلوایا) جبکہ آپ روزہ سے تھے۔

عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِکٍ أَکُنْتُمْ تَکْرَھُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضُّعْفِ (بخاری)

ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں روزہ دار کیلئے پچھنے لگانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ کہا کہ نہیں مگر جبکہ اس کی کمزوری کا خوف ہو (کیونکہ اس صورت میں ڈر ہوتا ہے کہ روزہ دار اپنی کمزوری کی وجہ سے کہیں روزہ نہ توڑ دے)۔

فائدہ: جب ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پچھنے لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو ذیل کی حدیث میں مجازی معنی مراد ہونا متعین ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَتٰی رَجُلاً بِالْبَقِیْعِ وَھُوَ یَحْتَجِمُ وَھُوَ آخِذٌ بِیَدِیْ لِثَمَانِیَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ (ابوداؤد)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع میں ایک شخص کے پاس آئے جو کہ پچھنے لگوا رہا تھا۔ وہ رمضان کی اٹھارویں تاریخ تھی اور آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا پچھنے لگانے والے اور پچھنے لگوانے والے (دونوں) کا روزہ (تو گویا) ٹوٹ گیا۔

اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ محض پچھنے لگانے سے ان کا روزہ ٹوٹ گیا تھا بلکہ یہ مجازی معنی مراد ہے کہ ان کا روزہ خطرہ میں پڑ گیا اور اس کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہو گیا کیونکہ پچھنے لگوانے والا کمزور تھا اور لگانے والا اپنے منہ سے خون کھینچنے میں پوری احتیاط نہیں کر رہا تھا۔

سرمہ لگانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّهُ کَانَ یَکْتَحِلُ وَھُوَ صَائِمٌ (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔

بوسہ لینا اور بیوی سے چمٹنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُقَبِّلُ وَیُبَاشِرُ وَھُوَ صَائِمٌ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ روزہ کی حالت میں (بیوی کا) بوسہ لیتے تھے اور چمٹ

بھی جاتے تھے۔

مسواک کرنا

عَنْ رَبِیْعَةَ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ مَالَا أُحْصِی یَتَسَوَّکُ وَھُوَ صَائِمٌ (ترمذی)

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو روزہ کی حالت میں بے شمار مرتبہ مسواک کرتے دیکھا۔

باب: 49

کن صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں ہیں

جان بوجھ کر جماع کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ إِذْ جَاءَ هُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی امْرَأَتِیْ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا. قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا. قَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا قَالَ لَا. قَالَ فَمَكَثَ النَّبِیُّ ﷺ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَیْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا. قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلٰی أَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَابَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ أَهْلُ بَیْتٍ أَفْقَرَ مِنْ أَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ أَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ وَفِیْ رِوَایَةِ أَبِیْ دَاؤُدَ كُلْهُ أَنْتَ وَأَهْلُ بَیْتِكَ وَصُمْ یَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دوران کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے اللہ کے رسول میں تو ہلاک ہوگیا۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تم دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتے ہو اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کچھ دیر ٹھہرے اور ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک تھیلا لایا گیا جس میں چھوہارے تھے۔ آپ نے پوچھا سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں یہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لو اور اس کو (فقراء پر) صدقہ کر دو۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا اپنے سے زیادہ فقیر پر صدقہ کروں (اگر ایسا ہے) تو اللہ کی قسم مدینہ کی مشرقی و مغربی سیاہ چٹانوں کے درمیان کوئی بھی میرے گھر سے زیادہ فقیر نہیں ہے۔ اس پر نبی ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دانتوں کی کچلیاں نظر آنے لگیں پھر فرمایا چلو یہ اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے کہ تم اور تمہارے گھر والے یہ کھائیں اور تم ایک دن (قضا کا) روزہ رکھو

اور (اپنی کوتاہی پر) استغفار کرو۔

جان بوجھ کر کھانا پینا

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً أَكَلَ فِیْ رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ أَنْ يُّعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ يَصُوْمَ شَهْرَيْنِ أَوْ يُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (دارقطنی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے روزہ رکھنے کے بعد (جان بوجھ کر) کچھ کھا لیا تو نبی ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ یا تو ایک غلام آزاد کرے یا دو مہینے کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (یعنی ترتیب میں جس کی اس کو قدرت ہو اس کو کرے)۔

باب: 50

کن صورتوں میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ ذرعَهُ الْقَیْءُ فَلَیْسَ عَلَیْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْیَقْضِ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس پر قے غالب ہو جائے (جو منہ بھر کر ہوتی ہے) تو (چونکہ اس کا روزہ نہیں ٹوٹا لہٰذا) اس پر قضا نہیں ہے اور جو خود عمداً قے لائے تو (اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور) وہ روزے کی قضا کرے۔

فائدہ: پیچھے یہ حدیث ذکر ہوئی إِنَّمَا الْإِفْطَارُ مِمَّا دَخَلَ (مسند ابویعلی)

روزہ تو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں (کسی قدرتی یا مصنوعی مخرق سے کسی جوف میں) داخل ہو (کر قرار پکڑ لے)۔

یہ بات کان میں، سینہ کے جوف میں، مثانہ میں، رحم میں، فرج داخل میں اور پیشاب کی نالی میں کسی چیز کے داخل ہونے اور ٹھہرنے سے ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ لیکن چونکہ یہ کھانے پینے اور جماع کرنے کی طرح کامل جنایت نہیں ہے لہٰذا اس میں کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

سورج کے غروب ہوجانے کے خیال سے غلطی سے پہلے روزہ کھول لیا

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ یَوْمِ غَیْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِیْلَ لِهِشَامٍ فَأُمِرُوْا بِالْقَضَاءِ قَالَ بُدٌّ مِنْ قَضَاءٍ (بخاری)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک ابر آلود دن میں (یہ خیال کر کے کہ سورج غروب ہو گیا ہوگا) ہم نے روزہ کھول لیا۔ پھر (بادل ہٹا تو) سورج نظر آنے لگا۔ ایک راوی جو ہشام ہیں ان سے پوچھا گیا کہ کیا پھر ان لوگوں کو قضا رکھنے کا حکم ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا قضا سے

چھٹکارا بھی ہے (یعنی قضا تو ناگزیر تھی)۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَصْحَابُهُ فِي يَوْمٍ غَيْمٍ ظَنُّوا أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ غَابَتْ قَالَ فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ عُمَرُ مَا تَعَرَّضْنَا لِجَنَفٍ نُتِمُّ هٰذَا الْيَوْمَ ثُمَّ نَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ (كتاب الآثار لمحمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک ابر آلود دن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو خیال ہوا کہ سورج غروب ہو چکا ہے (اور انہوں نے روزہ کھول لیا) لیکن (پھر ابر کچھ صاف ہوا تو) سورج نظر آنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے (اندازہ میں خطا کرنے سے روزہ کھولا ہم نے) گناہ اور زیادتی کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ تو ہم آج کا روزہ بھی پورا کریں گے پھر اس کی جگہ ایک دن کے روزہ کی قضا بھی کریں گے۔

نفلی روزہ توڑنے پر

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ لَنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صُومَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ (صحيح ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا نفلی روزے سے تھیں۔ ہدیہ میں ہمارے پاس کچھ کھانا آیا تو (بھوک کے قوی تقاضے کی وجہ سے) ہم نے روزہ توڑ دیا (اور کھانا کھالیا) رسول اللہ ﷺ (کو جب یہ بات بتائی تو آپ) نے فرمایا اس روزے کی جگہ ایک اور دن کا روزہ رکھو۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَعَطِشَ عَطَشًا شَدِيدًا فَأَفْطَر فَسَأَلَ عِدَّةً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرُوهُ أَنْ يَقْضِيَ يَوْمًا مَكَانَهُ (ابن ابی شیبه)

انس بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نویں ذوالحجہ کو روزہ رکھ لیا۔ پھر پیاس کا اتنا غلبہ ہوا کہ روزہ توڑنا پڑا۔ پھر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا حکم پوچھا تو سب نے یہی کہا اس کی جگہ کسی اور دن قضا رکھو۔

باب: 51

نفلی روزے کے احکام

اگر کوئی عذر نہ ہو تو نفلی روزہ نہ توڑے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دُعِیَ أَحَدُكُمْ فَلْیُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْیُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْیَطْعَمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت پر بلایا جائے تو وہ اس کو قبول کرے پھر اگر وہ روزہ سے ہو تو (میزبان کے ہاں) نماز پڑھے (اور اس کے لئے دعا کرے) اور اگر وہ روزہ سے نہ ہو تو کھانا کھائے۔

مہمان اگر میزبان کے بغیر کھانا نہ کھائے تو یہ روزہ توڑنے کا عذر ہے

عَنْ أَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ آخَی النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ سَلْمَانَ وَأَبِی الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأٰی أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَانُكِ قَالَتْ أَخُوْكَ أَبُوالدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجَاءَ أَبُوالدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّیْ صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰی تَاكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ أَبُوالدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ فَصَلَّیَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ صَدَقَ سَلْمَانُ (بخاری)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کی۔ (ایک مرتبہ) حضرت سلمان فارسی حضرت ابودرداء کی ملاقات کے لئے (ان کے گھر) گئے اور (ان کی اہلیہ) ام درداء کو بوسیدہ حالت میں دیکھا تو ان سے پوچھا آپ کو کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے بھائی ابودرداء کو دنیا کی کوئی حاجت (و رغبت نہیں ہے اور ان کا میلان صرف اپنی

عبادت کی طرف ہے ہم سے بھی کوئی غرض نہیں رکھتے تو ہم کس کے لئے اپنے آپ کو صاف ستھرا اور بنا سنوار کر رکھیں۔ کچھ دیر میں) حضرت ابودرداء آئے اور حضرت سلمان کے اکرام میں کھانا تیار کرایا اور (حضرت سلمان سے) کہا آپ کھانا کھایئے میں تو روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا (اس پر حضرت ابودرداء نے مہمان کی خاطر داری سے کھانا کھایا) جب رات ہوئی تو حضرت ابودرداء نماز کے لئے کھڑے ہونے لگے۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا سو جایئے۔ حضرت ابودرداء سو گئے۔ کچھ دیر بعد (دوبارہ) اٹھنے لگے تو حضرت سلمان نے کہا سو جایئے۔ حضرت ابودرداء (پھر) سو گئے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو حضرت سلمان نے کہا اب اٹھ جایئے۔ پھر دونوں نے (تہجد کی) نماز پڑھی۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ کے رب کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی جان کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی اہلیہ کا بھی آپ پر حق ہے تو آپ ہر حقدار کو اس کا حق دیا کیجئے۔ پھر حضرت سلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوری بات ذکر کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے بالکل درست کہا۔

شوہر جب اپنے وطن میں ہو تو عورت اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت کا شوہر (اپنے وطن میں) موجود ہو تو عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

بیچ میں کچھ کھائے پیئے بغیر متواتر روزے رکھنا

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَیُّكُمْ أَرَادَ أَنْ یُّوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتّٰی السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَسْتُ كَهَیْئَتِكُمْ إِنِّیْ أَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِیْ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ میں وصال نہ کرو (جس کی صورت یہ ہے کہ روزہ کھول کر کچھ نہ کھاؤ اور اسی طرح کچھ کھائے پیئے بغیر دوسرے دن کا روزہ رکھ لو) تم میں سے جو وصال کرنا چاہے تو بس سحری تک وصال کرے (پھر سحری کھا کر دوسرا روزہ رکھے) لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ بھی تو وصال کرتے ہیں (ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی پیروی کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گذارتا ہوں اس حال میں کہ کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا مجھے پلاتا ہے۔

عیدین اور ایام تشریق کے روزوں سے ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صَوْمَیْنِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَیَوْمِ الْأَضْحٰی (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے دو روزوں سے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے روزوں سے منع کیا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ أَمَرَنِی النَّبِیُّ ﷺ أَنْ أُنَادِیَ أَیَّامَ مِنٰی أَنَّهَا أَیَّامُ أَکْلٍ وَشُرْبٍ وَلَاصَوْمَ فِیْهَا یَعْنِیْ أَیَّامَ التَّشْرِیْقِ (احمد)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں منیٰ (میں قیام) کے دنوں میں یہ آواز لگاؤں کہ منی کے ایام (یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذوالحجہ) کھانے اور پینے کے دن ہیں اور ان ایام تشریق میں روزہ (رکھنا جائز) نہیں ہے۔

حاجی کے لئے عرفہ کے دن کا روزہ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن عرفات میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا (تاکہ روزہ کے ضعف کی وجہ سے عرفہ کے دن کے اعمال میں خلل اور سستی نہ آئے)۔

روزہ کو جمعہ کے ساتھ خاص کرنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَخْتَصُّوْا لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِیَامٍ مِنْ بَیْنِ اللَّیَالِیْ وَلَا تَخْتَصُّوْا یَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِیَامٍ مِنْ بَیْنِ الْأَیَّامِ إِلَّا أَنْ یَّکُوْنَ فِیْ صَوْمٍ یَصُوْمُهٗ أَحَدُکُمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا راتوں میں سے شب جمعہ کو قیام کے لئے خاص نہ کرو اور دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزے کے ساتھ خاص نہ کرو الا یہ کہ وہ ایسے روزے میں ہو جو تم میں سے کوئی رکھتا ہے (مثلاً پندرہویں شعبان کا روزہ جمعہ کے دن پڑ رہا ہو۔اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ نفلی روزہ کسی دن کی تخصیص کے ساتھ صرف اس جگہ جائز ہے جہاں شریعت نے ایسا بتایا ہو۔ جہاں شریعت نے ایسا نہیں بتایا وہاں اپنی طرف سے تخصیص کرنا بدعت ہے)۔

فائدہ: اپنی ایجاد کردہ تخصیص کی خرابی سے بچ سکیں اس کے لئے نبی ﷺ کی ہدایت۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَصُوْمُ أَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ یَّصُوْمَ قَبْلَهٗ أَوْیَصُوْمَ بَعْدَهٗ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

فائدہ : تخصیص کے عقیدے کے بغیر اگر کبھی کسی نے صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھ لیا تو یہ بھی جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ جمعہ کے ساتھ ایک اور دن کا روزہ ملا لے۔

عاشورہ کا روزہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَارَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَحَرّٰی صِیَامَ یَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰی غَیْرِهٖ إِلَّا هٰذَا الْیَوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی ایسے روزے کی طلب میں مبالغہ کیا ہو جس کو آپ نے دوسرے دنوں پر فضیلت دی ہو سوائے اس دن کے یعنی یوم عاشورہ کے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حِیْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَمَرَ بِصِیَامِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهٗ یَوْمٌ یُعَظِّمُهُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَئِنْ بَقِیْتُ إِلٰی قَابِلٍ لَأَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب (عاشورہ کے دن کی فرضیت منسوخ ہو چکی اور) رسول اللہ ﷺ نے (محض مستحب ہونے کی وجہ سے) عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا (صحابہ کو بھی استحبابی) حکم دیا۔ (ایک مرتبہ) کچھ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول عاشورہ کا دن تو وہ ہے جس کی تعظیم یہود و نصاری (بھی) کرتے ہیں (اور ہمیں ان کے ساتھ مشابہت نہ کرنے اور مخالفت کرنے کا حکم بھی ہے تو اس دن کی تعظیم میں ہم ان کے ساتھ کیسے موافقت کریں) آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں نویں کا (یا گیارہویں کا) روزہ بھی ضرور رکھوں گا (تا کہ یہود و نصاری کے ساتھ مشابہت نہ رہے)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُوْمُوْا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَخَالِفُوا الْیَهُوْدَ صُوْمُوْا قَبْلَهٗ وَبَعْدَهٗ یَوْمًا (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاشورہ کے دن کا روزہ رکھو اور یہود (کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ لہٰذا ان) کی (اس طرح سے) مخالفت کرو کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھو۔

مہینے کے تین روزے

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ أَیِّ أَیَّامِ الشَّهْرِ كَانَ یَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ یَكُنْ یُبَالِیْ مِنْ أَیِّ أَیَّامِ الشَّهْرِ یَصُوْمُ (مسلم)

معاذہ رحمہا اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہاں۔ کہتی ہیں میں نے پھر پوچھا کہ مہینے

کے کون سے دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کی فکر نہیں کرتے تھے کہ مہینے کے (خاص) کون سے دنوں میں روزہ رکھیں (بلکہ مختلف دنوں میں رکھ لیتے تھے)۔

یہ تین کبھی مہینے کے ابتدائی دن ہوتے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَا ثَةَ أَيَّامٍ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے شروع میں تین دن کے روزے رکھتے تھے۔

کبھی مہینے کی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں تاریخیں ہوتی تھیں

عَنْ أَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَبَاذَرٍّ إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَا ثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ وَأَرْبَعَ عَشَرَةَ وَخَمْسَ عَشَرَةَ (ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا کہ اے ابوذر جب تم مہینے میں تین دن روزے رکھو تو تیرہویں، چودہویں، اور پندرہویں تاریخوں میں روزہ رکھو۔

کبھی اور دن ہوتے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَالْإِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الْآخَرِ الثَّلَاثَاءَ وَالْأَرْبَعَاءَ وَالْخَمِيْسَ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مہینے ہفتہ، اتوار اور پیر کے دنوں کا روزہ رکھتے اور دوسرے مہینے منگل، بدھ اور جمعرات کے دنوں کا روزہ رکھتے۔

ان تین روزوں میں پہلا پیر کا یا جمعرات کا ہو تو یہ بھی اچھا ہے

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَامُرُنِىْ أَنْ أَصُوْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلُهَا الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسُ (ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیتے تھے کہ میں ہر مہینے کے تین دن روزہ رکھوں جن میں سے پہلا دن پیر کا ہو یا جمعرات کا ہو۔

فائدہ: 1-......پیر اور جمعرات کے دن کی یہ وجوہات مذکور ہیں

i......پیر کے دن نبی ﷺ کی ولادت ہوئی

ii......پیر کے دن نبی ﷺ پر وحی کے نزول کی ابتداء ہوئی

iii......پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں

عَنْ أَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْإِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُّ وَفِیْہِ أُنْزِلَ عَلَیَّ (مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میں میری پیدائش ہوئی اور اسی میں مجھ پر (پہلی) وحی نازل ہوئی۔

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ یَوْمَ الْإِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَأُحِبُّ أَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَأَنَا صَائِمٌ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) پیر اور جمعرات کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل اس حالت میں پیش کئے جائیں کہ میں (خود) روزہ سے ہوں۔

2- پیر کے دن نبی ﷺ کی ولادت ہوئی اور اس کو بھی پیر کے دن کے روزے کی وجوہات میں سے شمار کیا ہے۔ بارہ ربیع الاول کی تاریخ آپ ﷺ کی حیات میں متعدد بار آنے کے باوجود آپ نے اس تاریخ کا روزہ نہیں رکھا۔ تو 12 ربیع الاول کے روزے کے ترک کے یقینی ہوتے ہوئے پیر کے دن پر قیاس کر کے 12 ربیع الاول کا روزہ ثابت کرنا بے اصولی ہوگی۔

نو ذوالحجہ کا روزہ

عَنْ أَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ...... صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَۃَ أَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ أَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ وَالسَّنَۃَ الَّتِیْ بَعْدَہٗ (مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نویں ذوالحجہ کے روزے کے بارے میں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس سے ایک سال پہلے کے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرما دیں گے۔

باب: 52

شب قدر

شب قدر کا ہونا تو قطعی ہے کیونکہ اس کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔

اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ (سورہ قدر)

ہم نے قرآن کو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک) شب قدر میں اتارا ہے

لیکن یہ کونسی رات ہے؟ اس کے بارے میں کوئی قطعی جواب نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی تعین کرائی گئی لیکن پھر بھلوا دی گئی۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ...... فَقَدْ أُرِیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ أُنْسِیْتُهَا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے (ایک موقع پر) فرمایا مجھے یہ رات (یعنی شب قدر) دکھائی گئی پھر (کسی حکمت سے) مجھے بھلوا دی گئی (مثلاً یہ کہ لوگ کہیں اسی رات پر اکتفا کر کے نہ بیٹھ جائیں)۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ لِیُخْبِرَنَا بِلَیْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَکُمْ بِلَیْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰی أَنْ یَّکُوْنَ خَیْرًا لَّکُمْ (بخاری)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تاکہ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتائیں (کہ کب ہوتی ہے) تو دو مسلمان (عبداللہ بن ابی حدرد اور کعب بن مالک) آپس میں (ایک دوسرے پر قرض کی وجہ سے) جھگڑ رہے تھے تو (رسول اللہ ﷺ ان کا جھگڑا نمٹانے لگ گئے اس سے فارغ ہو کر لوگوں سے) فرمایا میں نکلا تھا تاکہ تمہیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتاؤں (لیکن) فلاں اور فلاں آپس میں جھگڑ رہے تھے اور (ان کا جھگڑا نمٹانے کے دوران) وہ بات (میرے دل سے) اٹھا لی گئی (اور مجھے بھلوا دی گئی) اور شاید کہ یہی تمہارے لئے بہتر ہو۔

البتہ عام طور سے حدیثوں میں رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرنے کا حکم ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِى الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

بعض حضرات نے بعض منقول علامتوں کی وجہ سے خاص متعین رات کا قول کیا ہے لیکن یہ تعین قطعی نہیں۔

ستائیسویں رات

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ حَلَفَ (أُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ) لَا يَسْتَثْنِىْ أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِأَىِّ شَىْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ فَقَالَ بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ أَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا (مسلم)

زر بن جیش رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انشاء اللہ کہے بغیر (یعنی پختہ) قسم کھاتے ہوئے کہا کہ لیلۃ القدر تو ستائیسویں رات ہے۔ (زر کہتے ہیں) میں نے پوچھا اے ابو منذر (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی) آپ یہ بات کس دلیل سے کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اس علامت یا نشانی کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتلائی کہ لیلۃ القدر کے دن میں سورج اس حالت میں نکلتا ہے کہ اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (اور ہمیں ستائیسویں کی صبح کو اس کا مشاہدہ ہوا ہے)۔

اکیسویں رات

عَنْ أَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَقَدْ رَأَيْتُنِىْ أَسْجُدُ فِىْ مَاءٍ وَّطِيْنٍ مِنْ صَبِيْحَتِهَا...... قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَاىَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى جَبْهَتِهٖ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صَبِيْحَةِ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے کو دیکھا کہ لیلۃ القدر کی صبح کو گارے اور پانی پر سجدہ کر رہا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسی رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت چھپر کی تھی لہٰذا چھت ٹپکی اور میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ صبح کو آپ کی پیشانی پر گارے اور پانی کا نشان تھا۔

باب: 53

اعتکاف

مسنون اعتکاف

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ آپ (کی وفات) کے بعد آپ ﷺ کی ازواج (ان دنوں کا) اعتکاف کرتی رہیں۔

اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّها قَالَتْ اَلسُّنَّةُ أَنْ...... لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سنت ہے کہ اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوتا۔

اعتکاف کہاں ہوسکتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اَلسُّنَّةُ ...... أَنْ ...... لَّا إِعْتِكَافَ إِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سنت ہے کہ اعتکاف صرف اس مسجد میں ہوتا ہے جس میں جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہو۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ أَنَّ حُذَيْفَةَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَ دَارِكَ وَدَارِ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّهُمْ مُعْتَكِفُوْنَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ أَصَابُوْا وَأَخْطَأْتُ أَوْحَفِظُوْا وَنَسِيْتُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ لَا إِعْتِكَافَ إِلَّا فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ (طبرانی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو ایسے لوگوں پر تعجب نہیں جو آپ کے گھر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے گھر کے درمیان (اپنے گھروں میں) اعتکاف کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید وہ درست کرتے ہوں اور

میں ہی خطا پر ہوں یا ان کو بات یاد رہی اور میں ہی بھول گیا ہوں لیکن مجھے تو یہی معلوم ہے کہ اعتکاف صرف اسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں جماعت (کے ساتھ نماز) ہوتی ہو۔

اعتکاف کے احکام

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمُسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اعتکاف کرنے والے کیلئے سنت سے حکم یہ ہے کہ وہ کسی مریض کی عیادت کے لئے نہ نکلے اور نہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے نکلے اور نہ کسی عورت کو (شہوت سے) چھوئے اور نہ اس سے چمٹے اور سوائے ناگزیر حاجت کے کسی حاجت کے لئے نہ نکلے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اِعْتَكَفَ أَدْنٰى إِلَيَّ رَاسَهٗ وَهُوَفِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو مسجد میں ہوتے ہوئے آپ اپنا سر میرے قریب کر دیتے اور میں (اپنے کمرے میں ہوتے ہوئے) آپ کے کنگھی کر دیتی اور آپ سوائے انسانی طبعی ضرورت کے گھر میں داخل نہ ہوتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ فَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْهُ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں ہوتے ہوئے جب اپنی کسی طبعی ضرورت سے مسجد سے نکلتے تو) گذرتے گذرتے مریض کی عیادت کر لیتے ٹھہر کر اس کی حالت نہ پوچھتے۔

اعتکاف کب شروع کیا جائے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهٗ وَأَنَّهٗ أَمَرَ بِخِبَائِهٖ فَضُرِبَ لَمَّا أَرَادَ الْإِعْتِكَافَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ من رمضان (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو (بیسویں تاریخ کو) فجر پڑھتے پھر (ضروری کام کاج سے فارغ ہو کر مغرب سے پہلے) اپنے معتکف میں داخل ہو جاتے اور آپ جب رمضان کے آخری دس دن کا اعتکاف کرتے تو اپنا خیمہ لگانے کا حکم دیتے جو لگا دیا جاتا۔

معتکف کے لئے چارپائی یا بستر بچھانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اِعْتَكَفَ طُرِحَ لَهٗ فِرَاشُهٗ أَوْ يُوْضَعُ لَهٗ سَرِيْرُهٗ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو آپ کے لئے (مسجد میں) ستون توبہ کے پیچھے بستر بچھا دیا جاتا یا چارپائی لگا دی جاتی۔

مسنون اعتکاف شب قدر حاصل کرنے کیلئے ہے

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأُوَلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِیْ قُبَّةٍ تُرْكِیَّةٍ ثُمَّ أَطْلَعَ رَاسَهٗ فَقَالَ إِنِّیْ أَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأُوَلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ أَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِیْتُ فَقِیْلَ لِیْ إِنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ اِعْتَكَفَ مَعِیْ فَلْیَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ شروع میں) رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر ایک ترکی خیمہ میں درمیانے عشرہ کا اعتکاف کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر باہر نکالا اور فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ شب قدر تو آخری عشرہ میں ہے تو جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کرے (تاکہ اصل مقصود حاصل ہو)

نبی ﷺ ہر سال صرف آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ...... یَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (جب سے آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہوتی ہے اس وقت سے) رسول اللہ ﷺ ہر سال (رمضان کے آخری) دس دن کا اعتکاف کرتے تھے)۔

رسول اللہ ﷺ دو سال اعتکاف نہ کر پائے تو آپ نے بعد میں قضا کی

پہلا واقعہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ مَرَّةً أَنْ یَّعْتَكِفَ فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ قَالَتْ فَأَمَرَ بِبِنَائِهٖ فَضُرِبَ فَلَمَّا رَأَیْتُ ذٰلِكَ أَمَرْتُ بِبِنَائِیْ فَضُرِبَ قَالَتْ وَأَمَرَ غَیْرِیْ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ بِبِنَائِهٖ فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى الْفَجْرَ نَظَرَ إِلَى الْأَبْنِیَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهٖ آلْبِرَّ تُرِدْنَ قَالَتْ فَأَمَرَ بِبِنَائِهٖ فَقُوِّضَ وَأَمَرَ أَزْوَاجَهٗ بِأَبْنِیَتِهِنَّ فَقُوِّضَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الْإِعْتِكَافَ إِلَى الْعَشْرِ الْأُوَلِ یَعْنِیْ مِنْ شَوَّالٍ. (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کا ارادہ کیا تو اپنے لئے خیمہ لگانے کا حکم دیا۔ خیمہ لگا دیا گیا۔ کہتی ہیں جب میں نے آپ ﷺ کے لئے خیمہ لگتے دیکھا تو میں نے بھی (آپ سے اجازت لے کر) اپنے لئے خیمہ لگانے کو کہا جو لگا دیا گیا اور

(مجھے دیکھ کر) میرے علاوہ آپ کی دیگر ازدواج (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے بھی اپنے لئے خیمے لگانے کو کہا جو لگا دیئے گئے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی اور (اپنے خیمے کے ساتھ اپنی ازواج کے) خیموں کو لگے دیکھا تو فرمایا کہ کیا تمہارا ارادہ نیکی حاصل کرنے کا ہے؟ (اگر ایسا ہی ہے تو نیکی کمانے کے لئے حالات کو بھی تو دیکھنا چاہیئے۔ اگر اور ازواج بھی اپنے خیمے لگانے کو سوچ لیں تو مسجد میں نمازیوں کے لئے جگہ کہاں رہے گی اور بغیر خیمے کے عورتوں کا مسجد میں مستقل ٹھہرنا غیر مناسب اور حیا کے خلاف ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (چونکہ ابھی اکیسویں شب شروع نہ ہوئی تھی اور بیسویں تاریخ کا دن تھا اس لئے تاکید کی) خاطر اور اس لئے بھی کہ ازواج پر اس سال اعتکاف کا ترک آسان ہو) اپنے خیمے کے بارے میں حکم دیا اور وہ اکھیڑ دیا گیا اور (پھر) آپ نے اپنی ازواج کو اپنے خیمے اکھیڑنے کا حکم دیا تو وہ اکھیڑ دیئے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف نہیں کیا بلکہ) شوال کے پہلے عشرہ کا (یعنی 2 شوال سے 11 شوال تک) اعتکاف کیا۔

دوسرا واقعہ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ عَامًا فَلَمْ يَعْتَكِفْ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ. (ابن ماجه).

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے۔ ایک سال (یعنی 8 ھ میں فتح مکہ کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اس لئے اعتکاف نہ کر سکے جب (آئندہ یعنی 9 ھ کا سال چھوڑ کر) اگلا (10 ھ کا) سال ہوا تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا (دس دن اس سال کے اور دس دن سابقہ سال کے کیونکہ اگرچہ مسنون اعتکاف کی قضا نہیں ہوتی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جس عمل کو اختیار کرتے ظاہری صورت میں بھی اس پر مداومت فرماتے)۔

فائدہ: اگرچہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن کا اعتکاف سن 9 ھ کے رمضان میں کیا ہوگا لیکن چونکہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول میں صرف ایک مرتبہ بیس دن کا اعتکاف کرنے کا ذکر کیا ہے اور مندرجہ ذیل حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی عمر کے آخری سال 10 ھ کے رمضان میں بیس دن کا اعتکاف کرنے کی تصریح ملتی ہے اس لئے ترجیح اسی کو حاصل ہے کہ اگلے سال سے مراد 10 ھ کا سال ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ...... فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ. (بخاری).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات والے سال بیس دن کا اعتکاف کیا۔

اعتکاف کی نذر ماننا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ کُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ أَنْ أَعْتَکِفَ لَیْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِکَ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں نے جاہلیت کے دور میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک (دن) رات کا اعتکاف کروں گا۔ (اور وہ نذر میں پوری نہ کر سکا تھا تو کیا اب میں وہ نذر پوری کر سکتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم اپنی نذر پوری کرو۔

باب: 54

حج کا بیان

حج ایک فریضہ ہے جو عمر میں ایک دفعہ فرض ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا أَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْكُمُ الْحَجُّ فَحَجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ أَ كُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلَا ثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو تم حج کرو۔ ایک شخص (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول کیا (آپ ہمیں) ہر سال (حج کرنے کا حکم دیتے ہیں) آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ان صاحب نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا (اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی بھی حاصل ہو جاتی) تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا حالانکہ تم میں اس کی طاقت ہی نہ ہوتی (غرض حج تم پر عمر میں صرف ایک ہی دفعہ فرض ہے)۔

حج کے فضائل

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسے عمل کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا۔ پوچھا گیا کہ پھر کونسا ہے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۔ پوچھا پھر کونسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مقبول حج۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ . (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے محض اللہ کی رضا کے لئے حج کیا اور نہ کوئی بے حیائی کی بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ (اپنے گھر کو واپس) پلٹتا ہے اس دن کی سی حالت میں جس میں اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (یعنی گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوکر)

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ...... اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقبول حج کی جزا تو صرف جنت ہے۔

حج کے لئے شرط وجوب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا یُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زاد راہ اور سواری۔

عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت تین دن رات کے سفر پر نہ نکلے مگر جبکہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَحُجُّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ (بزار)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت حج کے لئے (سفر پر) نہ نکلے مگر جبکہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

فرض ہونے پر حج جلدی ادا کرنا چاہئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ تَعَجَّلُوْا إِلَی الْحَجِّ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا یَدْرِیْ مَا یَعْرِضُ لَهٗ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (فرض ہونے کے بعد) حج کے لئے جلدی کرو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ (آئندہ) اس کو کیا (رکاوٹ) پیش آجائے۔

مختلف اطراف کے لوگوں کے لئے میقات

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِأَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ذَا الْحُلَیْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ

الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات قرار دیا اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو اور اہل شام کیلئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن منازل کو اور اہل یمن کے لئے یلملم کو۔ تو یہ مقام میقات ہیں یہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی اور دوسرے علاقے والوں کے لئے بھی جو یہاں سے گذریں حج اور عمرہ کے لئے اور جو لوگ میقاتوں کے اندر (یعنی حل میں) رہتے ہیں ان کے احرام باندھنے کی جگہ ان کا گھر ہے اور ایسے ہی جو اور اندر کے ہیں اور جو اور اندر کے ہیں یہاں تک کہ مکہ (یعنی حرم) والے مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تُجَاوِزُوا الْمَوَاقِيْتَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احرام کے بغیر میقات سے آگے مت بڑھو۔

احرام کے بغیر کوئی میقات پار کر جائے تو وہ واپس آ کر احرام باندھے

عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَرُدُّ مَنْ جَاوَزَ الْمِيْقَاتَ غَيْرَ مُحْرِمٍ (مسند شافعی)

ابوشعثاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے بغیر احرام کے میقات پار کرنے والے کو واپس میقات کی طرف لوٹایا (تاکہ احرام باندھ کر میقات پار کرے)۔

کوئی اپنے علاقہ اور گھر سے احرام باندھے تو یہ افضل ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ أَنْ تُحْرِمَ مِنْ دُوَيْرَةِ أَهْلِكَ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کا کمال تو تب ہے جب تم اپنے گھر سے احرام باندھو۔

کسی کے رستے میں آگے پیچھے دو میقاتیں ہوں تو پہلی سے احرام باندھنا افضل ہے جبکہ دوسری سے باندھنا جائز اور خلاف اولیٰ ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَمْتِعَ بِثِيَابِهِ إِلَى الْجُحْفَةِ فَلْيَفْعَلْ (مؤطا محمد)

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے مدینہ والو تمہاری میقات

ذوالحلیفہ ہے اورتم کو یہاں سے احرام باندھنا افضل ہے لیکن) اگرتم میں سے کوئی چاہے کہ وہ جحفہ تک اپنے کپڑے پہنا رہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔

احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا مستحب ہے اگر چہ حیض یا نفاس والی عورت ہو

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ (ترمذی)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے احرام کی خاطر (سلے ہوئے) کپڑے اتارے اور غسل کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَابَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دوسری اہلیہ) اسماء بنت عمیس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد کی شجرہ مقام پر ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اسماء بنت عمیس غسل کریں اور احرام باندھ لیں۔

احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کی خاطر آپ کے احرام باندھنے سے پہلے عطر لگاتی تھی اور آپ کے احرام سے نکلنے کے بعد آپ کے بیت اللہ کے طواف (زیارت) کرنے سے پہلے (آپ کے عطر لگاتی تھی) ایسا عطر جس میں مشک ملی ہوتی تھی (اور وہ منظر ابھی تک میری نظروں میں ہے) گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں جبکہ آپ احرام میں تھے عطر کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَا بِالسُّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلٰى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا يَنْهَانَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ (کی ازواج آپ) کے ساتھ مکہ کی طرف (حج کیلئے) نکلیں۔ ہم نے احرام باندھنے سے پہلے اپنی پیشانیوں پر خوشبودار چیز لگائی۔ جب ہم سے کسی کو پسینہ آتا تو وہ خوشبودار چیز (پسینہ کے ساتھ) بہہ کر اس کے چہرے پر آجاتی۔ نبی ﷺ نے اس کو دیکھا لیکن آپ نے ہمیں منع نہیں کیا۔

احرام کے وقت چادروں کا اور جوتی کا استعمال

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ وَلْیُحْرِمْ أَحَدُکُمْ فِیْ إِزَارٍ وَّرِدَاءٍ وَّ نَعْلَیْنِ فَإِنْ لَمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْھُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے (ہر) ایک (عمرہ یا حج کرنے والے کو) چاہیئے کہ وہ ایک چادر اور ایک تہہ بند اور دو جوتیوں میں احرام باندھے اور اس کو جوتیاں میسر نہ ہوں تو وہ چمڑے کے موزے پہن لے اور پشت پا کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے ان کو کاٹ لے۔

احرام باندھنے کے وقت دو رکعت نفل پڑھے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَرْکَعُ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْنِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (احرام باندھنے کے وقت) ذوالحلیفہ میں دو رکعت (نفل) پڑھتے تھے۔

تلبیہ کے الفاظ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ...... أَھَلَّ بِالتَّوْحِیْدِ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تلبیہ میں) توحید کے کلمات بلند آواز سے کہے (وہ کلمات یہ تھے) لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ.

عَنْ نَافِعٍ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَزِیْدُ فِیْھَا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَ الرَّغْبَاءُ إِلَیْکَ وَالْعَمَلُ (بخاری و مسلم).

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (نبی ﷺ سے منقول) تلبیہ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَیْکَ وَ الْعَمَلُ.

احرام کے لئے تلبیہ کس وقت کہے

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ یَا أَبَا الْعَبَّاسِ عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ إِھْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ أَوْجَبَ فَقَالَ إِنِّیْ لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِکَ إِنَّھَا کَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ فَمِنْ ھُنَاکَ اخْتَلَفُوْا. خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِہٖ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْہِ أَوْجَبَ فِیْ مَجْلِسِہٖ فَأَھَلَّ بِالْحَجِّ حِیْنَ

فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهُ عَنْهُ ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ أَهَلَّ وَأَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ وَذٰلِكَ أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا كَانُوْا يَاتُوْنَ أَرْسَالاً فَسَمِعُوْهُ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ يُهِلُّ فَقَالُوْا إِنَّمَا أَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ وَأَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوْا إِنَّمَا أَهَلَّ حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أَوْجَبَ فِيْ مُصَلَّاهُ وَأَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ وَأَهَلَّ حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ (ابوداؤد).

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو عباس مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے اس بارے میں اختلاف پر تعجب ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کس وقت کہا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا اس بات کا علم سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک بار حج کیا۔ اس کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ حج کے لئے نکلے جب آپ نے ذوالحلیفہ میں اپنی مسجد میں دو رکعت پڑھیں تو اپنی اسی مجلس میں ایجاب کیا (یعنی تلبیہ کہا) غرض آپ نے دو رکعتیں پڑھتے ہی تلبیہ کہا۔ کچھ لوگوں نے اسی وقت آپ کو (تلبیہ کہتے) سنا اور اس کو یاد رکھا۔ پھر آپ (اپنی اونٹنی پر) سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے (پھر) بلند آواز سے تلبیہ کہا اور کچھ لوگوں نے آپ کو اس وقت تلبیہ کہتے سنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جماعت در جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے (یعنی ایک جماعت پاس آتی۔ پھر وہ چلی جاتی اور دوسری آ جاتی تو (اس طرح) دوسروں نے آپ کو تلبیہ کہتے اس وقت سنا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی اور انہوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو تلبیہ صرف اس وقت کہا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ آگے چلے اور (ذوالخلیفہ کی مسجد کے قریب زمین) بیداء کی بلندی پر چڑھے تو آواز سے تلبیہ کہا۔ کچھ لوگوں نے آپ کو اس وقت تلبیہ کہتے پایا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے (احرام کا) تلبیہ اس وقت کہا جب آپ بیداء کی بلندی پر چڑھے۔ حالانکہ اللہ کی قسم آپ نے (احرام کا) تلبیہ تو اپنی نماز کی جگہ ہی کہہ لیا تھا اور (دوبارہ) تلبیہ اس وقت کہا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی اور (تیسری مرتبہ) اس وقت کہا جب آپ بیداء کی بلندی پر چڑھے۔

حاجیوں کا استقبال

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ مَكَّةَ اِسْتَقْبَلَةُ أُغَيْلِمَةُ بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ آخَرَ خَلْفَهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بنو

عبدالمطلب کے لڑکوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا تو آپ ﷺ نے ایک لڑکے کو اپنی سواری پر اپنے آگے بٹھا لیا اور ایک کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ کے بعد اور کیا کرے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَوَّلَ شَیْئٍ بَدَأَ بِهٖ حِیْنَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهٗ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَیْتِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضٰی (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو (وضو کرنے کے بعد) آپ مسجد (حرام) میں داخل ہوئے اور حجر اسود کا استلام کیا پھر (بیت اللہ کا) طواف کیا۔

حجر اسود کے استلام کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ إِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ تُرْفَعُ الْأَیْدِیْ فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ ...... وَعِنْدَ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ (طحاوی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں رفع یدین (صرف) سات موقعوں پر کیا جائے گا (جن میں سے ایک) حجر اسود کے استلام کا وقت ہے۔

استلام میں حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکے تو ہاتھ سے یا کسی چیز سے اسے چھو کر یا اشارہ کر کے اس چیز کو بوسہ دے لے

عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ یَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهٗ مُنْذُ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَفْعَلُهٗ (بخاری و مسلم)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے حجر اسود کا استلام کیا پھر اپنے ہاتھ کا بوسہ لے لیا اور کہا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے دیکھا ہے اس وقت سے میں نے (بھی) اس عمل کو ترک نہیں کیا۔

طواف کے ہر چکر میں حجر اسود کا استلام کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی بَعِیْرٍ كُلَّمَا أَتٰی عَلَی الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَیْهِ بِشَیْئٍ فِیْ یَدِهٖ (بخاری و احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (اس وجہ سے کہ آپ کو کچھ تکلیف بھی تھی

اور اس وجہ سے بھی کہ لوگ آپ سے حج کے افعال کو دیکھ کر سیکھ لیں) اونٹ پر طواف کیا (اس وقت مطاف کی زمین بھی کچی تھی اور اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کو جانور کی نجاست سے بھی پاک رکھا) آپ (طواف کرتے ہوئے) جب بھی حجر اسود کے مقابل آتے تو اپنے ہاتھ میں کسی شے (مثلاً چھڑی) سے اس کی طرف اشارہ کرتے (پھر جیسا کہ مسلم میں ہے وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ کہ اس چھڑی کو بوسہ دیتے تھے)۔

حجر اسود کے استلام کے وقت کیا کہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لَمَّا اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ (بیھقی و طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حجر اسود کا استلام کرتے تو بسم اللہ واللہ اکبر کہتے۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا مَرَّ بِالْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَرَأٰى عَلَيْهِ زِحَامًا اِسْتَقْبَلَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ (بیھقی و طبرانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ حجر اسود کے پاس سے گزرتے اور اس کے پاس ہجوم دیکھتے تو حجر اسود کی طرف رخ کرتے اور تکبیر (یعنی بسم اللہ واللہ اکبر) کہتے پھر یہ کلمات کہتے اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ. (اے اللہ ہم یہ اعمال آپ پر ایمان رکھتے ہوئے اور آپ کی کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے نبی ﷺ کے طریقے کا اتباع کرتے ہوئے کرتے ہیں)۔

حجر اسود کے علاوہ رکن یمانی کا استلام بھی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَا نِيَّيْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کے صرف دو رکن (یعنی حجر اسود اور رکن) یمانی کا استلام کرتے دیکھا۔

فائدہ: حجر اسود پر استلام میں تو اس کو بوسہ بھی دے سکتے ہیں اور ہاتھ سے بھی چھو سکتے ہیں جبکہ رکن یمانی کے استلام میں صرف ہاتھ سے چھونا ہے بوسہ نہیں دینا۔

کسی عذر سے سواری پر طواف کرنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ (بخاری)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں بیمار ہوں تو آپ نے فرمایا تم لوگوں (کے ہجوم) سے باہر باہر سوار ہو کر طواف کرلو۔

طواف کا طریقہ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ بَدَأَ بِالْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ أَخَذَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَمَشٰى أَرْبَعًا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو (وضو کر کے) آپ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کا استلام کیا پھر اپنے دائیں کو مڑے اور تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔

طواف میں بات کرنا جائز ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ (ترمذی و نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ کے گرد طواف مثل نماز کے ہے البتہ اتنا (فرق) ہے کہ تم اس میں بات کر سکتے ہو۔ تو جو کوئی طواف کے دوران بات کرے تو وہ صرف بھلائی کی بات کرے (مثلاً دین کا کوئی مسئلہ بتا دیا یا کوئی نصیحت کر دی)

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان منقول دعا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَالْحَجَرِ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ کلمات کہتے سنا رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

طواف کے ختم پر مقام ابراہیم کے پاس آ کر طواف کی دو رکعت پڑھے

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا انْتَهٰى إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ قَرَأَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ عَادَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا (مسلم و احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (طواف کے سات چکر پورے کر کے) مقام ابراہیم تک پہنچے تو ان الفاظ کی قراءت کی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنی بناؤ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ (سورہ بقرہ 125) اور دو رکعتیں پڑھیں (جن میں) آپ نے (پہلی رکعت میں) سورہ فاتحہ اور سورہ قل یاایها الکافرون پڑھیں اور (دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور) سورہ قل هو الله احد پڑھی پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور اس کا استلام کیا۔ پھر (سعی کے لئے) صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

طواف کی دو رکعتیں مسجد حرام سے اور حرم سے باہر بھی پڑھ سکتے ہیں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبحِ فَطُوْفِیْ عَلٰی بَعِيْرِکِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰی خَرَجَتْ (بخاری)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا جب فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تم اپنے اونٹ پر طواف کر لینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ (مسجد حرام سے) باہر چلی گئیں۔

عمرہ اور حج میں طواف کے بعد سعی

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِیَ عَلَيْهِ حَتّٰی رَأَی الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْبَيْتَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِکَ فَقَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَی الْمَرْوَةِ حَتّٰی انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ بَطْنِ الْوَادِیْ (سَعٰی) حَتّٰی إِذَا صَعِدَتَا مَشٰی حَتّٰی أَتَی الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَی الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَی الصَّفَا (مسلم).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا (پہاڑی) کے پاس پہنچے تو ان الفاظ کی قراءت کی إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ (بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔ اور فرمایا) میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں جس کو اللہ نے شروع میں ذکر کیا۔ پھر صفا سے آپ نے سعی کو شروع کیا۔ (اس کے لئے) آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ کو دیکھنے لگے۔ آپ نے بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر بیان کی اور یہ کلمات کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ (تنہا اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کے لئے تمام بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ تنہا اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام جماعتوں کو شکست دی) اور آپ دعا میں مصروف ہوئے پھر آپ نے دعا کی اس حال میں کہ اس کے درمیان آپ نے توحید کے کلمات تین مرتبہ کہے۔ پھر آپ صفا سے نیچے اترے اور مروہ کی طرف چلے یہاں تک کہ آپ کے قدم وادی میں اتر گئے۔ پھر آپ تیز تیز قدم چلے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم وادی سے اوپر اٹھ گئے تو آپ عام رفتار سے چلے یہاں تک کہ آپ مروہ پر آئے اور مروہ پر بھی ویسے ہی کیا جیسا آپ نے صفا پر کیا تھا۔

حج اور عمرہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی واجب ہے

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا إِنِّي لَأَظُنُّ رَجلاً لَوْلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ قَالَتْ لِمَ ؟ قُلْتُ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ مَاأَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِءٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْكَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا (مسلم)

عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا میرا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو یہ بات اس کو کچھ نقصان نہ دے گی۔ انہوں نے پوچھا وہ کیوں؟ میں نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا یعنی بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں تو جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے وہ اگر صفا اور مروہ کا چکر لگائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعی کرنا اختیاری ہے واجب نہیں)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کے نہ حج کو پورا کرتے ہیں اور نہ اس کے عمرے کو پورا کرتے ہیں جو صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے۔ اور اگر بات ویسے ہوتی جیسے تم کہہ رہے ہوں تو پھر آیت کے الفاظ یہ ہوتے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا کہ اگر کوئی ان کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حج کونسا تھا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَجٍّ وَأَهَلَّ بِهٖ نَاسٌ مَعَهُ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيْمَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کیلئے) نکلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو حج اور عمرہ (یعنی قرآن) کا احرام باندھنا چاہے تو وہ ایسا کر لے اور جو حج (افراد) کا احرام باندھنا چاہے وہ اس کا احرام باندھ لے اور جو (تمتع کی وجہ سے اس وقت) صرف عمرہ کا احرام باندھنا چاہے تو وہ اس کا احرام باندھ لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (پہلے پہل) حج (افراد) کا (عزم کر کے) احرام باندھا اور آپ کے ساتھ کچھ اور لوگوں نے بھی اس کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے عمرہ اور حج (یعنی قران) کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے (تمتع کی خاطر) صرف عمرہ کا احرام باندھا۔ اور میں بھی ان لوگوں میں تھی جنہوں نے (اس وقت) صرف عمرہ کا احرام باندھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرِدًا وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم (حج کرنے والوں) میں سے بعض نے حج افراد کا احرام باندھا اور ہم میں سے بعض نے قران کا احرام باندھا اور ہم میں سے بعض نے تمتع کا احرام باندھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا تھا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِوَادِی الْعَقِیْقِ یَقُوْلُ أَتَانِی اللَّیْلَةَ آتٍ مِنْ رَّبِّیْ فَقَالَ صَلِّ فِیْ هٰذَا الْوَادِی الْمُبَارَکِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِیْ حَجَّةٍ (بخاری و احمد)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (مدینہ منورہ سے چار میل دور) وادی عقیق میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج رات میرے رب کی طرف سے میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا آپ اس مبارک وادی میں (دو رکعت) نماز پڑھئے اور (احرام باندھنے کے لئے یہ) کہئے عمرہ سمیت حج (یعنی یہ کہ میں قران کی نیت کرتا ہوں)۔

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَرَنَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ (احمد)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قران کیا تھا۔

جاہلیت کے ایک غلط عقیدے کی اصلاح کیلئے نبی ﷺ نے ان حضرات کو جن کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا عمرہ کرنے اور عمرہ کے بعد حلال ہونے کا حکم دیا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِیْ أَشْهُرِ الْحَجِّ أَفْجَرُ الْفُجُوْرِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْأَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِکَ عِنْدَ هُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهٗ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (دور جاہلیت میں) لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سب برائیوں میں سے بڑی برائی ہے اور محرم کو وہ صفر تک موخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب حج کی سواری کے جانور کے پشت کے زخم مندمل ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے تو اس وقت عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ کرنا حلال ہوتا ہے۔ چونکہ وہ حج کے مہینوں میں عمرہ نہ کرتے تھے اس لئے میقات سے گذرتے ہوئے حج کا احرام باندھتے تھے اور حج سے فارغ ہو کر ہی احرام سے حلال ہوتے تھے۔ اور آپ کے اصحاب چوتھی ذوالحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں وارد ہوئے اس حال میں کہ وہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے (کچھ تو افراد کا اور کچھ اس کے ساتھ عمرہ کا کر کے قران کا اور کچھ تمتع کا کر کے صرف عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ پھر ان میں سے بعض قران اور تمتع کرنے والوں کے ساتھ ہدی کا جانور تھا اور بعض کے ساتھ نہ تھا۔ جن کے

ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا خواہ ان کا احرام حج افراد کا تھا یا حج قران کا) اگرچہ رسول اللہ ﷺ شروع میں فرما چکے تھے کہ جو کوئی تمتع یا قران کے طور پر عمرہ کا احرام باندھنا چاہے باندھ لے لیکن پھر من جانب اللہ یہ طے پایا کہ لوگوں کے دلوں سے دور جاہلیت کا غلط عقیدہ سرے سے مٹا دیا جائے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس احرام کو عمرہ کا کرلیں (اور حلال ہو جائیں) لوگوں کو یہ (یعنی حج کا احرام باندھنے کے بعد حج کرنے سے پہلے حلال ہونا) بڑی بات معلوم ہوئی تو انہوں نے (تعجب سے) پوچھا اے اللہ کے رسول کونسی حلت (کا آپ حکم دے رہے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا پوری پوری حلت (جس میں سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، بیوی سے صحبت کرنا سب کچھ ہی شامل ہے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيُحَلِّلْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مرہ کا طواف (یعنی سعی) کرے اور بالوں کا قصر (یا حلق) کرے اور حلال ہو جائے۔

فائدہ: جن صحابہ کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا ان کا حج تمتع کا ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہدی کا جانور تھا اس لئے آپ عمرہ کر کے حلال نہ ہوئے

عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَانُ النَّاسِ حَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّيْ ...... قَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ (بخاری)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا بات ہے کہ لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے لیکن آپ اپنے عمرہ سے (فراغت کے باوجود) حلال نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنی ہدی کے جانور کے قلاوہ ڈالا ہے (اور اسے ساتھ لے کر آیا ہوں) لہذا میں اس کو نحر کرنے تک حلال نہیں ہو سکتا۔

چونکہ نبی ﷺ عمرہ کر کے خود حلال نہ ہوئے تھے اس لئے بعض حضرات کو اس حکم میں کچھ تردد ہوا لیکن سمجھانے پر اطاعت کی

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ قَالَ حِلُّوْا وَأَصِيْبُوْا النِّسَاءَ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نُفْضِيَ إِلٰى نِسَائِنَا فَنَأْتِيَ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيْرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ فِيْنَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِيْ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ

لَمْ أَسُقِ الْهَدْیَ فَحِلُّوْا فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کی چوتھی تاریخ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں وارد ہوئے اور ہمیں حکم دیا کہ ہم (عمرہ کے افعال پورے کر کے) حلال ہو جائیں اور (اختیاری طور پر) اپنی بیویوں سے صحبت (بھی) کر لیں (تاکہ مکمل حلت کی عملی مشق ہو جائے۔ اس پر) ہم نے کہا (تعجب ہے کہ) اب جبکہ ہمارے اور (وقوف) عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن رہ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی بیویوں سے صحبت کرنے کا (اختیاری) حکم دیا ہے تو کیا ہم عرفہ اس حال میں جائیں کہ ہماری شرمگاہوں سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں (مراد یہ تھی کہ ابھی تازہ تازہ ہم نے بیویوں سے صحبت کی ہو۔ اس تردد کی بنیاد درحقیقت وہی سابقہ غلط عقیدہ تھا جس کی وجہ سے میقات پار کرنے کے بعد بیوی سے صحبت کرنے کا تصور نہ رہا تھا۔ اس خیال کی بیخ کنی کے لئے عمرہ سے حلال ہونے کا حکم دیا گیا۔ ہمارے اس تردد کی اطلاع پا کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے سمجھانے کے لئے) ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا (تمہیں میرے اس حکم پر تردد کیوں ہے حالانکہ) بلاشبہ تم جانتے ہو کہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سے زیادہ سچا اور تم سے زیادہ نیکوکار ہوں (تو میں تو تمہیں اللہ تعالیٰ کا صحیح صحیح حکم ہی بتاتا ہوں جس میں تردد کرنے کی کچھ گنجائش نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ اگر میں بھی حلال ہو جاتا تو تمہارے لئے اس حکم پر عمل کرنا آسان ہوتا اور تم تردد میں نہ پڑتے تو یہ بات تو درست ہے لیکن ایک مجبوری اس کے آڑے ہے اور وہ یہ کہ جس کے ساتھ ہدی کا جانور ہو وہ ہدی کے حرم میں ذبح ہونے تک احرام سے حلال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے) اگر میرے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہوتا تو جیسے تم حلال ہو رہے ہو میں بھی حلال ہو جاتا اور (یہ نہ سمجھو کہ ایک کام جب میں نہیں کر رہا تو تمہیں کوئی غیر مناسب حکم دیا جائے گا بلکہ پوری تسلی رکھو) اور (بات یہ ہے کہ) اگر یہ حکم جو (من جانب اللہ) مجھے بعد میں معلوم ہوا اگر پہلے معلوم ہو جاتا تو میں اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے کر ہی نہ چلتا (بلکہ یہیں سے خرید کر ذبح کرتا) لہٰذا (اس تمام وضاحت کے بعد) تم (احرام سے) حلال ہو جاؤ۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) تو ہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق) حلال ہو گئے اور ہم نے سمع و اطاعت کو اختیار کیا۔

منیٰ کی طرف روانگی اور وہاں قیام

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا إِلٰى مِنًى فَأَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلاً حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی (جس کو یوم ترویہ بھی کہتے ہیں) تو لوگوں نے منیٰ کا رخ کیا اور حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہوئے (اور منیٰ پہنچے) اور وہاں آٹھویں

تاریخ کی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور نویں ذوالحجہ کی فجر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ سورج نکلنے تک ٹھہرے۔

عرفات کی طرف روانگی اور وہاں کے مشاغل

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقُصْوَاءِ فَرُحِّلَتْ لَهُ فَأَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ مَوْضُوْعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَاءِ نَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْ تُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ أَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقُصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ

(بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (نویں ذوالحجہ کو جب سورج طلوع ہوگیا) رسول اللہ ﷺ نے بالوں کا بنا ہوا خیمہ (عرفات کے قریب لیکن اس سے باہر مقام) نمرہ میں لگانے کا حکم دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ (منیٰ سے) چلے اور قریش کو (پورا یقین تھا اور) کچھ بھی شک نہ تھا کہ آپ ﷺ مشعر حرام (یعنی مزدلفہ) میں ٹھہریں گے (اور اس سے آگے عرفات نہ جائیں گے) جیسا کہ قریش جاہلیت میں کرتے تھے (کہ اور لوگ تو عرفات میں جا کر وقوف کرتے تھے لیکن قریش مزدلفہ ہی میں ٹھہر جاتے تھے آگے عرفات نہ جاتے تھے) لیکن رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ عبور کیا یہاں تک کہ آپ عرفات کی طرف آگئے۔ نمرہ نامی جگہ پر آپ نے اپنے لئے

خیمہ لگا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے وہاں پڑاؤ کیا یہاں تک کہ جب سورج کا زوال شروع ہوا تو آپ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کے بارے میں حکم دیا (کہ اس کو لایا جائے) تو آپ کے لئے اس پر کجاوہ کس دیا گیا (اور آپ کے سامنے پیش کر دی گئی) آپ ﷺ (اس پر سوار ہوئے اور عرفات سے کچھ باہر عرفہ نامی) بطن وادی میں آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا اور (اس میں) فرمایا بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے اموال (آپس میں) تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں۔ سنو جاہلیت کے معاملہ کی ہر چیز (آج) میرے قدموں تلے ہے اور جاہلیت کے زمانے کے خون ختم کر دیئے گئے اور ہمارے خونوں میں سے سب سے پہلا خون جس کو میں ختم کرتا ہوں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے جو بنو سعد کے قبیلہ میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اس کو قتل کر دیا تھا اور جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور اپنے سود میں سے پہلا سود جس کو میں ختم کرتا ہوں وہ (میرے چچا) عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے جو سب کا سب ختم کر دیا گیا ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امان (کے عہد) کے ساتھ لیا ہے (کہ ان کے ساتھ نرمی اور اچھی معاشرت رکھو گے) اور تم نے اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے اور تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں داخل کر کے) مت بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ (اس کے باوجود بھی) اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ایسی مار مار سکتے ہو جو سخت اور زخمی کرنے والی نہ ہو اور ان کا تم پر اپنے طعام و لباس کا (بھلے) رواج کے موافق حق ہے اور میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے یعنی کتاب الٰہی کو تو اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا تو تم کیا جواب دو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے رسالت کو (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچانے والی تمام باتوں کو) پہنچایا اور امانت ادا کر دی اور نصیحت (و خیر خواہی کے پورے حق) کو ادا کیا (اس پر) آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر اس سے لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا اے اللہ آپ گواہ رہیئے اے اللہ آپ گواہ رہیئے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان و اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ (بلال رضی اللہ عنہ نے) پھر اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان (یعنی ظہر و عصر کے فرضوں) کے درمیان کچھ (سنت و نفل) نہیں پڑھے پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور وقوف کی جگہ میں آئے اور اپنی اونٹنی قصواء کو (جبل رحمت کے دامن میں پڑی) چٹانوں پر کھڑا کر لیا اور حبل المشاۃ (نامی ریت کے بڑے ٹیلے) کو اپنے آگے کر لیا اور قبلہ رخ ہو گئے اور وقوف کرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور کچھ زردی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیہ بالکل غائب ہو گئی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَاتٍ وَأَتَاهُ

نَاسٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الْحَجُّ فَقَالَ الْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ عَرَفَةَ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ (احمد)

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں وقوف کر رہے تھے میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کے پاس نجد کے رہنے والے کچھ لوگ آئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حج کیسے ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج (کا اصل رکن) تو عرفہ (یعنی عرفات میں وقوف) ہے تو جو کوئی مزدلفہ کی رات میں فجر کی نماز (کے وقت شروع ہونے) سے پہلے عرفہ پہنچ گیا تو اس کا حج پورا ہو گیا۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمُزْدَلِفَةِ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ جِئْتُ مِنْ جَبَلِ طَيٍّ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِيْ وَأَتْعَبْتُ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُ مِنْ جَبَلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هٰذِهٖ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى يَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ (ترمذی)

حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مزدلفہ میں اس وقت پہنچا جب آپ (فجر کی) نماز کے لئے نکلے اور میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جبل طی سے آیا ہوں میں نے اپنی سواری کو بھی عاجز کر دیا اور اپنے آپ کو بھی تھکا دیا (لیکن) اللہ کی قسم میں نے کوئی پہاڑ نہیں چھوڑا جس پر میں نے (کچھ کچھ) وقوف نہ کیا ہو تو کیا میرا حج ہو گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہمارے ساتھ اس نماز میں حاضر ہوا اور اس نے ہمارے ساتھ کوچ کرنے تک وقوف کیا اور اس سے پہلے دن میں یا رات میں عرفات میں وقوف کیا تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ وَقَفَ بِعَرَفَةَ هٰذَا الْمَوْقِفُ وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ عَرَنَةَ (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات میں وقوف کر رہے تھے تو فرمایا یہ وقوف کی جگہ ہے اور پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے البتہ (عرفات کے ایک حصہ) بطن عرنہ سے ہٹ جاؤ (کیونکہ وہ وقوف کی جگہ نہیں ہے)۔

مزدلفہ کو روانگی اور وہاں کے مشاغل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَأُسَامَةُ رِدْفُهُ قَالَ أُسَامَةُ فَمَا زَالَ يَسِيْرُ عَلٰى هَيْئَتِهٖ حَتّٰى أَتٰى جَمْعًا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس ہوئے اس حال میں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ سواری پر آپ کے پیچھے تھے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفتار سے چلتے رہے

یہاں تک کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِیْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءً خَفِيْفًا فَقُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَکَ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى (بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عرفات سے چلتے ہوئے میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس بائیں گھاٹی پر پہنچے جو مزدلفہ سے پہلے ہے تو آپ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور پیشاب کیا۔ پھر (جب آپ وضو کرنے لگے تو) میں آیا اور آپ کے لئے وضو کا پانی ڈالا۔ آپ نے مختصر سا وضو کیا (جب آپ اس سے فارغ ہوئے) تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ نماز (پڑھ لیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا نماز آگے پڑھیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچے اور وہاں نماز پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع (کرکے عشاء کے وقت میں ادا) کیا اور ان کے درمیان (سنت اور نفل) کوئی نماز نہیں پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔ مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھیں (یعنی مغرب کی نماز کے بعد عشاء کے لیے علیحدہ اقامت نہیں کہی)

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان وقفہ ہو جائے تو کیا کرے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَدَفَعَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (عرفات کے دن) سورج کی ٹکیہ غروب ہوگئی اور نبی ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور چلے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچے اور وہاں مغرب اور عشاء ایک اذان اور (ایک اقامت سے پڑھائی البتہ جو حضرات مغرب کی نماز کے بعد سامان وغیرہ اتارنے میں لگے انہوں نے عشاء کے لئے دوبارہ اقامت کہی۔ اس طرح سے انہوں نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور) دو اقامتوں سے

پڑھی اوران کے درمیان کوئی سنت یا نفل نماز نہیں پڑھی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الْأَذَانِ بِالْعَتْمَةِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَمَرَ أُرٰى (رَجُلًا) فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ (بخاری)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو (عرفات سے) ہم عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے لگ بھگ مزدلفہ پہنچے۔ وہاں پہنچ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی اور اقامت کہی پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور فرضوں کے بعد مغرب کی دو سنتیں پڑھیں پھر کھانا منگوایا اور وہ کھایا۔ اس کے بعد پھر (دونوں نمازوں میں فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے) آدمی کو حکم دیا تو اس نے (عشاء کی نماز کے لئے علیحدہ) اذان اور اقامت کہی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عشاء کی دو رکعت (نماز قصر) پڑھائی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَّإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقُصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهٗ وَهَلَّلَهٗ وَحْدَهٗ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے طلوع ہونے تک آرام فرمایا۔ پھر جب صبح کی سفیدی ظاہر ہوگئی تو اذان اور اقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے اور (مزدلفہ کی خاص جگہ) مشعر حرام پر آئے اور قبلہ رخ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اسی کی تکبیر وتہلیل کہی اور آپ خوب روشنی ہونے تک وقوف کرتے رہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ ...... فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَاتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ بَزَغَ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَفْعَلُهٗ (بخاری)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا (ہم آپ کے ساتھ تھے) جب فجر طلوع ہوئی تو فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میں نماز نہیں پڑھتے تھے مگر صرف اس دن میں اس جگہ میں صرف یہ (فجر کی) نماز۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا یہ دو نمازیں ہیں جو اپنے وقت سے ہٹ کر پڑھی جاتی ہیں۔ (ایک) مغرب کی نماز جو لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور (دوسری) فجر کی نماز کہ وہ (مزدلفہ میں) فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی جاتی ہے اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا

ہی کرتے دیکھا تھا۔

بہتر ہے کہ کنکریاں مزدلفہ سے اکٹھی کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ (وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ) اِلْقِطْ لِي فَلَقَطْتُّ لَهُ حَصَيَاتٍ مِنْ حَصَى الْخَذْفِ فَقَالَ بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ (احمد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مزدلفہ کی صبح کو (منہ اندھیرے) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لئے کنکریاں اٹھا لو۔ تو میں نے آپ کے لئے انگلیوں کے سرے سے پھینکنے والی کنکریوں کی طرح کی کنکریاں اٹھائیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اسی طرح کی کنکریاں (مارو) اور دین میں غلو کرنے سے بچو (کہ کہیں بہت موٹی کنکریاں اور پتھر ہی لے کر مارنا شروع کر دو)۔

مزدلفہ سے روانگی اور جمرہ عقبہ پر آمد

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطٰى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خوب روشنی ہونے تک (مزدلفہ میں) وقوف کیا پھر سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے فضل بن عباس کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر (منیٰ کی طرف) چلے یہاں تک کہ (مزدلفہ اور منی کے درمیان) آپ وادی محسر میں پہنچے (جہاں ابرہہ کے ہاتھی عاجز ہو کر رہ گئے تھے) یہاں (سے جلد نکلنے کیلئے) آپ نے سواری کو کچھ تیز کیا (یہاں تک کہ اس سے نکل گئے) پھر (جس راستے سے عرفات گئے تھے اس کو چھوڑ کر) درمیانی رستہ پر چلے جو بڑے جمرہ (یعنی جمرہ عقبہ) پر نکلتا ہے۔

کمزور افراد طلوع فجر کے بعد اندھیرے میں مزدلفہ کے وقوف کے بغیر منیٰ جا سکتے ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ أَنْ يَّقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَّدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمَ رَامُوا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ أَرْخَصَ فِي أُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے خاندان کے کمزور افراد کو پہلے ہی منیٰ بھیج دیتے تھے۔ وہ کمزور لوگ رات کے وقت مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس وقوف کرتے اور جتنا ہو سکتا اللہ عز و جل کا ذکر کرتے (اور اس سے دعا کرتے) پھر امام کے وقوف کے کرنے اور چلنے سے پہلے واپس منیٰ پہنچ جاتے۔ تو ان میں سے کچھ تو منیٰ پہنچ کر فجر کی نماز پڑھتے اور کچھ اس کے بعد پہنچتے۔ پھر جب (سب) آ جاتے تو جمرہ

(عقبہ) کی رمی کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کمزوروں کو (مزدلفہ سے امام سے پہلے لوٹنے کی) رخصت عطا فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَدِّمُ ضُعَفَاءَ أَهْلِهٖ بِغَلَسٍ وَيَامُرُهُمْ يَعْنِىْ لَا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان کے کمزوروں کو منہ اندھیرے (منیٰ کی طرف) بھیج دیتے اور ان کو حکم دیتے کہ وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ (عقبہ) کی رمی نہ کریں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِىْ ضَعَفَةِ أَهْلِهٖ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں (اس وقت چھوٹی عمر کا تھا تو) ان لوگوں میں سے تھا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے رات میں (مراد ہے فجر طلوع ہونے کے بعد منہ اندھیرے میں کیونکہ کوئی چار حدیثیں پہلے یہ بات گذری ہے کہ صبح صبح منہ اندھیرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کنکریاں چننے کو کہا تھا اور) اپنے خاندان کے کمزوروں (مثلاً عورتوں اور بچوں) کے ساتھ پہلے ہی (منیٰ) بھیج دیا تھا۔

منی واپس آنے پر حج کے احکام

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِىْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّيْنَ بَدَنَةً بِيَدِهٖ ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهٗ فِىْ هَدْيِهٖ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِىْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے چلے) یہاں تک کہ آپ جمرہ (عقبہ) پر آئے جو (اس وقت) ایک درخت کے پاس تھا اور اس جمرہ کو وادی کے نشیبی جانب سے ایسی سات کنکریاں ماریں جو انگلیوں کے سروں سے پکڑ کر مارے جانے والی (چنے کے دانے کے برابر) کنکریوں کی مانند تھیں اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربان گاہ گئے اور وہاں آپ نے اپنے ہاتھوں سے تریسٹھ اونٹوں کا نحر کیا اور (سو میں سے) باقی (سینتیس) اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے جو انہوں نے نحر کئے اور (اس طرح سے) ان کو اپنی ہدی میں شریک کیا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا جائے۔ وہ لے کر ایک دیگ میں ڈالے گئے اور پکائے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دیگ کا گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔

جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کا مستحب مقام

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ (مِنْ بَطْنِ الْوَادِئ) وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَمِنٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ (مسلم)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (وادی کے نشیب میں کھڑے ہوکر) بیت اللہ کو اپنے بائیں جانب کیا اور منیٰ کو دائیں طرف کیا اور جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔

جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد رکنا نہیں ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب جمرہ عقبہ کی رمی کرتے تو اس کو سات کنکریاں مارتے (اور) ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے پھر (وہاں سے فوراً) پلٹتے اور جمرہ کے پاس کھڑے نہ رہتے۔

بال منڈوانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى مِنٰى فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتٰى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلٰى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ (مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ آئے تو (پہلے) جمرہ (عقبہ) پر آئے اور اس کی رمی کی پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر آئے اور اونٹوں کا نحر کیا پھر سر مونڈنے والے (جو اس موقع پر معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے ان) سے فرمایا کہ لو (میرا سر مونڈ دو) اور اپنے (سر کے) دائیں جانب اشارہ کیا پھر بائیں جانب (اشارہ) کیا پھر (بال کٹنے پر) لوگوں کو اپنے بال (مبارک) دینے لگے (اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیئے اور پاس موجود لوگوں میں ایک ایک دو دو کر کے اپنے بال تقسیم کئے)۔

بال کترانے کے مقابلے میں بال مونڈوانا افضل ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ سر مونڈوانے والوں کو بخش دیجئے۔ لوگوں نے کہا (اے اللہ کے رسول یہ بھی فرما دیجئے کہ) اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے)

آپ ﷺ نے (پھر) کہا اے اللہ سر مونڈوانے والوں کو بخش دیجئے۔ لوگوں نے (پھر درخواست کی اور) کہا (یہ بھی فرما دیجئے کہ) اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے) آپ ﷺ نے وہی دعا تین مرتبہ کہی پھر (اس کے بعد) فرمایا اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے)

حجۃ الوداع کے موقع پر بعض صحابہ نے بال کتروائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَّقَ رَاسَهٗ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بہت سے لوگوں نے بال مونڈوائے اور بعض حضرات نے بال کتروائے۔

ایک عمرہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بال کتروائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ لِیْ مُعَاوِيَةُ إِنِّیْ قَصَّرْتُ مِنْ رَاسِ النَّبِیِّ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جب ایک مرتبہ نبی ﷺ عمرہ کر کے فارغ ہوئے تو) میں نے مروہ کے پاس نیزے کے پھل سے آپ ﷺ کے بال کترے تھے۔

عورتوں کو سر کے بال مونڈوانا جائز نہیں

عَنْ عَلِیٍّ وَّعَائِشَةَ قَالَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَاسَهَا (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ عورت اپنا سر مونڈوائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کو سر نہیں مونڈوانا بلکہ ان کو (صرف) بال کتروانے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رمی، ذبح اور حلق کی ترتیب کے خلاف کرنے سے دم واجب ہونے کی دلیل

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ أَهْرَقَ دَمًا فَقَرأَ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُ وُسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ (ابن ابی شیبہ)

(بڑے تابعی) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے ذبح سے پہلے سر مونڈوایا یا بال کٹوائے تو

وہ ایک دم دے اور اس کی دلیل کے طور پر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ (سورہ بقرہ: 196 یعنی پھر اگر کسی دشمن کی جانب سے یا کسی مرض کے سبب سے حج و عمرہ کے پورا کرنے سے روک دیئے جاؤ تو اس حالت میں یہ حکم ہے کہ قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو حرم میں پہنچا کر ذبح کرو اور احرام کھولنے کے لئے) اپنے سروں کو اس وقت تک نہ مونڈواؤ جب تک قربانی کا جانور حرم پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے۔

فائدہ: اگرچہ آیت کا یہ حکم کہ قربانی کا جانور جب تک حرم میں پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے اس وقت تک سر نہ مونڈواؤ بظاہر اس شخص کے لئے ہے جو حج وعمرہ پورا کرنے سے روک دیا گیا ہو لیکن حج پورا کرنے والے کے لئے بھی یہی حکم قیاس کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوے سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنۡ قَدَّمَ شَيۡئًا مِنۡ حَجِّهٖ أَوۡ أَخَّرَهٗ فَلۡيُهۡرِقۡ لِذٰلِكَ دَمًا (ابن ابی شیبہ و طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے اپنے حج کا کوئی فعل مقدم کیا یا موخر کیا تو وہ اس پر دم دے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ان کی روایت کردہ اس حدیث کے باوجود ہے

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيۡلَ لَهٗ فِي الذَّبۡحِ وَالۡحَلۡقِ وَالرَّمۡيِ وَالتَّقۡدِيۡمِ وَالتَّاخِيۡرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ذبح حلق اور رمی اور (ان میں) تقدیم وتاخیر کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (ان کی تقدیم وتاخیر میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک حرج سے مراد گناہ ہے اور بھول چوک یا ابتدائے اسلام کی لاعلمی کی وجہ سے تقدیم وتاخیر میں گناہ تو نہیں البتہ دم دینا ہوگا۔ جن صحابہ رضی اللہ عنہ سے تقدیم و تاخیر ہوئی انہوں نے دم دیا تھا یا نہیں اس کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ملتی، ہوسکتا ہے انہوں نے دم دیا ہو اور ہوسکتا ہے شروع شروع کی وجہ سے دم بھی معاف کر دیا گیا ہو۔

عَنۡ جَابِرٍ قَالَ ...... ثُمَّ رَكِبَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَفَاضَ إِلَى الۡبَيۡتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهۡرَ فَأَتٰى عَلٰى بَنِيۡ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ يَسۡقُوۡنَ عَلٰى زَمۡزَمَ فَقَالَ اِنۡزِعُوۡا بَنِيۡ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ فَلَوۡلَا أَنۡ يَّغۡلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمۡ لَنَزَعۡتُ مَعَكُمۡ فَنَاوَلُوۡهُ دَلۡوًا فَشَرِبَ مِنۡهُ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (نحر اور حلق کے بعد) پھر رسول اللہ ﷺ (اپنی سواری پر) سوار ہوئے اور

تیزی سے بیت اللہ کی طرف لوٹے (اور زوال سے پہلے طواف زیارت کو ادا کیا) اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ ﷺ عبدالمطلب کے خاندان والوں کے پاس آئے جو (لوگوں کو) زمزم (کا پانی نکال نکال کر) پلا رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا اے بنوعبدالمطلب تم ہی پانی نکالو۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ (میں نے پانی کھینچا تو میری اتباع کی وجہ سے اور لوگ بھی پانی کھینچنا چاہیں گے اور اس طرح دوسرے) لوگ تمہارے پانی پلانے میں تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔ پھر بنوعبدالمطلب نے پانی (نکال کر) آپ کو ایک ڈول پیش کیا اور آپ نے اس ڈول میں سے (کھڑے کھڑے) پانی پیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ آخِرِ يَوْمٍ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مِنٰى فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِيَ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ...... (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ طواف زیارت سے ظہر کا وقت (قریب) ہونے پر فارغ ہوئے پھر (ظہر کی نماز پڑھ کر) آپ منیٰ کو واپس ہوئے اور ایام تشریق وہیں گذارے اور سورج کا زوال ہونے پر آپ جمرات کی رمی کرتے۔

عذر کی وجہ سے رات مکہ مکرمہ میں گذارنا

عنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ اِسْتَاذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنٰى لِأَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَأَذِنَ لَهٗ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ لوگوں کو زمزم پلانے کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزار لیں تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

عَنْ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ (ابوداؤد)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں والوں کو رخصت دی کہ وہ (ایام تشریق کی) راتیں منیٰ کے علاوہ (کہیں اور مثلاً مکہ) میں گذار لیں۔

ایام تشریق میں رمی جمرات

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى ثُمَّ لَمْ يَرْمِ فِيْ سَائِرِ الْأَيَّامِ حَتّٰى زَالَتِ الشَّمْسُ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دسویں ذوالحجہ کو جمرہ (عقبہ) کی رمی چاشت کے وقت کی پھر باقی ایام میں سورج کے زوال سے پہلے رمی نہیں کی۔

عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ

إِثْرِ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلاً فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطَى كَذٰلِكَ فَيَاخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلاً فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِيْ الجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ (بخاری).

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (مسجد خیف سے) قریب کے جمرہ کی سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ پھر وہ آگے بڑھ کر نشیب میں آجاتے اور قبلہ رخ ہو کر بہت طویل قیام کرتے جس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر وسطی جمرہ کی بھی اسی طرح رمی کرتے اور بائیں طرف ہو کر نشیب میں آتے اور قبلہ رخ ہو کر طویل قیام کرتے جس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی رمی کرتے اور (وہاں) نہ ٹھہرتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

عَنْ عَدِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَّرْمُوْا يَوْمًا وَيَدَعُوْا يَوْمًا (ابو داؤد)

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں والوں کو رخصت دی کہ وہ ایک دن (یعنی دسویں ذوالحجہ کو) رمی کرلیں اور ایک دن (یعنی گیارہویں کی) رمی کو ترک کردیں (پھر بارہویں کو اس دن کی اور گذشتہ دن دونوں کی رمی کرلیں)۔

منٰی سے مکہ مکرمہ کو واپسی

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ ...... فَأَمَرَ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ فَنَادٰى ...... أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک پکارنے والے کو پکارنے کا حکم دیا تو اس نے یہ پکار لگائی (کہ) منی کے ایام تین ہیں تو جس نے دو دنوں میں جلدی کی (اور بارہویں کو مکہ مکرمہ واپس چلا گیا) تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور جس نے واپسی کو (ایک دن) موخر کیا تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں ہے۔

منٰی سے مکہ مکرمہ کو واپسی میں محصب میں پڑاؤ کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْأَبْطَحَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ یہ سب ابطح (یعنی وادی محصب) میں پڑاؤ کرتے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ

ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محصب میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور (پھر) کچھ دیر سوئے پھر سوار ہو کر بیت اللہ گئے اور اس کا طواف کیا۔

طواف وداع

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرَ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوں کو حکم دیا گیا کہ (مکہ مکرمہ میں) ان کا آخری کام بیت اللہ کا (طواف) ہونا چاہئے البتہ حائضہ عورت سے اس حکم کو ہٹا دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ ؟ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ إِذَنْ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ طواف زیارت کرنے کے بعد (ام المومنین) حضرت صفیہ بنت حیی کو حیض شروع ہو گئے کہتی ہیں میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا اب ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا (کہ وہ طواف زیارت کریں پھر ہم یہاں سے مدینہ کو روانہ ہوں) میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ طواف زیارت کر چکی ہیں اس کے بعد ان کو حیض شروع ہوئے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خیر پھر کوئی بات نہیں) وہ اب (ہمارے ساتھ) واپس چلیں (طواف وداع کرنا ان پر واجب نہیں)۔

واپسی میں اپنے ساتھ زمزم لے جانا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَحْمِلُهُ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے ساتھ زمزم کا پانی (مدینہ منورہ) لے جاتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زمزم کا پانی (مدینہ) لے جاتے تھے۔

باب: 55

حج سے متعلق عورتوں کے مسائل

عورت کیلئے محرم یا شوہر کے بغیر حج کا سفر جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِیْ رَحْمٍ مَحْرَمٍ ...... فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّیْ أُرِیْدُ أَنْ أَخْرُجَ فِیْ جَیْشٍ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِیْ تُرِیْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اُخْرُجْ مَعَهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت (اپنے) ذی رحم محرم (یا شوہر) کے بغیر سفر نہ کرے...... ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول میں (جہاد کیلئے) فلاں فلاں لشکر میں نکلنا چاہتا ہوں جبکہ میری بیوی (اپنے فرض) حج کے لئے جانا چاہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (وہ محرم یا شوہر کے بغیر سفر نہ کرے اور) تم (جہاد پر جانے کے بجائے) اس کے ساتھ جاؤ۔

عَنْ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ أَذِنَ عُمَرُ لِأَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ (بخاری).

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابراہیم کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو آخری حج کیا اس میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو بھی حج پر چلنے کو کہا اور (ان کے امور کی نگرانی کے لئے) ان کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو بھیجا۔ (اور اگرچہ ان سے بھی حجاب کا حکم تھا لیکن چونکہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کو قرآن پاک میں امہات المومنین کہا گیا ہے اور کسی امتی کا ان سے نکاح کرنا ممنوع ہے اس لئے وہ ازواج مطہرات کے محرم تھے اور اس طرح سے ان کا سفر بغیر محرم کے نہیں ہوا)۔

عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِیْ شَیْخًا كَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ أَنْ یَّسْتَوِیَ عَلَی الرَّاحِلَةِ فَهَلْ یَقْضِیْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجتہ الوداع کے موقع پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت (آپ کے پاس) آئی اور کہا اے اللہ کے رسول حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا جو فرض اس کے بندوں کے ذمہ ہے وہ میرے والد پر ایسی حالت میں آیا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔

عورت کا عورت کی طرف سے حج

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّي عَنْهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے وفات پا گئی ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

عورت کا احرام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِحْرَامٌ إِلَّا فِيْ وَجْهِهَا (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پر احرام نہیں ہے لہٰذا وہ کپڑے اتار کر جسم کا کوئی حصہ نہ کھولے) سوائے اس کے چہرے میں (کہ اس کو کپڑا نہ لگنے دے)۔

غیر محرموں سے چہرے کو چھپانا بھی ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذَوْنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَاسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں (سفر میں) تھیں اور قافلے ہمارے پاس سے گذرتے تھے۔ تو جب قافلے والے ہمارے سامنے آتے تھے تو ہم میں سے (ہر) ایک اپنی چادر کو اپنے سر سے اپنے چہرے پر (چہرہ سے کچھ دور رکھ کر) لٹکا لیتی تھی۔ (تاکہ ان کے سامنے ہمارا چہرہ نہ کھلے) پھر جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم (کسی کا سامنا نہ ہونے کی وجہ سے) اپنے چہرے کھول لیتیں۔

عورت رمل نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ رَمَلٌ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں پر نہ تو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رمل ہے اور نہ صفا و مروہ کے درمیان (سعی کرتے ہوئے سبز ستونوں کے درمیان) دوڑنا ہے۔

عورت تلبیہ کے لئے آواز بلند نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت تلبیہ کہنے میں اپنی آواز بلند نہ کرے (بلکہ آہستہ آواز سے کہے)۔

عورتوں کیلئے طواف کا علیحدہ وقت نہ رکھا جائے

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ إِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ يَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ قَالَ إِيْ لَعَمْرِي لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ انْطَلِقِي عَنْكِ وَأَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلَكِنَّهُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حِيْنَ يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ (بخاری)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں جب (خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے مقرر کئے ہوئے امیر حج ہشام بن عبدالملک کے ماموں) ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روک دیا تو عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا کہ (یہ) ابن ہشام عورتوں کو کیسے روکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا انہوں نے ایسا حجاب کا حکم آنے کے بعد کیا تھا یا پہلے کیا تھا۔ عطاء نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں نے تو حجاب کا حکم آنے کے بعد (ہی) ایسا کرتے پایا۔ میں نے پوچھا کہ وہ مردوں کے ساتھ کیسے ملی جلی ہوتی تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مردوں کے ساتھ مل جل کر نہیں چلتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے علیحدہ ایک کنارے میں ہو کر طواف کرتی تھیں ان کے ساتھ مل جل کر نہیں کرتی تھیں۔ (اسی طرح) ایک عورت نے (غالباً یہ دیکھ کر کہ مردوں کا ہجوم کم ہے ان سے) کہا اے ام المومنین چلئے ہم مل کر حجر اسود کو بوسہ دے آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا کہ تم خود ہی چلی جاؤ اور خود جانے سے انکار کر دیا (کہ اس میں مردوں کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ ہے) اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج جب بیت اللہ میں داخل ہوتی تھیں تو داخلہ کے وقت ٹھہر جاتی تھیں یہاں تک کہ مردوں کو باہر نکال دیا جاتا تھا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ (بخاری)

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں

بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ تم سوار ہو کر لوگوں کے پرے پرے طواف کرلو تو میں نے لوگوں کے پرے پرے طواف کیا۔

عورت بال کتروائے سر نہ منڈائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں پر سر منڈانا نہیں ہے عورتوں پر تو صرف بال کترانا ہے۔

حائضہ عورت بیت اللہ کے طواف کے علاوہ تمام افعال حج وقت پر ادا کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفٍ حِضْتُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ أَ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے چلے۔ جب ہم سرف (نامی مقام پر) پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گئے (مجھے یہ ڈر ہوا کہ اس وجہ سے کہیں میرا حج نہ رہ جائے اس لئے مجھے رونا آیا) رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا (پھر خود ہی اندازہ کر کے) کہا تمہیں حیض آ گیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) پر مقرر فرمائی ہے (تو دل چھوٹا نہ کرو) جیسے حاجی کرتے ہیں تم بھی کرتی رہو البتہ پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

تمتع کرنے والی عورت کو جب عمرہ کے طواف سے پہلے حیض آ جائیں اور اسی دوران حج آ جائے تو عمرہ کا احرام چھوڑ دے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ...... فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ انْقُضِيْ رَاسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَ أَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہم نے عمرہ کا احرام باندھا...... میں مکہ (مکرمہ) پہنچی تو حیض شروع ہو چکے تھے اور میں نے (عمرہ کے لئے) بیت اللہ کا

طواف بھی نہیں کیا تھا اور صفا و مروہ کی سعی بھی نہ کی تھی (کیونکہ وہ تو طواف کے بعد ہوتی ہے۔ جب حج کا وقت آیا) تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم (عمرہ کا احرام چھوڑ دو اور اس کے لئے) اپنے سر کے بال کھول لو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ کو ترک کر دو۔ کہتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم بھیجا (اور میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (لو) یہ عمرہ تمہارے اس عمرہ کی جگہ ہو گیا۔

باب: 56

بچے کے حج کے مسائل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَقِیَ رَکْباً بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا الْمُسْلِمُوْنَ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ إِلَیْهِ امْرَأَةٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَکِ أَجْرٌ (احمد و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مقام روحاء میں ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی تو پوچھا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں (اور آپ بتائیں کہ) آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (میں) اللہ کا رسول ہوں۔ (یہ سنتے ہی) ایک عورت نے اپنا بچہ آپ کے سامنے کیا اور پوچھا کہ کیا اس کا حج ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ حُجَّ بِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِیْنَ (بخاری)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سات سال کا تھا جب (اپنے والدین کے ساتھ) مجھے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالصِّبْیَانُ فَلَبَّیْنَا عَنِ الصِّبْیَانِ وَرَمَیْنَا عَنْهُمْ (احمد).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے اور ہم نے بچوں کی طرف سے تلبیہ بھی کہا اور ان کی طرف سے رمی بھی کی۔

باب: 57

حجر اسود

عَنْ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأَعْلَمُ أَنَّکَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَلَمَکَ مَا اسْتَلَمْتُکَ فَاسْتَلَمَهُ (بخاری)

اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جب حجر اسود کا استلام کرنے لگے تو انہوں) نے اس سے فرمایا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو (بذات خود) نہ نقصان دیتا ہے اور نہ فائدہ دیتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا استلام کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تیرا استلام نہ کرتا پھر آپ نے اس کا استلام کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَایَا بَنِیْ آدَمَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت سے اس حال میں اترا تھا کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا پھر انسانوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِهٰذَا الْحَجَرِ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ یَشْهَدَانِ لِمَنْ اِسْتَلَمَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِحَقِّهِ (ابن خزیمه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ (اس) حجر اسود کے لئے (قیامت کے دن) ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے جو قیامت کے دن (ہر) اس شخص کے لئے گواہی دیں گے جس نے حق کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا۔

باب: 58

احصار

احصار کے اسباب

1- بیماری وغیرہ

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرَجَ أَوْمَرِضَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ (ابوداؤد)

حضرت حجاج بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو یا کسی سبب سے اسے لنگڑاہٹ ہوگئی ہو یا مرض ہوگیا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ حلال ہو جائے اور اس کے ذمہ ہوگا کہ وہ آئندہ سال حج کی قضا کرے۔

2- دشمن حج وعمرہ کیلئے جانے سے روک دے

6ھ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرہ کے لئے احرام باندھ کر چلے لیکن مشرکین مکہ نے ان کو مقام حدیبیہ پر روک دیا اور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ پھر مسلمانوں اور مشرکوں میں یہ طے پایا کہ مسلمان آئندہ سال آکر عمرہ کریں۔

3- مخالف اجازت نہ دیں

عَنْ مَيْمُوْنَ بْنِ مَهْرَانَ قَالَ خَرَجْتُ مُعْتَمِرًا عَامَ حَاصَرَ أَهْلُ الشَّامِ ابْنَ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَبَعَثَ مَعِيْ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِيْ بِهَدْيٍ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا أَهْلَ الشَّامِ مَنَعُوْنَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ فَنَحَرْتُ الْهَدْيَ مَكَانِيْ ثُمَّ أَحْلَلْتُ ...... (ابوداؤد)

میمون بن مہران رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس سال اہل شام (یعنی حجاج اور اس کے لشکر) نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا مکہ (مکرمہ) میں محاصرہ کیا میں عمرہ کی غرض سے نکلا۔ میری قوم کے کچھ لوگوں نے میرے ساتھ ہدی کے جانور بھی کردیئے۔ جب ہم شامی فوج تک پہنچے تو انہوں نے ہمیں حرم میں داخل

ہونے سے روک دیا۔ اس پر میں نے اپنی جگہ پر ہدی ذبح کی اور حلال ہوگیا۔ (پھر بعد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس کو احصار سمجھ کر احصار کا حکم بتایا)۔

حج پر جانے والے کا احصار زائل ہوجائے تو اگر وہ عمرہ کر سکے تو عمرہ کرکے حلال ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ أَ لَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلاً فَيُهْدِيْ أَوْ يَصُوْمُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے (اور احصار زائل ہونے کے بعد عمرہ کے لئے جانا ممکن ہو) تو وہ (مکہ مکرمہ پہنچ کر) بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کی سعی کرے پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے اور اگلے سال حج کرے اور اگر ہدی ہو تو اس کو ذبح کرے اور اگر وہ ہدی نہ پائے تو (دس) روزے رکھ لے۔

اگر عمرہ پر قادر نہ ہو اور ہدی کے جانور حرم میں بھیج سکے تو وہاں بھیج کر ذبح کروائے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَهَلَّ رَجُلٌ مِنَ النَّخَعِ بِعُمْرَةٍ يُقَالُ لَهُ عُمَيْرُ بْنُ سَعِيْدٍ فَلُدِغَ فَبَيْنَا هُوَ صَرِيْعٌ فِي الطَّرِيْقِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ فِيْهِمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ ابْعَثُوْا بِالْهَدْيِ وَاجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ يَوْمًا أَمَارَةً فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَلْيَحِلَّ ...... وَعَلَيْهِ الْعُمْرَةُ مِنْ قَابِلٍ (طحاوی)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں قبیلہ نخع کے عمیر بن سعید نامی ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھا۔ راستہ میں اس کو کسی جانور نے ڈس لیا (جس کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ وہ سفر جاری رکھنے کے قابل نہ رہا) اس دوران کہ وہ رستہ میں پڑا تھا کہ وہاں سے ایک قافلہ کا گذر ہوا جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ اس شخص کے ساتھیوں نے اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس کی ہدی (حرم کی طرف) لے جاؤ اور اپنے اور اس شخص کے مابین ایک دن علامت کا متعین کرلو۔ جب وہ دن آجائے (کہ تم نے اس دن میں ہدی ذبح کر دی ہو) تو یہ شخص حلال ہو جائے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے۔

اگر جانور حرم میں نہ بھیج سکے تو اپنی جگہ پر ان کو ذبح کرے اور حلال ہو جائے

عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ ...... أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ لِأَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا (بخاری)

حضرت مسور اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مشرکین نے مسلمانوں

کو عمرہ کے لئے جانے سے روک دیا اور طے پایا کہ مسلمان اس سال واپس لوٹ جائیں اور آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں) جب معاہدہ کی تحریر سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کھڑے ہو اور (یہیں) جانور ذبح کرو اور سر منڈ والو (پھر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ایسے ہی کیا اور آپ کی اتباع میں صحابہ نے بھی ایسا ہی کیا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَإِذَا كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَّبْعَثَ وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر محصر کے ساتھ ہدی ہو اور وہ اس کو حرم بھیجنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اپنی جگہ پر ہی اس کو ذبح کرے اور اگر وہ اس کو حرم بھجوانے کی قدرت رکھتا ہو تو جب تک ہدی اپنے محل (یعنی حرم) میں پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے محصر حلال نہیں ہو گا۔

عَنْ مَيْمُوْنَ بْنِ مَهْرَانَ قَالَ...... فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلٰى أَهْلِ الشَّامِ مَنَعُوْنَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ فَنَحَرْتُ الْهَدْىَ مَكَانِىْ ثُمَّ أَحْلَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ خَرَجْتُ لِأَقْضِىَ عُمْرَتِىْ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَبْدِلِ الْهَدْىَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُّبْدِلُوا الْهَدْىَ الَّذِىْ نَحَرُوْا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِىْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ (ابوداؤد)

میمون بن مہران رحمہ اللہ کہتے ہیں (میں عمرہ کا احرام باندھ کر نکلا) جب ہم شامی لشکر کے پاس پہنچے (جس نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا) تو اس نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا۔ کہتے ہیں میں نے اسی جگہ ہدی کے جانور ذبح کئے (جو لوگوں نے میرے ساتھ کر دیئے تھے) پھر حلال ہو گیا اور گھر واپس لوٹ آیا۔ اگلے سال میں اپنے عمرہ کی قضا کے لئے نکلا (اور عمرہ پورا کر کے) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا (اور ان سے سارا قصہ ذکر کیا) تو انہوں نے فرمایا اس ہدی کا بدل حرم میں ذبح کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ انہوں نے حدیبیہ کے موقع پر ہدی کے جو جانور (حرم کے باہر) ذبح کئے تھے عمرہ قضا میں ان کا بدل حرم میں ذبح کریں۔

باب: 59

ممنوعات کا ارتکاب

کسی عذر کی وجہ سے سر منڈانا

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَاسِيْ يَتَهَا فَتُ قُمَّلًا فَقَالَ يُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاسَكَ أَوْ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْبِهٖ أَذًى مِّنْ رَاسِهٖ إِلٰى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرْقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْنَسِّكْ مِمَّا تَيَسَّرَ (بخاری)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس کھڑے ہوئے جبکہ میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم اپنا سر منڈاؤ۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ہی (جیسوں) کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِنْ رَاسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (پھر جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو بدلہ دے روزے سے یا صدقہ سے یا قربانی سے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تو تین دن کے روزے رکھ لو یا تین صاع (لگ بھگ ساڑھے دس کلو) گندم چھ مسکینوں میں صدقہ کر دو یا جو قربانی میسر ہو وہ ذبح کر دو۔

جو عرفات میں وقوف سے پہلے جماع کر لے

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُذَامٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ وَهُمَا مُحْرِمَانِ فَسَأَلَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اقْضِيَا نُسُكَكُمَا وَاهْدِيَا هَدْيًا (مراسیل ابی داؤد)

حضرت زید بن نعیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جذام قبیلہ کے ایک شخص نے اپنی بیوی سے جماع کیا جبکہ دونوں (میاں بیوی) نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ ان دونوں نے نبی ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آپ نے فرمایا تم دونوں (اس) حج کے افعال پورے کرو اور (اگلے سال حج کی قضا کرو) اور (اس حج کو فاسد

کرنے پر) تم دونوں ایک ایک دم بھی دو۔

مَالِکٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ وَعَلِیًّا وَأَبَا هُرَیْرَةَ سُئِلُوْا عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ اَهْلَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ فَقَالُوْا یَنْفُذَانِ بِوُجُوْهِهِمَا حَتّٰی یَقْضِیَا حَجَّهُمَا ثُمَّ عَلَیْهِمَا الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ وَالْهَدْیُ (موطا مالک)

امام مالک رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان تینوں سے ایسے شخص کا حکم پوچھا گیا جو حالت احرام میں (وقوف عرفات سے پہلے) اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ دونوں اپنے حج کے افعال آخر تک پورے کریں پھر ان کے ذمہ آئندہ سال حج (کی قضا) ہے اور (دونوں پر علیحدہ علیحدہ) ہدی ہے۔

وقوف عرفات کے بعد حلق یا طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ قَضَی الْمَنَاسِکَ کُلَّهَا غَیْرَ أَنَّهُ لَمْ یَزُرْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی وَقَعَ عَلَی امْرَأَتِهِ قَالَ عَلَیْهِ بَدَنَةٌ (ابن ابی شیبہ)

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا (کہ اس کا کیا حکم ہے) جس نے حج کے تمام افعال پورے کر لئے سوائے بیت اللہ کے طواف زیارت کے (کہ وہ ابھی تک نہیں کیا) اور اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس پر بدنہ (یعنی گائے یا اونٹ) ذبح کرنا لازم ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا جَامَعَ بَعْدَ مَا یُفِیْضُ مِنْ عَرَفَاتٍ فَعَلَیْهِ بَدَنَةٌ وَیَقْضِیْ مَا بَقِیَ مِنْ حَجِّهٖ وَتَمَّ حَجُّهُ (الآثار لمحمد)

عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی حاجی عرفات (میں وقوف کرنے کے بعد وہاں) سے واپس آ کر جماع کر لے (اگرچہ ابھی اس نے قربانی یا حلق وغیرہ نہ کیا ہو) تو اس کو ایک بدنہ (اونٹ یا گائے) ذبح کرنا ہوگی اور حج کے جو افعال رہ گئے ہیں ان کو پورا کرنا ہوگا اور اس کا حج مکمل ہو گیا۔

جس نے حالت احرام میں شہوت سے بیوی کا محض بوسہ لیا یا اس کو چھوا پھر خواہ انزال ہوا ہو یا نہیں

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ فَقَالَ إِنِّیْ قَبَّلْتُ امْرَأَتِیْ وَأَنَا مُحْرِمٌ فَخَذَفْتُ بِشَهْوَتِیْ فَقَالَ إِنَّکَ شَبِقٌ أَهْرِقْ دَمًا وَتَمَّ حَجُّکَ (الآثار لمحمد)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا حالت احرام

میں میں نے اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا اور شہوت کی وجہ سے مجھے انزال (بھی) ہو گیا (تو اب میرے بارے میں کیا حکم ہے) انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے شہوت والے ہو (کہ اتنا بھی صبر نہیں کر سکے۔ البتہ چونکہ تم نے صحبت نہیں کی) لہٰذا تمہیں ایک دم دینا پڑے گا اور تمہارا حج پورا ہو گیا۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ مَنْ قَبَّلَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَعَلَيْهِ دَمٌ (الآثار لمحمد)

(بڑے تابعی) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے حالت احرام میں (خواہ وقوف عرفات سے پہلے یا اس سے فارغ ہونے کے بعد) بیوی کا بوسہ لیا تو اس کو ایک دم دینا ہو گا۔

کسی واجب کو ترک کرنے یا مقدم یا موخر کرنے پر دم واجب ہوتا ہے

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِنْ حَجِّهٖ أَوْ أَخَّرَهٗ فَلْيُهْرِقْ لِذٰلِکَ دَمًا (ابن ابی شیبه)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے حج کے کسی (واجب) فعل کو مقدم کیا یا موخر کیا تو اس کی وجہ سے ایک دم ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهٖ شَيْئًا أَوْ تَرَکَ فَلْيُهْرِقْ دَمًا (موطا مالک)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے حج کے (واجب) افعال میں سے کوئی فعل ترک کیا (یا کہا کہ اس کو کرنا بھول گیا) تو وہ ایک دم دے۔

باب:60

محرم کیلئے جانور کا شکار وقتل

حرم میں کون سے جانور قتل کرنا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةِ قَالَتْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسٍ فَوَاسِقَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الغُرَابِ وَالْحَدأَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْفَارَةِ وَالْكَلْبِ الْعَقُوْرِ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے پانچ نقصان دینے والے جانوروں کو حل اور حرم (دونوں) میں قتل کرنے کی اجازت دی۔ وہ پانچ جانور یہ ہیں صرف مردار کھانے والا کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور حملہ کرنے والا کتا۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةَ وَالذِّئْبَ.(ابوداؤد)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم سانپ اور بھیڑیئے کو قتل کرسکتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِیْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ والْحَدأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ والْكَلْبُ الْعَقُوْرُ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جن کو قتل کرنے میں محرم پر کچھ گناہ نہیں ہے (وہ یہ ہیں) مردار خور کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور حملہ کرنے والا کتا۔

محرم شکار کرنے کا حکم دے یا اس کی طرف اشارہ کرے ناجائز ہے

عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ أَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوْا مَعَهٗ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيْهِمْ أَبُوْقَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا أَحْرَمُوْا إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَاهُمْ يَسِيْرُوْنَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُوْقَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوْا فَأَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوْا أَ نَاكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِیَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ذَکَرُوْا ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ اَمِنکُمْ اَحَدٌ اَمَرَہٗ اَنْ یَّحْمِلَ عَلَیْھَا اَوْاَشَارَ اِلَیْھَا قَالُوْا لَا قَالَ فَکُلُوْا مَا بَقِیَ مِنْ لَحْمِھَا (بخاری) و فی روایۃ لمسلم ھَلْ اَشَرْتُمْ اَوْ اَعَنْتُمْ اَوِ اصْطَدْتُمْ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لئے نکلے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ نکلے۔ آپ نے ان میں سے ایک جماعت کو جس میں ابوقتادہ بھی تھے الگ کیا اور فرمایا تم سمندر کے کنارے کنارے چلو۔ جب یہ واپس پلٹے تو ان لوگوں نے بھی احرام باندھ لیا البتہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ابھی احرام نہیں باندھا۔ اسی حالت میں وہ (اپنی راہ پر) چل رہے تھے کہ انہوں نے جنگلی گدھوں کو (گذرتے) دیکھا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان گدھوں پر نیزہ پھینکا اور ایک گدھی کا شکار کرلیا۔ ان لوگوں نے پڑاؤ کیا اور اس کا گوشت (پکا کر) کھایا۔ (پھر ان کو کچھ شک ہوا) اور کہا (ارے) ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں جبکہ ہم محرم ہیں۔ تو گدھی کا بچا ہوا گوشت اٹھا کر ہم اپنے ساتھ لے آئے۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ان کو گدھی (پر نیزہ مارنے کو کہا تھا یا کسی نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا، یا تم نے شکار کرنے میں ان کی مدد کی تھی) ان لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا بچا ہوا گوشت تم کھا سکتے ہو۔

حلال نے شکار کیا ہو اور محرم نے اس میں کچھ دخل نہ دیا ہو تو محرم اس کو کھا سکتا ہے

اس بارے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اوپر ذکر ہوئی۔

اگر کچھ لوگوں نے مل کر شکار کیا ہو تو ہر ایک پر فرداً فرداً جزا آئے گی

عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اِذَا اشْتَرَکَ الْقَوْمُ الْمُحْرِمُوْنَ فِیْ صَیْدٍ فَعَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ جَزَاءُ ہٗ (الآثار لمحمد)

(بڑے تابعی) ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا جب چند محرم مل کر کوئی شکار کریں تو ان میں سے ہر ایک پر شکار کی جزا ہوگی۔

شکار کی جزا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِیْ بَیْضِ النَّعَامِ قِیْمَۃٌ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا شتر مرغ کے انڈے کو توڑنے میں قیمت ادا کرنی ہوگی۔

عَنْ عُمَرَ اَنَّہٗ قَضٰی فِی الْغَزَالِ بِعَنْزٍ وَفِی الْاَرْنَبِ بِعَنَاقٍ وَفِی الْیَرْبُوْعِ بِجَفْرَۃٍ (مالک)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہرن میں ایک بکری اور خرگوش میں بکری کا ایک بچہ اور جنگلی چوہے میں چار ماہ کے بکری کے بچے کی جزا کا فیصلہ دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِی الضَّبِّ یُصِیْبُہُ الْمُحْرِمُ حَفْنَۃٌ مِنْ طَعَامٍ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا محرم اگر گوہ کا شکار کرے تو اس پر ایک لپ بھر کر گندم (کا صدقہ کرنا لازم) ہے۔

عَنْ طَارِقٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَأَوْطَأَ رَجُلٌ مِنَّا يُقَالُ لَهُ أَرْبَدُ ضَبًّا فَفَزَرَ ظَهْرَهُ فَأَتَى عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ اُحْكُمْ يَا أَرْبَدُ قَالَ أَرَىٰ فِيْهِ جَدْيًا قَدْ جَمَعَ الْمَاءَ وَالشَّجَرَ قَالَ عُمَرُ فَذَاكَ فِيْهِ

(التلخص الحبير)

طارق رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم (احرام باندھ کر) حج کے لئے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص جس کا نام اربد تھا اس نے ایک (کچھ بڑی) گوہ کو (غلطی سے اپنے پیروں تلے) روند ڈالا اور اس کی کمر توڑ دی۔ پھر وہ اس کا حکم جاننے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اس سے کہا اے اربد تم خود ہی اس کی مثل بتاؤ۔ اس نے کہا میری رائے میں بکری کا وہ بچہ ہے جو خود درخت کے پتے کھانے لگے اور پانی پینے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں یہی ہے۔

شکار کی جزا نذر اور فدیہ کے جانور سے خود ذبح کرنے والے کو اور امیروں کو کھانا جائز نہیں، صرف فقراء کھا سکتے ہیں

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا يُؤْكَلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوَىٰ ذٰلِكَ

(بخاری)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شکار کی جزا میں اور نذر میں ذبح کئے گئے جانور کو (خود جزا اور نذر دینے والے کے لئے اور غنی کے لئے) کھانا جائز نہیں البتہ یہ دوسرے جانوروں میں سے کھا سکتے ہیں۔

باب:61

عمرہ

عمرہ واجب نہیں

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ أَ وَاجِبَةٌ هِیَ قَالَ لَا (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا عمرہ کرنا واجب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں (بلکہ نفل ہے)۔

عمرہ کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ یہ ان کے (مابین گناہوں کا) کفارہ ہیں۔

رمضان میں عمرہ کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ...... فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اِعْتَمِرِیْ فِیْهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت کو (جو اپنے شوہر کی وفات کے وجہ سے حجۃ الوداع میں شریک نہ ہوسکیں) فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم اس میں عمرہ کرلینا کیونکہ رمضان میں عمرہ (کی فضیلت نفلی) حج کے برابر ہے۔

حج کرنے سے پہلے عمرہ کرنا

عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ أَنَّ عِكْرِمَةَ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَاسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِعْتَمَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ أَنْ یَّحُجَّ (بخاری)

ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حج سے پہلے عمرہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا (اس میں) کچھ حرج نہیں ہے۔ عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھی) حج کرنے سے پہلے (صلح حدیبیہ کے

دوسرے سال) عمرہ کیا تھا۔

عمرہ کرنے والے کیلئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو حج کرنے والے کیلئے ہیں

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوْقِ أَوْقَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَامُرُنِيْ أَنْ أَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ...... قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اِخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَانْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ (بخاری).

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (مقام) جعرانہ میں تھے ایک شخص آپ کے پاس اس حال میں آیا کہ وہ (احرام باندھ لینے کے باوجود) جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس پر زرد خوشبو کا اثر تھا اور اس نے پوچھا آپ مجھے کن باتوں کا حکم دیتے ہیں کہ میں وہ اپنے عمرہ میں کروں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ (جب وحی پوری ہوئی تو) آپ نے پوچھا کہ عمرہ کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے (پھر اس سے فرمایا) تم اپنا جبہ اتار دو اور خوشبو کے اثر کو دور کرلو (اور خوشبو کی زردی کو صاف کرلو اور اپنے عمرہ میں اسی طرح (ان تمام پابندیوں کا اہتمام) کرو جس طرح تم اپنے حج میں (تمام پابندیوں کا اہتمام) کرتے ہو۔

عمرہ سے آدمی کب حلال ہوتا ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِيْ عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَتٰى اِمْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (بخاری)

عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص جس نے عمرہ کے لئے بیت اللہ کا طواف تو کرلیا لیکن صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کی۔ اب وہ اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہتا ہے (تو کیا وہ ایسا کرسکتا ہے) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (عمرہ کیلئے تشریف لائے تو (اس میں) آپ نے (پہلے) بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور (طواف پورا ہونے پر) مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور (اس کے بعد) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگائے (اس کے بعد رسول اللہ ﷺ عمرہ سے حلال ہوئے) اور رسول اللہ ﷺ کے عمل ہی میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے (لہٰذا اسی کے مطابق وہ عمل کرے اور سعی سے پہلے صحبت نہ کرے) عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے (بھی یہی) سوال کیا تو انہوں نے فرمایا وہ شخص جب تک صفا اور

مروہ کی سعی نہ کر لے ہرگز اپنی بیوی سے قربت نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے کل چار عمرے کئے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَ كُلَّهُنَّ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِیْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةٌ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِنْ جِعِرَّانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مَعَ حَجَّتِهٖ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے اور وہ سب ذوقعدہ میں کئے سوائے اس عمرے کے جو آپ کے حج کے ساتھ ہوا تھا۔ (پہلا) عمرہ حدیبیہ کے زمانہ میں ذوقعدہ میں کیا (جس سے آپ کو روک دیا گیا اور آئندہ سال آنے کو کہا گیا) اور (دوسرا) عمرہ (قضا کے طور پر) اگلے سال ذوقعدہ میں کیا اور (تیسرا) عمرہ (فتح مکہ کے بعد) ذوقعدہ میں جعرانہ سے کیا جہاں آپ نے جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا اور (چوتھا) عمرہ اپنے حج کے ساتھ (ذوالحجہ میں) کیا۔

تنعیم (یعنی مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا) سے عمرہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَمَرَهٗ أَنْ يُّرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ (بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ (اپنی بہن حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر جائیں اور تنعیم سے ان کو عمرہ کرائیں۔

عمرہ کرنے والا تلبیہ کب بند کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِی الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ میں جب (طواف شروع کرنے کے وقت) حجر اسود کا استلام کرتے اس وقت تلبیہ کہنا بند کر دیتے۔

نویں ذوالحجہ سے تیرہویں ذوالحجہ تک عمرہ کرنا جائز نہیں

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِیْ أَیِّ السَّنَةِ شِئْتَ مَاخَلَا خَمْسَةَ أَيَّامٍ يَوْمَ عَرَفَةَ وَ يَوْمَ النَّحْرِ وَ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ (الآثار لمحمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سال کے جس حصہ میں بھی تم چاہو اس میں عمرہ کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے سوائے پانچ دنوں کے (کہ ان میں عمرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ پانچ دن یہ ہیں) عرفہ (یعنی

نویں ذوالحجہ) کا دن اور قربانی (یعنی دسویں ذوالحجہ) کا دن اور (تین) ایام تشریق (یعنی گیارہویں سے تیرہویں ذوالحجہ تک)۔

باب: 62

قربانی

ہر ایک مالدار پر قربانی کرنا واجب ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ وَ لَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّا نَا.

(احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس گنجائش ہو (یعنی قربانی کا نصاب ہو) اور وہ (پھر بھی) قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ (میں تو کجا اس) کے قریب بھی نہ آئے۔

فائدہ: (1) دوسو درہم یعنی 611 گرام چاندی کی مالیت جس کے پاس ہو وہ شخص شریعت کی نظر میں غنی، مالدار اور وسعت والا ہے۔ اگر اس کے اس اتنی چاندی یا اس کی مالیت کے روپے ہوں تو اس پر زکوۃ بھی فرض ہوتی ہے اور قربانی اور صدقہ فطر بھی۔ اور اگر پاس اس کے پاس چاندی یا روپے نہ ہوں بلکہ اتنی مالیت کا سونا ہو یا اپنی بنیادی ضرورت سے فاضل اشیاء ہوں تو چونکہ وہ وسعت والا ہے اس لئے اس پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہوں گے۔

(2) مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ کا مطلب ہے ہر وہ شخص جس کو قربانی کی گنجائش ہے اور لفظ عام ہونے کی وجہ سے وہ خواہ مرد ہو یا عورت ہو شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔ معلوم ہوا کہ ہر ہر صاحب نصاب شخص پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اسی وجہ سے مندرجہ ذیل حدیث کا وہ مطلب ہے جو ترجمہ میں واضح کیا گیا ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا أَیُّوْبَ كَیْفَ كَانَتِ الضَّحَایَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ یُضَحِّیْ بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَیْتِهٖ فَیَاكُلُوْنَ وَیُطْعِمُوْنَ حَتّٰی تَبَاهَی النَّاسُ فَصَارَتْ كَمَا تَرٰی. (ترمذی).

عطاء بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانیوں کی کیا کیفیت تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کی مالی

حالت عام طور سے تنگ تھی، عورتوں کے پاس بھی زیادہ زیور نہ ہوتا تھا اس لئے) ایک شخص اپنی طرف سے اور اپنی بیوی کی طرف سے (یعنی اس کو بھی اپنی قربانی کے ثواب میں شریک کر لیتا تھا یہ نہیں کہ بیوی پر قربانی واجب ہونے کے باوجود صرف) ایک بکری کی قربانی کرتا تھا۔ اور وہ قربانی کا گوشت خود بھی کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔ پھر (بعد میں لوگوں کے پاس مال کی کثرت ہوگئی اور ہر ایک صاحب نصاب قربانی کرنے لگا تو) لوگ باہم فخر کرنے لگے اور موجودہ کیفیت پیدا ہوگئی۔

قربانی کے صرف تین دن ہیں

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْأَضْحٰی وَ قَالَ مَالِکٌ إِنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ مِثْلَ ذٰلِکَ (موطا مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربانی تو یوم الاضحیٰ (یعنی دسویں ذوالحجہ کے دن ہے اور اس) کے بعد دو دن (اور) ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی بات پہنچی ہے۔

جہاں عید کی نماز ہو یعنی شہر وقصبہ میں وہاں قربانی کا وقت

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْیُعِدْ وَ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُکُهٗ وَ أَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (عید کی) نماز سے پہلے قربانی کی تو (اس کی قربانی نہیں ہوئی لہٰذا) وہ قربانی دوبارہ کرے اور جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی تو اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے (قربانی کے) طریقہ پر عمل کیا۔

گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ نَشْتَرِکَ فِی الْإِبِلِ وَ الْبَقَرِ کُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِیْ بَدَنَةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ میں اور گائے میں شریک ہو سکتے ہیں اس طرح کہ اس جانور میں ہم میں سے سات آدمی شریک ہوں۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں اونٹ میں دس آدمیوں کے شریک ہونے کا ذکر ہے۔ کہتے ہیں **کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحٰی فَاشْتَرَکْنَا فِی الْبَقَرَةِ سَبْعَةٌ وَفِی الْبَعِیْرِ عَشَرَةٌ (ترمذی)**

ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ عیدالاضحیٰ کا دن آ گیا تو ہم گائے میں سات آدمی اور

اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔

لیکن ترجیح اسی کو حاصل ہے کہ اونٹ میں بھی صرف سات آدمی شریک ہوں کیونکہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اونٹ میں دس آدمیوں کے شریک ہونے کا علم نبی ﷺ کو بھی ہوا تھا جب کہ مذکورہ بالا حدیث میں اونٹ میں بھی صرف سات آدمیوں کے شریک ہونے کا حکم خود نبی ﷺ نے دیا ہے۔ اور خود امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ **والعمل علی هذا عند اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغیرهم** کہ اونٹ میں صرف سات آدمیوں کے شریک ہونے پر (تمام) اہل علم صحابہ اور تابعین کا عمل ہے۔

کس عمر کے جانور کی قربانی جائز ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِنَ الضَّانِ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صرف مُسِنَّہ کی قربانی کرو (یعنی جس کے دودھ کے دو دانت جھڑ کر بڑے دو دانت نکل آئے ہوں یا اس کی دو دانت نکلنے کی عمر ہوگئی ہو) البتہ اگر تم پر دشواری ہو تو بھیڑ میں سے چھ ماہ کا بھی ذبح کر سکتے ہو۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَذْعِ مِنَ الضَّأْنِ (نسائی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھیڑ کے چھ ماہ کے بچے کی قربانی کی۔

کون سے جانوروں کی قربانی درست ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ انْ يُضَحِّيَ اِشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ (ابن ماجه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی کرنے کا ارادہ کرتے تو دو بڑے فربہ سینگ والے سفید سیاہ چتکبرے خصی مینڈھے خریدتے۔

کون سے جانوروں کی قربانی درست نہیں

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُضَحِّيَ بِعَضْبَاءِ الْأُذُنِ وَ الْقَرْنِ (ابوداؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نصف یا اس سے زائد کان کٹے جانور اور جڑ سے سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی سے منع فرمایا۔

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ قَالَ ...... إِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُصَفَّرَةِ وَ الْمُسْتَاصَلَةِ وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ وَالْكَسْرَاءِ (ابوداؤد)

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پورے) کان کٹے جانور اور جڑ سے سینگ ٹوٹے جانور اور کانے جانور اور وہ جانور جو کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہ چل سکے اور جو ٹانگ ٹوٹی ہونے کی وجہ سے چلنے پر قادر نہ ہو (ان کی قربانی) سے منع فرمایا۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَالَا يَجُوْزُ فِي الْأَضَاحِيْ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ...... فَقَالَ أَرْبَعٌ لَا تَجُوْزُ فِي الْأَضَاحِيْ اَلْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَ الْمَرِيْضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا وَ الْكَبِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تُنْقٰى (ابو داؤد)

عبید بن فیروز رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قربانی میں کون سے جانور جائز نہیں انہوں نے جواب دیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا چار جانور قربانی میں جائز نہیں۔ ایک وہ جس کا بھینگا پن کھلا ہو دوسرا وہ جو واضح طور پر بیمار ہو تیسرا وہ جس کی لنگڑاہٹ کھلی ہو اور چوتھا وہ جو اتنا بوڑھا ہو کہ اس کی ہڈیوں کا گودا ختم ہو چکا ہو۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ نَتَشَرَّفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَ لَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةَ وَلَا مُدَابَرَةَ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ (ابو داؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (جب قربانی کا جانور خریدیں تو اس کے) کان اور آنکھ خوب غور سے دیکھیں اور (حکم دیا کہ) ہم قربانی میں ایسا جانور نہ دیں جو بھینگا ہو اور جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اور جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہوا ہو اور جس کے کان میں سوراخ ہو اور جس کا کان لمبائی میں کٹا ہوا ہو۔

خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَضْجَعَ أُضْحِيَّتَهُ فَقَالَ أَعِنِّيْ عَلٰى أُضْحِيَّتِيْ فَأَعَانَهُ (احمد)

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو لٹایا اور فرمایا کہ میری قربانی پر (ذرا) میری مدد تو کرو تو ان انصاری نے آپ کی مدد کی۔

عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ أَبَامُوْسٰى كَانَ يَأْمُرُ بَنَاتَهُ أَنْ يَّذْبَحْنَ نَسَائِكَهُنَّ بِأَيْدِيْهِنَّ (حاكم)

مسیّب بن رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو کہا کرتے تھے کہ وہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔

قربانی کی کھال اور رسی وغیرہ صدقہ کرنا، قصائی کو اجرت میں نہ دینا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ أَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَ أَنْ أَتَصَدَّقَ

بِلُحُوْمِهَا وَ جُلُوْدِهَا وَ أَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَازِرَ مِنْهَا شَيْئًا وَ قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا (بخاری ومسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے اونٹوں (کی قربانی) کی نگرانی کروں اور (اپنے استعمال کا کچھ گوشت رکھ کر) ان کا (باقی) گوشت اور ان کی کھالیں اور ان کے جھول صدقہ کردوں اور ان میں سے (اجرت میں) قصاب کو کچھ نہ دوں اور فرمایا قصاب کو (اس کی اجرت) ہم اپنے پاس سے دیں گے۔

اپنی قربانی کا گوشت کھانا اور کچھ ذخیرہ کرنا جائز ہے

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ كُلُوْا وَ تَزَوَّدُوْا وَ ادَّخِرُوْا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (شروع کے دور میں جب کہ مسلمانوں کے مالی حالات زیادہ تنگ تھے) قربانیوں کے گوشت کو تین دن سے زیادہ (خود) کھانے سے منع فرمایا (غرض یہ تھی کہ باقی گوشت ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیا جائے) پھر بعد میں (جب حالات بہتر ہوئے تو) فرمایا (تین دن سے اوپر بھی کھانا چاہو تو) کھاؤ اور (چاہو تو) ذخیرہ کرو۔

کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّيْ عَنْهُ أَبَدًا (ابو داؤد).

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں تو میں ہمیشہ ہی (ہر سال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

باب: 63

عقیقہ کا بیان

عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهِنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَ يُحْلَقُ رَاسُهُ (ابوداؤد)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ (کی آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت اس کے) اپنے عقیقہ میں گروی ہے جو (بہتر ہے کہ) پیدائش کے ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اور (ساتویں ہی دن) اس کا سر مونڈ دیا جائے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وَلِدَ لِأَحدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَاسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً وَ نَحْلِقُ رَاسَهُ وَ نَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانٍ. (ابوداؤد)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زمانہ جاہلیت جب ہم میں سے کسی کے ہاں لڑکا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا اور اس کے خون کو بچے کے سر پر ملتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام عطا فرمایا تو ہم بکری ذبح کرتے اور بچے کے سر مونڈتے اور اس کے سر پر زعفران ملتے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ وَ سَمَّاهُمَا وَ أَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُؤُسِهِمَا الْأَذٰى (حاكم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ساتویں دن حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کا عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا اور حکم دیا کہ ان کے سر کے بال مونڈ دیئے جائیں۔

عقیقہ واجب نہیں اور اس کا نصاب

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ ...... مَنْ وَلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا

تو آپ نے فرمایا (عقیقہ واجب نہیں ہے لہٰذا) تم میں سے جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ چاہے کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو وہ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقہ میں) ذبح کرے۔